

رَحْمَةُ اللهِ كَثِيرَةٌ



جلد سوم عثمانی



[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

تالیف  
مولانا محمد رفیع صاحب مدظلہ  
حضرت مولانا محمد رفیع صاحب مدظلہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب .....

عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔



مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload)



کی جاتی ہیں۔

دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشر و اشاعت کی مکمل



اجازت ہے۔

### ☆ تنبیہ ☆

کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔



ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔



﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔



[kitabosunnat@gmail.com](mailto:kitabosunnat@gmail.com)

[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

محمد رسول الله والذین معه اشداء علی الکفار (سورة فتح)  
محمد ﷺ کے رسول ہیں اور جو ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت ہیں۔

# رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ

جلد سیوم عثمانی  
جلد چہارم مسئلہ اقرباء نوازی

تالیف: حضرت مولانا محمد نافع صاحب مدظلہ

محمد شریف تحصیل جھانسی ضلع جھانسی (مخمس)

کتاب مارکیٹ غازی پور  
اردو بازار لاہور

## دارالکتاب

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

کتاب \_\_\_\_\_ جلد سوم عثمانی  
رحمۃ اللہ علیہم جلد چہارم مسئلہ اقرارہ نوازی

مصنف \_\_\_\_\_ مولانا محمد نافع مدظلہ

ناشر \_\_\_\_\_ دارالانکاب

اشاعت \_\_\_\_\_ ۲۰۱۴ اکتوبر

تعداد: \_\_\_\_\_ ۵۰۰

طابع \_\_\_\_\_ اشتیاق مشتاق پرنٹر

قیمت \_\_\_\_\_

قانونی مشیر \_\_\_\_\_ باہتمام

مہر عطاء الرحمن، ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور

0300-8099774  
0321-4650131

0300-4083589

# فہرست مضامین

افتتاحیہ کلام

۱۹

مختصر تمہیدات

۲۰

قبولِ روایت کے متعلق  
اہلِ ائمتہ کے چند ضوابط

۲۲

تسلیمِ روایت کے لیے شیعہ کے قواعد

## باب اول

(خاندانی و نسبی تعلقات)

یہاں ساٹھ عدد رشتے درج ہوئے

اول:

۲۷

— ماد حضرت عثمان بن عفان (حضرت ابوئی)

کا اجمالی تذکرہ اور رشتہ کا ذکر

- ۲۹ — دو ابطیسی (صرف اس رشتہ پر سات رابطے قائم ہوتے)
- ۳۰ { — سرور کائنات علیہ الصلوٰات والتسلیٰات  
کے ساتھ حضرت عثمان کا رشتہ ذی النورین

دوم:

- ۳۳ — حضرت رقیہ صاحبزادی کا مختصر تذکرہ
- ۳۳ — شیعہ کتب سے اس کی تائید
- ۳۴ — حضرت عثمان کی غزوة بدر کے غنائم و اجر میں شرکت
- ۳۵ — مسئلہ مذکورہ کی شیعہ کتب سے توثیق
- ۳۵ — دفع وہم (عثمانی مختلف متضوی مختلف کی طرح ہے)

سوم:

- ۳۶ { — حضرت ام کلثوم بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا  
اجمالی تذکرہ اور نکاح عثمانی کا بیان
- ۳۷ — مزید چند فضیلتیں
- ۴۱ — دشتہ ذی النورین کی تائید شیعہ کتب سے
- ۴۲ { — نبات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ  
اور حضرت عثمان کی دامادی شیعہ کتب سے  
منقول ہے۔
- ۴۵ — مسئلہ کی تائید میں حضرت علی الرضیٰ کا فرمان
- ۴۷ { — چند ضروری افادات (یعنی حقیقی چہار نبات کا ثبوت  
اور صرف اولاد وغدیکہ ہونے کا جواب
- ۵۰ — ایک تشبیہ کہ رقیہ کو زور و کوب کر کے مار دیا پھر اس کا جواب

چہارم:

۵۳

حضرت جعفر طیارؓ کی پوتی ام کلثومؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ کے لڑکے ابان بن عثمانؓ کے ساتھ

پنجم:

۵۴

حضرت حسینؓ بن علیؓ کی لڑکی سکینہؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ کے پوتے زبیر بن عروہ بن عثمانؓ سے ہوا

ششم:

۵۵

فاطمہ بنت الحسینؓ بن علیؓ بن ابی طالبؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ بن عفانؓ کے پوتے عبداللہ بن عمرو بن عثمانؓ کے ساتھ۔

ہفتم:

۵۸

سیدنا حضرت حسنؓ کی پوتی دام القاسم حضرت عثمانؓ کے پوتے مروان بن ابان بن عثمانؓ کے نکاح میں۔

تنبیہ

۵۹

{ رشتہ داری کے اثرات  
یعنی یہ سات رشتے کیا بتلاتے ہیں }

## باب دوم

- ۶۱ { مسئلہ بیعتِ علی المرتضیٰ کا حضرت عثمان سے بیعت کرنا، اکابر علماء نے اپنی تصانیف میں درج کیا۔ یہاں آٹھ عدد حوالے منقول ہیں۔
- ۶۵ { مسئلہ ہذا کی تائید شیعہ کتب سے چار عدد حوالے یہاں دیتے گئے ہیں
- ۶۸ { دوسری گزارشِ امام کے انتخاب کا قاعدہ کہ یہ مہاجرین و انصار کو حق ہے) بیخِ البلاغہ سے لیا گیا
- ۶۹ { کلامِ ہذا التزامی نہیں (حضرت علی کا یہ کلام حقیقت پر مبنی ہے)
- ۶۹ { "رفعِ اشتباہ" (باہمی پر خاشخ ظاہر کرنے والی روایات پر نقد
- ۷۰ { ابنِ خلدون اور علامہ السفارینی کا بیان بیعتِ ہذا کے لیے
- ۷۱ { خلاصہ (بیعت کی بحث کے فوائد اور ثمرات)



## باب سوم

- ۷۴ { — حضرت علیؑ کے نکاح اور شادی میں حضرت عثمانؓ کی طرف سے مخلصانہ اعانت اور امداد -
- ۷۴ — شرح مواہب اللدنیہ زرقانی سے ثبوت
- ۷۵ — کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ سے اور بحار الانوار سے ثبوت
- ۷۶ { — حضرت عثمانؓ کا حضرت علیؑ کے نکاح کا شاہد و گواہ ہونا  
— سنی اور شیعہ دونوں جانب سے تائید
- ۷۹ { — حضرت عثمانؓ کے مومن، صالح، متقی، محسن ہونے کی مرتضوی شہادت
- ۸۰ { — صفات عثمانی (صلہ رحمی، عیاداری وغیرہ)  
— حضرت علیؑ کی زبانی
- ۸۱ { — حضرت علیؑ کے بیانات کی روشنی میں حضرت عثمانؓ کا لقب "ذوالنورین" چند دیگر فضائل کے ساتھ
- ۸۲ — پہلی روایت
- ۸۲ — دوسری روایت
- ۸۳ { — علماء کا ایک قول (حضرت عثمانؓ کے بغیر کسی شخص کو نبیؐ کی دو ذختر حاصل نہیں
- ۸۵ { — امت میں مقام عثمانؓ کا تعین حضرت علی المرتضیٰؑ کی زبان سے (یعنی تیسرے مقام پر عثمانؓ ہیں

- ۷۷ { دین عثمان کا مقام علی المرتضیٰ کی نظروں میں  
دین عثمان سے تبری ایمان سے تبری ہے
- ۸۸ { حضرت علی کی جانب سے حضرت عثمان کے متعلق  
ثابت الخیرات اور غیر مخذب ہونے اور عقیقتی  
ہونے کی گواہی۔
- ۸۹ { عثمانی خلافت میں حضرت علی کا قرآن سنانا  
یہ رمضان شریف کا واقعہ ہے۔
- ۹۰ { حضرت علی کا قرآۃ عثمانی کی سماعت کرنا  
مصنف عبد الرزاق کے حوالہ سے
- ۹۲ { حضرت عثمان کا حضرت علی کو سواری عنایت  
فرمانا۔ اخبار اصغیان کے حوالہ سے
- ۹۳ { حضرت عثمان کا حضرت علی المرتضیٰ کو  
دعوت طعام دینا۔
- ۹۴ { حضرت عثمان کے حق میں ہاشمیوں کے بیانات
- ۹۵ { حضرت عبداللہ بن عباس کا بیان
- ۹۸ { سیدنا حسن بن علی بن ابی طالب کا بیان
- ۱۰۱ { سیدنا زین العابدین بن سیدنا  
حسین کا بیان
- ۱۰۳ { سیدنا امام جعفر صادق بن سیدنا  
امام محمد باقر کا بیان

- ۱۰۳ { نتاج و فوائد گیارہ عدد کی شکل میں باب ہذا  
کے خلاصہ کے طور پر مرتب ہیں
- ۱۰۷ { — ہاشمی اکابر کی زبانی حضرت عثمانؓ  
کا مقام و بحوالہ کتب شیعہ
- ۱۰۷ { — (۱) سیدنا حسن بن علیؓ بن ابی طالب  
کا بیان (شیعہ کتب سے)
- ۱۰۸ { — (۲) سیدنا جعفر صادقؑ کی زبانی حضرت عثمانؓ  
کی فضیلت (شیعہ کتب سے)
- ۱۰۹ { — (۳) امام جعفر صادقؑ کا ایک اور بیان  
(شیعہ کتب سے)
- ۱۱۲ { — جعفر صادقؑ کے بیان کے پانچ فوائد
- ۱۱۳ { — (۴) حضرت عثمانؓ کے حق میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ  
کا بیان اور اس کے گیارہ عدد فوائد
- ۱۱۵ { — الاستبہاء (موتخ مسعودی شیعہ بزرگ  
ہیں، مستحق نہیں)

## باب چہارم

باب ہذا کا اجمالی نقشہ چھ عنوانات کی شکل میں

۱۔ عنوان اول:

۱۱۸

اجرتے احکام میں حضرت عثمانؓ و علی المرتضیٰؓ کا عملی تعاون

- ۱۱۸ — قضا یا کی مشاورت میں حضرت علی کی شمولیت
- ۱۲۰ — شراب نوشی پر سزا (ولید بن عقبہ کا واقعہ)
- ۱۲۳ { ایک وضاحت شراب نوشی کی سزا میں اضافہ کرنا  
 خلاف سنت نہ تھا
- ۱۲۴ { تنبیہ - (ولید کے متعلق مزید بحث  
 جواب المطاعن میں آ رہی ہے)
- ۱۲۴ — زنا پر حد لگانے کا واقعہ
- ۱۲۵ — بد فعلی کی سزا کا واقعہ
- ۱۲۶ — چشم تلغ کر دینے کا واقعہ

## ۲- عنوان دوم

- ۱۲۸ { عثمانی خلافت میں ہاشمی حضرات  
 کے عہدے اور مناصب
- ۱۲۹ — قضاء کا عہدہ (عثمانی دور کا فاسنی ایک ہاشمی بزرگ تھے
- ۱۳۰ — گورنری کا عہدہ (مکہ شریف کا حاکم ایک ہاشمی جوان تھا)
- ۱۳۰ — بعض اہم امور پر تعین (یہ بھی ہاشمی تھے)

## ۳- عنوان سوم

- ۱۳۲ { عدالت عثمانی کی طرف ہاشمیوں کا رجوع کرنا  
 اور فیصلہ طلب مقدمات کا باہم مشورے پانا  
 اور عثمانی فیصلوں کی تصدیق و تائید کرنا۔  
 اس عنوان کے تحت پہرہ واقعات پیش شد

ہیں۔

## ۴۔ عنوان چہارم

۱۳۸ { — امیر المؤمنین سیدنا عثمان بن عفان کا ہاشمی حضرات کی عظمت کو ملحوظ رکھنا اور ہاشمیوں کے جنازے پڑھانا

۱۳۸ { — حضرت عباس بن عبدالمطلب کا احترام

۱۳۹ { — حضرت عمر و عثمان کا حضرت عباس کو دیکھ کر سواری سے اتر جانا۔

۱۴۰ { — حضرت عباس کی توہین کرنے پر حضرت عثمان نے سزا دی تھی

۱۴۱ { — حضرت ذوالنورین نے حضرت عباس کے جنازے کی نماز پڑھائی

۱۴۲ { — حضرت علی کے صاحبزادے محمد بن حنفیہ کا جنازہ حضرت عثمان غنی کے صاحبزادے ابان بن عثمان نے پڑھایا۔

۱۴۳ { — تنبیہ گذشتہ مسئلہ کی یاد دہانی لائی گئی کہ جنازہ پڑھانے کا حق حاکم و والی کو ہوتا ہے

۱۴۳ { — عبداللہ بن جعفر طیار کا جنازہ حضرت ابان بن عثمان نے پڑھایا

## ۵۔ عنوان پنجم

۱۴۴ { — خلافت عثمانی میں ہاشمی حضرات کا شریک جہاد ہونا

۱۴۵ { — غزوہ طرابلس و لوزقیہ وغیرہ (۲۶ھ) میں حضرات حسین، ابن عباس، عبداللہ بن جعفر شریک ہوئے

- ۱۴۷ { غزوة خراسان و طبرستان و جرجان وغیرہ میں  
شریک ہونا مسئلہ میں حضرات  
حنینؓ - عبداللہ بن عباسؓ شریک ہوئے
- ۱۴۹ { سن تیس ہجری (۶۲۵ء) میں شرکت جہاد  
کا ایک واقعہ جس میں سلمان فارسی وغیرہ  
شریک ہوئے۔
- ۱۵۱ { ۳۵ء کا ایک واقعہ اس میں حضرت  
عباسؓ کے صاحبزادے معبد بن عباسؓ شہید ہو گئے
- ۶- عنوان ششم
- ۱۵۲ { سیدنا عثمان ذوالنورینؓ کی خلافت میں  
نبی کریمؐ کے رشتہ داروں کے مالی حقوق
- ۱۵۴ { حضرت علیؓ کے لیے عثمانی عطیات
- ۱۵۵ { مطلبی ہاشمی کے لیے ایک خاص رعایت
- ۱۵۶ { مالی حقوق کی ادائیگی کا مسئلہ شیعہ کتب سے  
پہلے شہر بانو کا واقعہ پھر حقوق کی ادائیگی کو چار  
عدو کتابیں بیان کر رہی ہیں۔
- ۱۶۱ { فوائد و نتائج
- ۱۶۱ { مذکورہ ہر شش عنوانات سے ثابت شدہ  
امور کیجا ایک ترتیب سے ملاحظہ ہوں

# باب پنجم

- محاصرہ عثمانی کے متعلقات
- ۱۶۵ { اہستداتی تین امور
- چند عنوانات
- ۱۶۶ { نیابت حج اور ابن عباس کا انتخاب
- ۱۶۷ { (حضرت عثمانؓ کی طرف سے)
- شیعہ مؤرخین سے اس کی تائید
- ۱۶۹ { حضرت علی المرتضیٰؓ اور ان کی اولاد
- ۱۷۰ { کی مدافعت نہ کر سکتے تھے
- حضرات حسینؓ شریفین کا مدافعت
- ۱۷۲ { میں سعی کرنا۔
- محاصرہ کے واقعات کے لیے مزید حوالہ جات
- ۱۷۵ { ایک ترتیب سے ملاحظہ ہوں (۵ امور کی شکل میں)
- شیعہ کی طرف سے اس کی توثیق
- ۱۷۷ { مدافعت واقعات میں حضرت
- ۱۸۱ { حسین بن علیؓ مجروح ہو گئے
- پانی پہنچانے کا واقعہ متعدد روایات سے
- ۱۸۳ { شیعہ کتب سے تصدیق
- ۱۸۷ {

- ان مقام کی ایک دوسری روایت
- ۱۸۸ { حضرت عثمانؓ کی شہادت پر حضرت علیؓ اور ان کی صاحبزادیوں کا گریہ کرنا
- جنازہ عثمانی و دفن وغیرہ میں
- ۱۹۰ { حضرت علیؓ و اولاد علیؓ کی شمولیت
- اس پر متعدد روایات پیش کی گئی ہیں
- ۱۹۴ — شیعہ کتب سے جنازہ کے مسئلہ کی تائید
- اختتام بحث محاصرہ اور
- ۱۹۵ { بابِ ہذا کا اجمالی خاکہ
- حضرت علیؓ الرضیٰؓ کی اولاد میں
- ۱۹۵ { سیدنا عثمانؓ کا نام مروج تھا
- حضرت عثمانؓ کا نام اولاد علیؓ میں
- ۱۹۹ { (شیعہ کتب سے)
- خاتمہ —
- ۲۰۴





# مراجع کتب شیعہ برائے کتاب "رحماتہم حصہ سوم عثمانی"

نمبر شمار	نام کتاب	سن وفات صاحب کتاب
۱ -	تاریخ یعقوبی از احمد بن ابی یعقوب بن جعفر	سن ۲۵۶ھ ۲۵۸ھ
	المکاتب العباسی	سن ۲۸۴ھ
۲ -	قرب الاسناد از عبداللہ بن جعفر الحمیری	(القرن الثالث)
۳ -	مقاتل الطالبین از ابوالفرج علی بن حسین بن محمد	سن تالیف ۳۱۳ھ
	الاصغہانی صاحب الاغانی -	
۴ -	کتاب الروضہ (مع الفروع الکافی) جلد ثالث	سن ۳۲۹ھ
۵ -	التنبیہ والاشراف للسعودی (طبع مصر)	
	از ابوالحسن علی بن الحسین بن علی مسعودی	سن ۳۲۵ھ ۳۲۶ھ
۶ -	مروج الذهب للسعودی ابوالحسن علی بن الحسین بن علی مسعودی	سن ۳۲۶ھ
۷ -	معانی الاخبار للشیخ الصدوق ابن بابویہ القمی	سن ۳۸۱ھ
۸ -	"رجال کشتی" طبع قدیم بمبئی / طبع جدید طهران	
	از ابو عمرو محمد بن عمر بن عبدالعزیز اکتشی	(القرن الرابع)
۹ -	نیج البلاغہ طبع مصر از شیخ سید شریف الرضی ابی	
	الحسن محمد بن ابی احمد الحسین -	سن ۴۰۴ھ
۱۰ -	الارشاد للشیخ المفید (محمد بن نعمان المفید)	سن ۴۱۳ھ
۱۱ -	الامالی للشیخ ابی جعفر محمد بن حسن شیخ الطائفة الطوسی	سن ۴۶۰ھ
۱۲ -	احتجاج طبرسی طبع قدیم ایران از شیخ ابی منصور	
	احمد بن علی الطبرسی -	سن ۴۲۸ھ

- ۱۳ - المناقب لمخوارزمی وراخطب خوارزم الموفق  
بن احمد بن محمد البکری الملکی
- ۱۴ - المناقب لابن شهر آشوب طبع ہندوستان  
از محمد بن علی بن شہر آشوب ماژندرانی
- ۱۵ - حدیدی شرح پنج البلاغہ ابن ابی الحدید  
داز ابو حامد عبد الحمید بن بہاؤ الدین محمد اللدائنی
- ۱۶ - شرح پنج البلاغہ لابن میثم البحرانی  
داز کمال الدین میثم بن علی بن میثم البحرانی
- ۱۷ - کشف الغتہ فی معرفۃ الائمہ از علی بن عیسیٰ الابری - سن تالیف ۶۸۶ھ
- ۱۸ - حواشی عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب سید جمال الدین بن عنتبہ
- ۱۹ - بحار الانوار از ملا باقر مجلسی
- ۲۰ - حیات القلوب از ملا باقر مجلسی (طبع نول کشور کینٹو)
- ۲۱ - جلاء العیون لملا باقر مجلسی
- ۲۲ - الدرۃ الخفیۃ (شرح پنج البلاغہ)  
از شیخ ابراہیم بن حاجی حسین الدنبلی
- ۲۳ - تاریخ التواریخ از لسان الملک مرزا محمد تقی  
وزیر اعظم سلطان ناصر الدین قاچار شاہ ایران
- ۲۴ - تنقیح المقال للشیخ عبداللہ دامغانی
- ۲۵ - تحفۃ الاحباب فی نوادر آثار الاحباب للشیخ عباس القمی
- ۲۶ - نعتی الامال للشیخ عباس القمی
- ۲۷ - ترجمہ و شرح فارسی فیض الاسلام (طبع طهران) سید علی نقی - سن تالیف ۱۳۶۲ھ

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمين - الرحمن الرحيم - والصلاة والسلام على سيد الاولين والآخرين امام الرسل وخاتم النبيين وعلى آله الطيبين وبناته الاربعة الطاهرات وازواجه المطهرات واصحابه المزكين المنتخبين وعلى سائر اتباعه باحسان الى يوم الدين وعلى جميع عباد الله الصالحين - رضوان الله عليهم اجمعين -

خطبہ سنونہ کے بعد بندہ ناچیز محمد نافع بن مولانا عبد الغفور بن مولانا عبد الرحمن عفا اللہ عنہم ساکن قریہ محمدی ومنتصل جامعہ محمدی شریف، ضلع جھنگ غوبی پنجاب وپاکستان، عرض کرتا ہے کہ کتاب ”رہماء بینیم“ کا یہ سوم حصہ عثمانی، ناظرین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

۱۔ اس میں خلیفہ ثالث حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا علی بن ابی طالب اور ان کے خاندان کے درمیان خوشگوار تعلقات اور باہمی احترام و اکرام کے مراسم ایک ترتیب سے ذکر کیے گئے ہیں۔

۲۔ اور دور ہذا کی ضرورت کے تحت بعض مطالع عثمانی (یعنی مسئلہ اقرام و نوازی) کے جوابات بھی تالیف کیے گئے ہیں جنہیں مستقل تصنیف کی شکل میں عنقریب پیش کیا جائیگا۔ (انشاء اللہ)

۳۔ سابقہ حصص (صدیقی - فاروقی) کی طرح یہاں بھی پانچ ابواب میں مضامین مندرجہ کو مرتب کیا گیا ہے۔ پانچ کے عدد کو محبوب رکھنے والے احباب کے لیے گویا فرحت کا سامان پیدا کر دیا ہے۔

۴۔ قبل ازیں بھی ذکر کر دیا ہے کہ کتاب ہذا کے ذریعہ بحث و مباحثہ مقصود نہیں اور نہ ہی ہمیں کسی جوابی کارروائی کا انتظار ہوگا۔ یہاں ان حضرات کا باہمی قرب اور تعلق پیش کرنا منظور ہے جیسا کہ کتاب اللہ نے اس مسئلہ کو بیان فرمایا ہے۔

۵۔ دینی مسائل میں افراط و تفریط آجکل ترقی پذیر ہے۔ حدود سے تجاوز کا دور دورہ ہے۔ اس وقت کی اہم ضرورت ہے کہ صحابہ کرام کے ”صحیح مقام“ کو سلف صالحین کے طریقہ پر محفوظ و ملحوظ رکھا جائے اور کتاب و سنت کی روشنی میں ان کی اتباع کو زندگی کا نصب العین بنایا جائے یہی چیز آخرت میں موجب نجات ہوگی۔

۶۔ ناظرین کرام مندرجہ واقعات کتاب ہذا کو ایک ایک کر کے ملاحظہ فرما کر غور کریں کہ سیدنا عثمان بن عفان اور سیدنا علیؑ ایک دوسرے کے کتنے قریب تھے؟ ایک دوسرے کو کیسا سمجھتے تھے؟ عملی زندگی میں ان کا باہم کیا طرز عمل تھا؟ ایک کا رویہ دوسرے کے حق میں کیسا تھا؟ ابتداء سے لے کر انتہا تک ان کا باہمی معاشرتی سلوک ہمیں کیا سبق دیتا ہے؟

ان عنوانات کو سامنے رکھ کر کتاب ہذا کا مطالعہ فرمادیں۔ ان بزرگوں کے متعلق پیدا کردہ شکوک و شبہات، خود بخود مندرج ہو جائیں گے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

## مختصر تمہیدات

- ۱ — ”تعلقات“ کے ان مضامین کی حقانیت و صداقت پر ہمارا اصل استدلال قرآن مجید سے ہے۔ اللہ کی کتاب نے صراحتہ بیان فرما دیا ہے کہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کے مابین ”اخوتِ دینی“ اور ”اسلامی برادری“ کا رشتہ ہمیشہ سے قائم ہے۔
- باقی روایات و تاریخی واقعات وغیرہ جو کچھ بھی ہم اس باب میں ذکر کریں گے، وہ سب نص قرآنی کی تائید و تصدیق کے طور پر درج کریں گے۔
- ۲ — جب اس مسئلہ کے لیے اصل دلیل کتاب اللہ سے ہے۔ تو استدلال کے مقام میں وہی روایات لائق اعتماد ہوں گی جو ”نصوص قرآنی“ و ”سنت مشہورہ“ کے برخلاف نہ ہوں۔
- اور اس کے برعکس جن روایات میں ان بزرگوں کے درمیان تنازعات اور مناقشات کے نقشے کھینچے گئے ہیں۔ وہ تمام ترفیضیے یہاں معاریض کے مقام میں مفید نہ ہوں گے اور ان سے استدلال کرنا درست نہ ہوگا۔

# قبول روایت کے متعلق اہل السنۃ کے چند ضوابط

۱۔ خطیب بغدادی نے کتاب ”الکفایہ فی علم الروایۃ“ صفحہ ۴۳۰ میں اس مضمون کی ایک باسند روایت ابوہریرہؓ سے نقل کی ہے۔

”عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال  
سیأتیکم عنی احادیث مختلفۃ فما جاءکم مؤافقا لکتاب  
اللہ وسنتی فهو متی وما جاءکم مخالفا لکتاب اللہ وسنتی  
فلیس متی“

”یعنی حضرت ابوہریرہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ حضور  
علیہ السلام نے فرمایا کہ میری طرف منسوب شدہ مختلف قسم کی روایات عنقریب  
تمہارے پاس پہنچیں گی جو کتاب اللہ اور میری سنت (مشہورہ) کے مطابق  
ہوں وہ درست ہوں گی اور جو کتاب اللہ اور میری سنت کے معارض  
ہوں وہ صحیح نہیں ہوں گی“

اس روایت کے ذریعہ واضح ہو گیا کہ احادیث کی کتابوں میں یا تواریخ میں یا  
فضائل و مناقب کی کتب میں کتاب و سنت کے برخلاف جو کچھ مواد پایا جائے وہ ہرگز  
اتفاقات کے قابل نہیں۔

۲۔ علمائے حدیث کے ہاں روایات کے باب میں ایک بنیاد عہد بھی جاری  
ساری ہے۔ جو فاضل زہبیؒ نے ”مذکرۃ الحفاظ“ جلد اول صفحہ ۱۲ پر تذکرہ سیدنا حضرت علیؑ میں  
درج کیا ہے پہلے حضرت علیؑ کا فرمان تحریر کیا ہے پھر اس پر اپنی طرف سے ناصحانہ تشریح ثبت

کی ہے۔ بکھتے ہیں:

عَنْ أَبِي الطَّفِيلِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا النَّاسُ بِمَا يَعْرِفُونَ وَ  
دَعُوا مَا يُنْكِرُونَ أَحِبُّونَ أَنْ يُكَذَّبَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ ؟ قَالَ  
الذَّهَبِيُّ فَقَدْ زَجَرَ الْإِمَامُ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رِوَايَةِ  
الْمُنْكَرِ وَحَثَّ عَلَى التَّحَدِيثِ بِالشُّهُورِ وَهَذَا أَصْلُ كَبِيرٍ  
فِي الْكَلَفِ عَنْ بَثِّ الْأَشْيَاءِ الْوَاهِيَةِ وَالْمُنْكَرَةِ مِنَ الْأَحَادِيثِ  
فِي الْفَضَائِلِ وَالْعَقَائِدِ وَالرَّقَائِقِ ۚ

۱) تذکرہ الحفظ ص ۱۰۱، اللذہبی تذکرہ حضرت علیؑ،

مطبوعہ حیدرآباد دکن۔

(۲) کنز العمال ص ۲۴۲، ج ۵، طبع اول (بحوالہ خط۔ فیہ)

جلد خامس، کتاب العلم۔ آداب العلم متفرقہ۔

حاصل یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ کا فرمان ہے کہ معروف و مشہور چیزیں بیان  
کیا کرو اور منکر یعنی معروف و مشہور کے خلاف باتیں عوام میں نہ ذکر کیا کرو۔ کیا  
تمہیں پسند ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی تکذیب کی جاتے؟ فاضل ذہبی اس  
مرتضوی قول کی روشنی میں لکھتے ہیں کہ ہمارے امام و مقتدی علی المرتضیٰ نے ہمیں  
شاذ و منکر روایات کے بیان کرنے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ اور مشہور و  
معروف چیزوں کے بیان کرنے میں رغبت دلائی ہے۔ اور بے سرو پا ویسے اصل  
روایات کے پھیلانے اور تشریح کرنے سے روکنے کے لیے یہ شاندار قاعدہ  
بیان فرمایا ہے۔ یہ روایات خواہ عقائد سے تعلق رکھتی ہوں یا فضائل اور  
ترغیبات کے باب سے ہوں، سب کی خاطر یہ قانون ضروری اور لازمی ہے۔

## تسلیم روایت کے لیے علمائے شیعہ کے قواعد

۱۔ امام محمد باقرؑ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حجۃ الوداع والاخطبہ نقل فرماتے ہوئے حضور علیہ السلام کا ارشاد ذکر کرتے ہیں۔

”فاذا اتاكم الحديث فاعضوه على كتاب الله عدّوجلّ و  
سنتي فما وافق كتاب الله وسنتي فخذوا به وما خالف  
كتاب الله وسنتي فلا تأخذوا به“

در احتجاج طبرسی، ص ۲۲۹، احتجاج ابی جعفر محمد بن علی

الثانی علیہما السلام فی النوع شتیٰ طبع قدیم۔ ایران)

ماصل یہ ہے کہ امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تمہارے پاس کوئی حدیث پہنچے تو اس کو کتاب اللہ اور میری سنت پر پیش کرو جو کتاب اللہ اور میری سنت کے موافق ہو اس کو قبول کرو اور جو کتاب اللہ اور میری سنت کے برخلاف ہو اس کو مت تسلیم کرو اور اس پر عمل نہ کرنا۔

۲۔ میغرہ بن سعیدؓ بڑا مکار آدمی تھا۔ وہ امام باقرؑ کے نام سے بے شمار جعلی

روایات چلا یا کرتا تھا۔ امام جعفر صادقؑ نے میغرہ بن سعیدؓ کی اس ”تدلیس“ اور ”جعل سازی“ کا ذکر کرتے ہوئے لوگوں سے بطور نصیحت ایک قافحہ بیان فرماتے ہیں:

فاتقوا الله ولا تقبلوا علينا ما خالف قول ربنا تعالیٰ وسنة



نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم“

”یعنی اللہ تعالیٰ سے خوف کرو، جو چیز کتاب اللہ اور سنت نبی علیہ السلام کے برخلاف ہو اس کو ہماری طرف منسوب کر کے مت قبول کرو“

(۱) رجال کشتی تذکرہ مغیرہ بن سعید، ص ۱۴۶۔ طبع بمبئی قدیم

رجال کشتی تذکرہ، مغیرہ بن سعید، ص ۱۹۵۔ طبع جدید تہران

(۲) تحققة الاحباب فی نوادر آثار الاصحاب للشیخ عباس القمی،

ص ۳۷۳۔ تحت مغیرہ بن سعید۔

تنبیہ۔ ان قواعد کے متعلق مزید تفصیل قبل ازین حصہ صدیقی و حصہ فاروقی کی

ابتدائیں درج کی جا چکی ہے۔ یہاں مختصراً بیان کیا ہے۔

اس کے بعد اصل کتاب کے مضامین کو شروع کیا جاتا ہے۔ باب اول میں نسبی

روابط کا بیان ہے وہ ملاحظہ فرمائیں۔

# خاندانِ نبی ہاشم اور خاندانِ حضرت عثمانؓ

حی

## رشتہ داریاں ————— ایک نظر میں

(۱) آدمی بنت کریم بنت امّ حکیم البیضاء بنت عبدالمطلب بن ہاشم  
حضرت علیؑ کی پھوپھی زاد بہن — حضرت عثمانؓ کی ماں

(۲) حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی — حضرت عثمانؓ کی زوجہ

(۳) حضرت امّ کلثوم رضی اللہ عنہا

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی — حضرت عثمانؓ کی زوجہ

(۴) امّ کلثوم بنت عبد اللہ بن جعفر طیارؓ

حضرت علیؑ کے بھتیجے کی صاحبزادی — حضرت عثمانؓ کے صاحبزادے ابان کی بیوی

(۵) سکینہ بنت سیدنا حسینؓ

حضرت علیؑ کی پوتی — حضرت عثمانؓ کے پوتے زید بن عمر کی بیوی

(۶) فاطمہ بنت سیدنا حسینؓ

حضرت علیؑ کی پوتی — حضرت عثمانؓ کے پوتے عبد اللہ بن عمر کی بیوی

(۷) امّ القاسم بنت حسن ثنیؓ

حضرت سیدنا حسن بن علیؑ کی پوتی — حضرت عثمانؓ کے پوتے مروان بن ابان کی بیوی

نوٹ :- نقشہ ہذا کی تفصیل بابِ اول میں ملاحظہ فرمائیے۔

# باب اول

## خاندانی ونسبی تعلقات

معاشرتی زندگی میں مضبوط تر تعلقات خاندانوں کے باہم نسبی روابط شمار کیے جاتے ہیں۔ ایک خانوادے کا دوسرے خانوادے کے ساتھ رشتہ داری کا تعلق ہونا خوشگلی کا پختہ مظاہرہ تصور کیا جاتا ہے قبیلہ کا آپس میں رشتہ لینا دینا باہم بگاڑت کی علامت قرار دیا جاتا ہے۔ نسبی مراسم قبائل میں ہمیشہ جاری رہتے ہیں۔ ان کے ذریعہ قبیلہ قبیلے کے قریبے رہتے ہیں اور ایک دوسرے کا کفو شمار کیا جاتا ہے۔ یہ معاشرہ کے فطری اصول ہیں۔ ہر باشعور انسان اور ذی تجربہ آدمی ان کو صحیح تصور کرتا ہے۔ بنا بریں اس مقام میں حضرت عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ اور حضرت علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم کے مبارک خاندان کے بعض نسبی رشتے نقل کیے جاتے ہیں۔ اور اس مسئلہ کی تمہید میں حضرت علی کا اپنا بیان نبی البلاغہ وغیرہ شیعہ تصانیف سے درج کیا جاتا ہے جو حضرت امیر معاویہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا اس میں حضرت علی نے ان ہر دو خاندانوں کے باہم رشتہ لینے دے رشتہ دینے کا اقرار کیا ہے اور باہم ایک کفو ہونے کو تسلیم کیا ہے اگرچہ واقعہ میں فرق مراتب موجود ہے۔

فرماتے ہیں کہ

..... لَمْ يَمْنَعْنَا قَدِيمَ عِزِّنَا وَلَا عَادِي طَوْلِنَا عَلِيٌّ  
قَوْمِكَ أَنْ خَلَطْنَا كَرْمًا نَسِينَا فَتَلَّحْنَا وَإِنَّا لَفَعْلُ الْأَكْفَاءِ۔

درج البلاغہ، طبع مصر، ج ۲، ص ۳۲ من کتاب لہ  
 علیہ السلام الی معاویۃ و ہون محاسن الکتب)  
 ..... یعنی آپ کی قوم پر ہمارے دیرینہ غلبہ نے ہم کو اس بات سے  
 منع نہیں کیا کہ ہم آپ لوگوں کو اپنے (قبیلہ میں) ملائیں۔ میں ہم نے تم سے  
 نکل کر کیے۔ اور تمہارے ساتھ اپنے اہل قبیلہ کے نکاح کر دیئے۔ جیسا کہ ہم  
 کہتے ہیں ”ہم نسل“ لوگ باہم رشتے لیتے دیتے ہیں۔“

حضرت علی المرتضیٰ کے مندرجہ بالا کلام کا فارسی ترجمہ شیعہ کے مشہور عالم سید علی نقی  
 الملقب ”بغیض الاسلام“ نے اپنی شرح کے جزء پنجم صفحہ ۸۸۸، طبع پھران پیران اسناد کے  
 ساتھ کیا ہے :

”دشرف کہن و بزرگی ویرین مارا باخوشیا و ندان تو منع نہ کروا نہ اینکہ شمارا  
 یا خود نملط نمودہ بیاختیم و از شمارن گرفتیم و شمانن داویم چنانکہ اقران  
 مانند آن انجام می دہند“

ترجمہ و شرح فارسی فیض الاسلام، ج ۵ ص ۸۸۸ تحت کلام مذکور  
 ابن ابی الحدید شیعہ شارح ”نیج البلاغہ“ نے عبارت مذکورہ کے تحت بنی عبد شمس اور  
 بنی ہاشم ہر دونوں خاندانوں کے باہم چھ عدد رشتے ذکر کیے ہیں تفصیل مطلوب ہو تو تجدیدی  
 کو اس مقام سے ملاحظہ کر کے تسلی کی جاسکتی ہے۔

اس کے بعد حضرت عثمان بن عفان اور حضرت علی بن ابی طالب کے خاندانوں کے  
 درمیان چند متداول نسبی تعلقات اور رشتہ داریاں جو تاریخ اسلام میں پائی جاتی ہیں،  
 یہاں ان کو ایک ترتیب سے ذکر کیا جاتا ہے۔ امید ہے ناظرین کرام ”تاریخی حقائق“ کو  
 ملاحظہ فرما کر باسانی عمدہ نتائج مرتب فرمانے میں کوئی دشواری نہیں محسوس کریں گے۔

## ماور حضرت عثمان بن عفان کا رشتہ

(۱)

حضرت سیدنا عثمان کا شجرہ نسب اس طرح ہے :

ابو عبد اللہ عثمان ذوالنورین بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف  
اور آپ کی والدہ کا نام اروی بنت کرینہ ہے۔ اور مروی کی والدہ زینب بنت  
عثمان کی نانی کا نام ام حکیم البیضاء بنت عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہے۔  
اہل انساب و مشہور مورخین کی عبارات ذیل میں یہ رشتہ مذکور ہے طبقات ابن  
سعد میں اروی کے تذکرہ کے تحت جلد ہشتم صفحہ ۶۶ میں لکھا ہے کہ :

«اروی بنت کرینہ بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف بن  
قصی و اقبام حکیم البیضاء بنت عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن  
قصی تزوجا عفان بن ابی العاص بن امیہ فولدت له عثمان و آمنۃ ابنی  
عفان . . . . . و اسلمت اروی بنت کرینہ و ہاجرت الی  
المدینۃ بعد انفقہا ام کلثوم بنت عقبہ و بالعت رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم و کم تزلی بالمدینۃ حتی ماتت فی خلافت عثمان بن عفان»

(۱) طبقات ابن سعد، جلد ۸ ص ۶۶، تذکرہ اروی طبع لیدن۔

(۲) تاریخ خلیفہ ابن خیاط، ج ۱ ص ۱۳۱ طبع نجف اشرف عراق۔

(۳) انساب الاشراف للبلاذری، ج ۵ ص ۱ طبع بغداد تذکرہ عثمان بن عفان۔

(۴) کتاب الحجر لابن جعفر بغدادی، ص ۴۰۷ طبع حیدرآباد دکن۔

اور اسد الغابہ لابن اثیر اور مستدرک حاکم میں رشتہ مذکور اس طرح

ذکر کیا گیا ہے :-

اروی بنت کرین بن عبید بن جعب بن عبد شمس وصی ام عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ و  
اقہا ام حکیم وصی البیضاء بنت عبد المطلب عمۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
ماتت فی خلافت عثمانؓ

(۱) مستدرک حاکم، ج ۳، ص ۹۶، طبع دکن۔

(۲) أسد الغابۃ لابن اثیر الجزری، ج ۵، ص ۱۹۱، باب النساء

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت اروی جو کرین کی دختر ہیں ان کی ماں کا نام ام حکیم البیضاء  
بنت عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہے۔ یہ حضور نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عمہ  
محترمہ (یعنی پھوپھی) ہیں۔ حضرت اروی کے ساتھ عفان بن ابی العاص بن امیہ نے نکاح کیا۔ عفان  
کا ایک لڑکا عثمانؓ اور ایک لڑکی آمنہؓ متولد ہوئیں۔ . . . . اروی اسلام لائیں اور  
اپنی لڑکی ام کلثومؓ بنت عقبہ کے بعد ہجرت کی اور نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ  
بیعت سے مشرف ہوئیں۔ ہمیشہ مدینہ میں مقیم رہیں۔ اپنے بیٹے عثمانؓ بن عفان کی خلافت  
کے ایام میں فوت ہوئیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا وعن کل الصحابہ اجمعین)۔

ناظرین کرام کو معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت عثمانؓ کی نانی ام حکیم البیضاء بنت عبد المطلب  
جو نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ہیں۔ یہ حضرت نبی کریمؐ کے والد شریف عبد اللہ بن عبد  
المطلب کی توأم تھیں (یعنی جڑواں تھی)، اور ایک شکم سے پیدا شدہ تھیں۔ "استیعاب"  
لابن عبد البر جلد چہارم مذکورہ اروی بنت عبد المطلب میں یہ تشریح موجود ہے۔ ارباب تحقیق  
رجوع کر سکتے ہیں۔

یہ علم تاریخ و انساب کے تاریخی حقائق ہیں۔ تمام اہل علم شیعہ سنی وغیرہ سب حضرات  
ان رشتوں کو درست تسلیم کرتے ہیں۔ شیعہ کتاب ہنج البلاغہ کی شرح میں ابن ابی الحدید شیعہ  
مستزلی نے کئی مقامات میں لکھا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ کو "ابن خالی" (یعنی ماموں کے  
بیٹے) کے الفاظ سے حضرت عثمانؓ خطاب کرتے ہیں۔ مطالعہ کنندگان کتاب مذکورہ پر

یہ امر مخفی نہیں۔

چودھویں صدی کے شیعہ مجتہد و عالم کبیر شیخ عباس قمی نے منہجی الآمال جلد اول فصل نہم باب احوال اقرباء رسول خدا میں اس رشتہ کو یاس الفاظ درج کیا ہے ...  
..... "و اما ام حکیم بنت عبدالمطلب پس او زوجہ کریم بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف بودہ"

— غرضیکہ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے اس رشتہ کو شیعہ سنی ارباب علم سب صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ رشتہ ہذا کے ذریعہ جو حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ کے نسبی تعلقات قائم ہیں ان کو ایک شکل میں یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

## روابطِ نسبی

۱ — ام حکیم البیضاء بنت عبدالمطلب بن ہاشم (جو حنفی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد شریف عبد اللہ کی توأم ہیں اور نبی کریم کی عمہ محترمہ (مچھوپھی) ہیں اور حضرت علیؓ کی بھی عمہ محترمہ ہیں) حضرت عثمانؓ کی سگی نانی ہیں۔

۲ — یعنی عثمانؓ ام حکیم بیضاء کے نواسے ہیں اور حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب عمہ النبیؐ کی بھانجی (یعنی خواہر زادی) کے بیٹے ہیں۔ اور حضرت صفیہ بنت عثمانؓ کی ماں کی حقیقی خالہ ہیں۔

۳ — حضرت علیؓ کے والد ابوطالب حضرت عثمانؓ کی ماں کے ماموں ہیں اور حضرت عثمانؓ کی ماں (داروی) ان کی بھانجی ہے۔

۴ — حضرت علی المرتضیٰؓ، حضرت عثمانؓ کی ماں کے ماموں زاد بھائی ہیں۔ اسی طرح حضرت جعفر طیارؓ اور حضرت غنیمتؓ بھی حضرت عثمانؓ کی ماں کے ماموں زاد بھائی ہیں۔

۵۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہما، حضرت علی رضی اللہ عنہما و جعفر طیار و عقیل رضی اللہ عنہما کی پھوپھی زاد بہن (اروی) کے لڑکے ہیں۔

۶۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہما، حضرت سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہما و حضرت عباس بن عبد المطلب کی خواہر زادی (بھانجی) کے بیٹے ہیں۔

۷۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہما و عباس رضی اللہ عنہما کی والدہ (اروی) کے سگے ماموں ہیں جیسا کہ ابوطالب ماموں ہیں۔

خلاصہ یہ ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کی والدہ بنی ہاشم کی نواسی ہیں یعنی ان کے نہیال والے بنی ہاشم تھے اس بنا پر یہ رشتے حضرت عثمان رضی اللہ عنہما و حضرت علی رضی اللہ عنہما کے درمیان قائم دائم ہیں اور فرید چیزیں بھی جو اس سلسلہ میں قابل ذکر ہیں وہ بھی آ رہی ہیں، انتظار فرماویں۔ واولوا الاحبا! بعضہم اولی ببعضکم من بعضکم ملاحظہ فرما کر امید ہے آپ مسرور ہونگے (انشاء اللہ)۔

## سرور کائنات علیہ الصلوٰت والتسلیمات کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کا رشتہ ذمی النورین (وامادی)

حضور نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا و حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کی ماں حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہے، یکے بعد دیگرے حضرت عثمان رضی اللہ عنہما بن عفان کے نکاح میں آئیں۔

اس دوہرے رشتہ کی بنا پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کو اُمت نے ”ذوالنورین“ کے لقب سے یاد کیا۔ یعنی نبی کے دو نور یکے بعد دیگرے ان کو نکاح میں نصیب ہوئے۔

علامہ جلال الدین سیوطی نے ”تاریخ الخلفاء“ باب ذکر عثمان رضی اللہ عنہما میں لکھا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے سوا اولاد اُدم میں کوئی شخص ایسا نہیں گزرا جس کے نکاح میں نبی کی دو دختر



آئی ہوں“

قَالَ الْعُلَمَاءُ وَلَا يُعَوِّفُ أَحَدٌ تَزْوِجَ بِنْتِي نَبِيِّ غَيْرِهِ وَلِذَا لَكَ  
سُمِّيَ ذَا النُّورَيْنِ الْخَزِيءُ

اور ابن حجر مکی نے بھی یہی توں صواعق میں ذکر کیا ہے۔

(۱) تاریخ الخلفاء، سیوطی ص ۱۰۵، طبع مکتبائی ربی - یاب

ذکر عثمان بن عفانؓ۔

(۲) صواعق المحرقة لابن حجر مکی، ص ۱۰۴، باب

السابع، الفصل الأول۔

(۳) کنز العمال، ج ۱، ص ۲۰۱، تحت فضائل نبیؐ

عثمانؓ۔

(۴) کنز العمال، ج ۴، ص ۲۴۵، بحوالہ (بن عساکر۔

اس مبارک رشتہ کے متعلق جو حضرت عثمان کو ناندن بنی ہاشم کے ساتھ حاصل ہے کسی خاص حوالہ کی حاجت نہیں۔ ذوالنورین کی رشتہ داری فریقین کے نزدیک مسلمانوں میں سے ہے۔ تاہم عوام کے لیے بطور وضاحت چند ایک حوالہ جات درج ذیل ہیں:-

(۲)

طبقات ابن سعد جلد ہشتم میں نبی کریمؐ کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ کے حالات میں لکھا

ہے:

(۱) — رُقيَّة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم وإمها خديجة

بنت خويلد . . . . . كَانَ تَزَوَّجَهَا عْتَبَةَ بن ابى لهب بن

عبد المطلب قبل النبوة فلما بُعِثَ رسول الله وانزل الله

تَبَّتْ يَدَا ابْنِي لَهَبٍ وَتَبَّ فَقَالَ لَهُ ابولهب . . . . . فنارقتها و

لم يكن دخل بها واسلمت حين اسلمت امها خديجة بنت  
 خويلد وبايعت رسول الله صلى الله عليه وسلم هي واخواتها  
 حين بايعه النساء وتزوجها عثمان بن عفان وهاجرت معه الى  
 ارض الحبشة . . . . . قال رسول الله صلى الله عليه وسلم  
 انهما لا اول من هاجر الى الله تبارك وتعالى بعد لوط . . . . .  
 ولدت له بعد ذلك ابناً سماه عبد الله وكان عثمان يكنى  
 به في الاسلام وبلغ ست سنين . . . . . فمات ولم تلده  
 شيئاً بعد ذلك ومرضت و رسول الله  
 يتجهز الى بدر فخلف عليها رسول الله عثمان بن عفان فتوفيت  
 ورسول الله ر صلعم ، ببدر في شهر رمضان ( . . . . . ) و  
 قدم زيد بن حارثة من بدر بشيراً فدخل المدينة حين  
 سمى التواب على رقيقة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم .  
 ( ۲ ) — وَصَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُثْمَانَ وَسَمَّاهُ  
 وَأَجْرَهُ لِأَخْلَافَ بَيْنِ أَهْلِ السَّيْرِ فِي ذَلِكَ -

(۱) اُسد الغابہ، تذکرہ قبیلہ ج ۵، ص ۴۵۶

(۲) تذکرہ عثمان بن عفان، ج ۳، ص ۳۷۷

مندرجہ بالا عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی  
 رقیہ کی ماں خدیجہ الکبریٰ بنت خویلد تھیں۔ دعویٰ نبوت سے قبل عتبہ بن ابی لہب بن  
 عبد المطلب کے نکاح میں آئیں جب آنجناب نے نبوت کا اعلان فرمایا اور سورہ نبئ  
 ید اِی لہب نازل ہوئی تو ابو لہب نے اسلام سے دشمنی کی بنا پر نے بیٹے عتبہ کو حضرت

رقیبہ کے طلاق دینے پر مجبور کیا۔ ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی اس نے طلاق دے دی۔  
 حضرت خدیجہ الکبریٰ جب اسلام لائیں تو حضرت رقیبہ بھی اپنی بہنوں سمیت  
 اسلام لائیں۔ اور حضور علیہ السلام سے بیعت کی جبکہ دوسری عورتوں نے بھی اسلام  
 لاکر بیعت کی پھر حضرت عثمان بن عفان سے ان کی شادی ہوئی اور یک جہشہ کی طرت  
 اپنے خاوند عثمان کی معیت میں ہجرت کی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جن  
 لوگوں نے اپنی اہلیہ سمیت اللہ کی راہ میں ہجرت کی حضرت تو علیہ السلام کے بعد عثمانؓ  
 اول ان لوگوں میں ہیں۔

— حضرت رقیبہ سے حضرت عثمان بن عفان کا ایک لڑکا عبد اللہ نامی متولد  
 ہوا۔ اس بنا پر اسلام میں حضرت عثمان کی کنیت ابو عبد اللہ مشہور ہوئی تقریباً چھ سال  
 زندہ رہنے کے بعد عبد اللہ کی وفات ہو گئی

اس کے بعد حضرت رقیبہ سے ان کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

حضرت نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جنگ بدر کی تیاری کی تو حضرت رقیبہ بیمار تھیں اس  
 لیے ان کی تیمارداری کی خاطر حضرت عثمان کو ان کے پاس رہنے کی ہدایت فرمائی۔  
 نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بدر میں ہی تھے کہ حضرت رقیبہ فوت ہو گئیں رمضان الحرام  
 سلمہ)۔ زید بن حارثہ جب فتح بدر کی خوشخبری لے کر مدینہ پہنچے تو اُس وقت لوگ حضرت  
 رقیبہ کو دفن کر کے قبر پر مٹی ڈال رہے تھے۔ (طبقات ابن سعد، ج ۸، ص ۲۴۔ تذکرہ رقیبہ  
 رضی اللہ عنہا) (۲) الاصابہ مع الاستیجاب ص ۲۹۸ ج ۲

محبت رقیبہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

شیعہ کتب سے تائید

اہل تشیعہ کے مشہور مؤرخ المسعودی (متوفی ۳۴۵ھ) نے اپنی کتاب "التنبیہ و

الاشراف میں مذکورہ رشتہ کی تائید کی ہے۔ لکھتے ہیں :-

..... وكان له من البنين تسعة، عبد الله الأكبر، توفى وله من العرست سنين - أمه رقية بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم - على ما قدمنا - الخ

التنبيه والاشراف للمعتمد بن العدي (الشيخي)

ص ۲۵۵، تحت ذكر خلافة عثمان

ما حصل یہ ہے کہ :- کہ آپ (حضرت عثمان بن عفان) کے نوٹھیے تھے۔ ایک، عبداللہ الاکبر تھے جو چھ سال کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔ ان کی والدہ ماجدہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں۔ جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا ہے۔

## حضرت عثمانؓ کی غزوة بدر کے غنائم و اجر میں شرکت

حضرت عثمان بن عفان ذوالنورین کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوة بدر کے غنائم اور اجر دونوں میں دیگر مجاہدین کے ہم پلہ شریک اور بہرہ ور فرمایا۔ اس مسئلہ میں اہل سیر و تاریخ اور اسادیت کی کتب میں تفصیلات موجود ہیں۔ نسکین خاطر کے لیے درج ذیل حوالہ جات کو ملاحظہ فرمائیں :-

(۱) أسد الغابہ، ج ۵، ص ۴۵۶، تذکرہ رقیہ

(۲) أسد الغابہ، ج ۳، ص ۴۷۷، تذکرہ عثمان غنی

(۳) صحیح بخاری شریف، ج ۱، ص ۵۲۳، باب

مناقب عثمان بن عفان (طبع نور محمدی دہلی)

## مسئلہ مذکورہ کی شیعہ کُتب سے تائید

شیعہ مسلک کے اکابر مؤرخین نے بھی اس چیز کی تائید کی ہے کہ سیدہ زینبؓ کی بیماری کی وجہ سے حضرت عثمانؓ معرکہ بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ تاہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غنائم بدر میں ان کا حصہ باقاعدہ متعین فرما کر ادا فرمایا تھا۔ اور اجر و ثواب میں برابر کا شریک کیا تھا۔ چنانچہ مشہور شیعہ مؤرخ مسعودی نے اپنی تصنیف "التبئہ و الاشراف" میں یہ مضمون (تحت السنۃ الثانیہ) بایں الفاظ تحریر کیا ہے :-

..... عثمان بن عفان تخلّف عن بدرٍ لموض رقیة بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم فضرب له بسهمه فقال يا رسول الله واجری؟ قال واجرك۔ الخ

(التبئہ و الاشراف للمسعودی، ص ۲۰۵، طبع

مصر القاہرہ، تحت السنۃ الثانیہ)

ماحصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ زینبؓ کی بیماری کی وجہ سے حضرت عثمانؓ معرکہ بدر میں شامل ہونے سے رہ گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غنائم میں آپ کا حصہ مقرر فرمایا۔ حضرت عثمانؓ نے عرض کیا، میرے اجر و ثواب کا کیا ہوا؟ آپ نے فرمایا اجر و ثواب بھی حاصل ہے :-

دفع وہم

حضرت عثمانؓ چونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے تحت بنت رسول اللہ کی تیمارداری کے لیے مدینہ شریف میں رہ گئے تھے۔ یہ تخلّف یعنی پیچھے رہ جانا بفرمان نبوت تھا۔ اس لیے اسلام کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہیں پائی گئی۔

اور وقتی ضروریات کے تحت اسی طرح حضرت علیؑ کا غزوہ تبوک سے مختلف یعنی پیچھے رہ جانا پایا گیا ہے۔ وہاں بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے ہوا تھا۔ اسی طرح یہاں بھی مختلف فرمان نبوت کی وجہ سے ہوا ہے۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ خدائے قدوس کے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم معاملہ نذا میں حضرت عثمانؓ پر راضی ہیں۔ اور غنائم بدر میں شریک کرنا، اور اجر و ثواب میں شامل فرمانا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کی واضح دلیل ہے۔

## حضرت اُمّ کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۳)

طبقات ابن سعد، جلد ہشتم (باب النساء) مذکورہ اُمّ کلثوم میں مذکور ہے۔ ”اُمّ کلثوم حضور نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی ہے۔ والدہ محترمہ کا اسم گرامی خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد ہے۔ حضور علیہ السلام کی بعثت (یعنی دعوت نبوت) سے قبل اس کا نکاح عتیبہ بن ابی لہب بن عبدالمطلب بن ہاشم سے ہوا اور رخصتی نہیں ہوئی تھی، جب بعثت نبوی ہوئی، قرآن مجید میں کفار کی مذمت نازل ہونے لگی اُس وقت ابو لہب اور اُمّ جمیل زوجہ ابی لہب نے اپنے لڑکے عتیبہ سے طلاق دلوادی۔ آپ اپنے والد شریف کے ساتھ مکہ مکرمہ مقیم رہیں۔ جب اُن کی والدہ محترمہ اسلام لائیں تو اُس وقت یہ بھی اسلام لائیں۔ اور جب دیگر خواتین اسلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اُس وقت حضرت اُمّ کلثومؓ نے بھی اپنی بہنوں کے ساتھ حضور سے بیعت کی۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل و عیال میں ہجرت مدینہ کی۔ مدینہ میں

مقیم رہیں۔

جب صاحبزادی حضرت رقیہؓ (عثمان بن عفان کی بیوی) فوت ہو گئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ سے ام کلثومؓ کا نکاح کر دیا۔ ربیع الاول ۳۳ھ میں نکاح ہوا۔ اسی سال ۳۳ھ جمادی الاخریٰ میں ان کی رخصتی بھی کر دی گئی۔ اپنی وفات تک حضرت عثمانؓ کے ساتھ آباد رہیں، اور عثمان بن عفان سے ان کی کوئی اولاد نہیں ہوئی اور شعبان ۳۶ھ میں ان کی وفات ہوئی۔“

(۱) طبقات ابن سعد، ج ۸، ص ۲۵، طبع لیدن

تذکرہ ام کلثومؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۲) الاستیعاب لابن عبدالبر، جلد ۴، معاصیہ

ص ۴۶۳-۴۶۴، تذکرہ ام کلثومؓ۔ طبع مصری

(۳) أسد الغابہ، جلد ۵، تذکرہ ام کلثومؓ بنت النبی

صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۴۱۲۔ طبع طہسان

## مزید چند فضیلتیں

(۱)

تاریخ و روایات کی کتابوں میں یہ بات بہ تصریح موجود ہے جب بقضاء الہی حضرت رقیہؓ کا انتقال ہوا تو حضرت عثمان بن عفان کو اس مبارک رشتہ کے انقطاع کا سخت صدمہ ہوا۔ اور بچہ مغموم ہوئے۔ کچھ ایام افسردگی اور پریشانی کے عالم میں گزریں۔ ایک دفعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس نوعیت کا بصد حسرت تذکرہ کیا تو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں ارشاد فرمایا کہ :-

”يَا عُمَانُ هَذَا جَبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا مَرْفِي عَنِ اللَّهِ عَدُوًّا  
جَلَّ أَنْ أُزَوِّجَكَ أُخْتَنَا أُمَّ كَلْتُومَ عَلَى مِثْلِ صَدَاقِهَا وَعَلَى مِثْلِ  
عِشْرَتَيْهَا فَزَوِّجْهُ أَيَّاهَا - اخرجها الثلاثة رابن منددة - ابو نعيم  
ابن عبد البر

(۱) اُحد الغابہ، تذکرہ ام کلثوم بنت النبی صلعم، ج ۵، ص ۷۱۳-

(۲) المستدرک للحاکم، ج ۴، ص ۲۹ - تذکرہ ام کلثوم بنت الرسول

یعنی اے عثمان! اللہ عزوجل کی طرف سے جبریل علیہ السلام نے  
مجھے حکم دیا ہے کہ رقیہ کی بہن ام کلثوم کو میں تجھے نکاح کر دوں اور مہر  
وہی ہوگا جو رقیہ کے لیے مقرر ہوا تھا۔ اور معاشرتی گذران بھی بطریق  
سابق رکھنی ہوگی۔ اس کے بعد اپنی پیاری صاحبزادی ام کلثوم کا ہفت  
عثمان کے ساتھ نکاح کر دیا۔

نیز اس کے موافق ایک روایت امام بخاری نے اپنی کتاب تاریخ کبیر  
میں باسند نقل کی ہے اور کنز العمال میں بھی مذکور ہے اور خطیب بغدادی نے تاریخ  
بغداد میں اپنی سند سے ذکر کی ہے۔

”..... عن أمِّ عیاشٍ وكانت أمَّه لورقیة بنت  
رسول الله صلی الله علیه وسلم قالت قال رسول الله صلی  
الله علیه وسلم ما زوجت أمَّ کلثومٍ من عثمان إلا بوحی  
من السماء -

یعنی سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی رقیہ کی  
خادمہ سماء ام عیاش نے کہا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں  
نے آسمانی وحی کی بنا پر ہی اپنی دختر ام کلثوم کو عثمان بن عفان سے نکاح



کر دیا۔“

(۱) تاریخ کبیر بخاری، ج ۲، ق ۱، ص ۲۸۱، باب روح۔

(۲) کنز العمال، ص ۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰، جلد ۶، باب

فضائل ذی النورین۔

(۳) تاریخ بغداد، جلد دوازدہم، ص ۳۶۴، تذکرہ فضل

بن جعفر بن عبداللہ۔

(۴) مجمع الزوائد سنہی، جلد ۹، ص ۸۳۔

(۲)

جب صاحبزادی ام کلثومؓ کا باہر الہی سوسہ میں انتقال ہو گیا، حضرت عثمانؓ کی غمگینی اور پریشانی کی انتہا ہو گئی۔ اس دوران جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰت والتسلیم نے ایک بیان فرمادیا۔ اس میں حضرت عثمانؓ کی کمال فضیلت اور عزت افزائی ذکر کی۔ اس بیان کو حضور علیہ السلام سے نقل کرنے والے حضرت علی المرتضیٰؓ ہیں یعنی امت محمدیہ کو حضرت علی المرتضیٰؓ نے اس فضیلت عثمانیہ سے روشناس کرایا۔

— روایت ابنہ محمدؓ ابن مندہ نے باسند نقل کی ہے۔ پھر اس سے ابن

اثیر جزیری نے اسد الغابہ (تذکرہ عثمان) میں درج کی ہے۔

— اسی طرح حافظ ابن عساکر نے اس روایت کو اپنی سند سے حضرت علی المرتضیٰؓ

سے نقل کیا ہے۔ پھر علامہ سیوطیؒ نے ”تاریخ الخلفاء“ (تذکرہ عثمانؓ) میں اس کو درج کیا ہے اور ابن حجرؒ کی نے ابن عساکر کے حوالہ سے صواعق محرقة میں فضائل عثمانی کے تحت نقل کیا ہے۔

اس مضمون کی متعدد روایات حدیث کی کتابوں میں دستیاب ہیں مگر ہم نے یہاں

صرف حضرت علیؓ بن ابی طالب سے جو مروی ہے اس کو اخذ کیا ہے۔ اسد الغابہ میں ہے:-

..... عقبة بن علقمة قال سمعت علي بن ابي طالب يقول  
 سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لَوَانِ لِي اَرْبَعَيْنِ  
 بِنْتًا زَوَّجْتُ عُثْمَانَ وَاحِدَةً بَعْدَ وَاحِدَةٍ حَتَّى لَا يَبْقَى مِنْهُنَّ  
 وَاحِدَةٌ -

- (۱) اسد الغابہ لابن اثیر الجزری جلد ثالث، تذکرہ عثمان، ص ۳۶۶۔  
 (۲) تاریخ الخلفاء، جلال الدین سیوطی، ص ۱۰۸، طبع مجتبیٰ دہلی۔  
 فصل فی الاحادیث الواردة فی فضله غیر ما تقدم۔  
 (۳) الصواعق المحرقة لابن حجر مکی، ص ۱۱۰، فصل فضائل عثمان،  
 طبع ثانی، مصری۔

مطلب یہ ہے حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اقدس صلی اللہ  
 علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے اگر میری چالیس بیٹیاں ہوتیں تو میں  
 عثمان کو یکے بعد دیگرے نکاح کر دیتا حتیٰ کہ ایک بھی نہ رہ جاتی۔ (یعنی  
 باری باری سب کا نکاح کر دیتا)۔

(۳)

تیسری چیز یہاں یہ قابل ذکر ہے کہ صاحبزادی اقم کلثومؑ کی سہ ماہی میں جب تقدیر  
 الہی سے وفات ہوئی تو خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ پڑھایا اور حضرت علیؑ  
 (اپنی سالی کے) دفن کے لیے خود قبر میں اترے۔ فضل بن عباسؓ بن عبدالمطلب، اسامہ بن  
 زیدؓ بن حارثہ بھی ان کے ساتھ تھے اور پورے احترام کے ساتھ معصومہ مخمرہ کو ان کی آخری  
 آرام گاہ تک پہنچایا۔

عبارت ذیل میں یہ مضمون مذکور ہے

وَتُوْقِيَتْ فِي تِسْعٍ (س۹) مِنَ الْمُهْجَرَةِ وَصَلَّى عَلَيْهَا أَبُو هَا

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَزَلَ فِي حُضْرَتَيْهَا عَلِيٌّ وَالْفَضْلُ  
وَأَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ“

(۱) طبقات ابن سعد، ج ۸، ص ۲۶۶۔ تذکرہ اُمّ کلثوم طبع لیدن

(۲) الاستیعاب لابن عبدالبر مع اصحابہ، ج ۴، ص ۴۶۴،  
تذکرہ اُمّ کلثوم، طبع مصر۔

(۳) اسد الغابہ لابن اثیر الجزری، ج ۵، ص ۹۱۲۔ تذکرہ  
اُمّ کلثوم۔ طبع پھران۔

## رشتہ ذمی النورین کی تائید شیعہ کتب سے

اپنی کتابوں سے ہم نے مختصر اُرشہ ہذا کے مختلف حوالہ جات پیش کیے ہیں۔  
عوام کو تو پہلے سے ہی اس نسبی تعلق کا علم ہے، صرف ناواقف احباب اور عوام  
کے لیے بقدر ضرورت تشریح کر دی ہے۔

اب خیال ہے کہ شیعہ بزرگوں کی کتب سے بھی اس رشتہ کو پیش کیا جائے۔  
ان کی قدیم و جدید کتب میں یہ رشتہ مسلمات سے ہے اور ان کے علماء اس سے  
خوب واقف ہیں لیکن دیرینہ عادت کے موافق اس مبارک تعلق کو ”قیح انسابات“  
کے ساتھ آمیخت کر کے نہایت کریہ منظر اور بُری شکل میں درج کرتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو:-  
حیات القلوب ملّا باقر مجلسی، جلد دوم، باب پنجاہ ویکم، فصل اول، ص ۷۱۸ تا ۷۲۳۔  
طبع نول کشور کھنؤ)۔

— اور مقصد صرف مقام عثمانؓ بن عفان کو داغدار اور عیب دار کرنا ہوتا ہے  
اور حضرت عثمانؓ کی تنقیص کرنی مطلوب ہوتی ہے۔ اگرچہ اس ضمن میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
کے بلند منصب کی پناہ بخدا تحقیر ہو جاتے اور حضرت علی المرتضیٰ کے رفیع مرتبہ کی معاذ اللہ

”ذلیل ہو جاتے ان کے ہاں اس چیز کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی۔ والی اللہ المشتکی و  
بیدہ زمام الہدیٰ۔“

— پر کیف اصل مسئلہ کی تصدیق ان لوگوں کی کتابوں سے ہم عوام کے سامنے  
پیش کرتے ہیں۔ اہل فہم و فراست احباب پر نفس مسئلہ کی پختگی خوب واضح ہو جائے گی  
اور حق بات خوب صاف ہو کر سامنے آجائے گی۔ انصاف پسند طبائع امر حق کو تسلیم  
کر لیا کرتی ہیں۔ واللہ یهدی الی الحق۔ والحق احق ان یتبع۔

ناظرین کرام پر واضح کیا جاتا ہے کہ شیعہ قدیم و جدید بے شمار کتب میں (بہر رشتہ)  
مذکور و مذکور ہے۔ یہاں صرف چند جو الہجات بطور نمونہ درج کیے جا رہے ہیں۔ حوالہ جات  
کی فراوانی مد نظر نہیں ہے۔

اصل عبارات بمع ترجمہ درج کرنے کے بعد آخر بحث میں ان کے فوائد و نتائج تحریر  
کیے جائیں گے (ان شاء اللہ)۔

## بنات سرر کائنات کا تذکرہ اور حضرت عثمانؓ کی دامادی

(۱)

مشہور شیعہ عالم مسعودی (المتوفی ۳۴۶ھ) نے اپنی تصنیف ”مروج الذهب“ جلد  
دوم میں حضور علیہ السلام کی اولاد شریفین کے ذکر کے تحت لکھا ہے کہ:

”وکل اولادہ صلی اللہ علیہ وسلم من خدیجۃ خلاً  
ابداہیم، ولد لہ صلی اللہ علیہ وسلم القاسم و بہ کان  
یکفی و کان اکبریہ سناً و رقیۃ و ام کلثوم و کانت تحت  
عنبۃ و عتیبۃ ابنی ابی لہب (عمہ) فطلقا صالخبیر یطول  
ذکرہ فتند بہما عثمان بن عفان و احدۃ بعد و احدۃ... الخ

درود الذہب، لابن الحسن علی بن الحسین بن علی السعوی

ج ۲، ص ۲۵۸ - طبع خامس، حسن طباعت ۱۹۹۶ء (۳۸۶ھ)

دو یعنی صاحبزادہ ابراہیم کے علاوہ نبی مقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی تمام اولاد  
خدیجہ البکریؓ سے ہے۔ نبی کریمؐ کے صاحبزادہ گرامی حضرت قاسم — جو  
تمام صاحبزادگان سے بڑے تھے اور بن کے نام پر آپ کی کنیت مشہور ہے۔  
اور حضورؐ کی صاحبزادیاں رقیہ اور ام کلثوم آپ کے چچا ابوہب کے بیٹوں  
عقبہ و عقبہ کے نکاح میں تھیں۔ پھر انہوں نے ان دونوں کو طلاق دے دی۔  
اس واقعہ کا ذکر طویل ہے۔ پھر عثمان بن عفان نے ان دونوں کے ساتھ کیے  
بعد دیگرے نکاح کیا... الخ“ (درود الذہب، ج ۲، ص ۲۵۸)

(۲)

ملا باقر مجلسی نے ”حیات القلوب“ جلد دوم، باب پنجاہ ویکم میں تحریر کیا ہے :  
”و ابن بابویہ بسند معتبر آن حضرت روایت کردہ ست کہ از برائے حضرت  
رسول متولد شد از خدیجہ قاسم و طاہر و نام طاہر عبد اللہ بود و ام کلثوم و رقیہ و  
زینب و فاطمہ - و حضرت امیر المؤمنین فاطمہ را تزویج نمود و تزویج نمود زینب  
را ابو العاص بن ربیع و او مردی بود از بنی امیہ و عثمان بن عفان ام کلثوم را  
تزویر نمود (....) بر حکمت الہی و اصل شد پس چون بجناب بدر رفتند حضرت  
رسول رقیہ را با تزویج نمود“

حیات القلوب“ ملا باقر مجلسی، جلد دوم، باب پنجاہ

ص ۱۰۷، طبع نول کشور لکھنؤ

(۳)

فاضل شیخ عباس القمی نے اپنی کتاب (نتی الامال، جلد اول، فصل ہشتم، در بیان

احوال اولاد امجاد آنحضرت) میں لکھا ہے کہ:

”در قرب الاسناد از حضرت صادق علیہ السلام روایت شدہ ست کہ از برائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از خدیجہ متولد شد طاہر و قاسم و فاطمہ و اُمّ کلثوم و زینب و زینب۔ و تزویج نمود فاطمہ را بحضرت امیر المؤمنین علیہ السلام و زینب را بابی العاص بن ربیع کہ از بنی امیہ بود و اُمّ کلثوم را بعثمان بن عفان پیش از انکہ بخانہ عثمان برود برحمت الہی و اصل شد و بعد ازو حضرت زینبہ را با تزویج نمود“

(۱) منتہی الآمال، شیخ عباس قمی، ج ۱، ص ۸۔ (فصل ششم در بیان احوال اولاد۔)

(۲) تنقیح المقال فی علم الرجال بلیغ عبد اللہ المامقانی، ج ۳، ص ۳، ۴۔ (من فصل النساء، آخر جلد ثالث، باب البغزہ۔)

حیات القلوب“ و منتہی الآمال“ وغیرہ کی عبارات کا حاصل یہ ہے :-

حضرت زینب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ندیمہ الجبری سے مندرجہ ذیل اولاد شریف ہوئی: حضرت قاسم، حضرت طاہر (جن کو عبد اللہ کہتے ہیں)، حضرت اُمّ کلثوم، حضرت زینبہ، حضرت زینب و فاطمہ۔ اور حضرت فاطمہ کا نکاح حضرت علی المرتضیٰ سے ہوا۔ اور زینب کا نکاح ابو العاص بن ربیع سے کیا گیا جو بنی امیہ میں سے تھے اور عثمان بن عفان کے ساتھ اُمّ کلثوم کا نکاح ہوا۔ پھر وہ فوت ہو گئیں تو زینب کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دختر زینبہ کا نکاح عثمان بن عفان سے کر دیا“

ناظرین کرام مطلع رہیں کہ شیعہ علماء میں مختلف اقوال ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان کے قبائلہ عقید میں پہلے زینبہ آئیں اور بعد میں اُمّ کلثوم آئیں۔ یا پہلے نکاح اُمّ کلثوم سے

ہوا تھا، بعد میں رقیہؓ سے ہوا حضرت عثمانؓ کے نکاح میں ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے، یہ متفق علیہ مسئلہ ہے البتہ تقدیم نکاح و تاخیر نکاح میں شیعہ علماء نے اختلاف کیا ہے۔ حیات القلوب و منہی الآمال کے مندرجہ بالا حوالہ جات ایک قول کے موافق شمار ہو چکے اور اصل مسئلہ یعنی دامادی حضرت عثمانؓ کے مؤید و مصدق ہیں جو اس بحث میں مطلوب ہے۔

## مسئلہ کی تائید میں حضرت علی المرتضیٰ کا فرمان

(۴)

شیعہ کی مشہور کتاب ”نہج البلاغہ“ میں حضرت علیؓ کا یہ کلام مذکور ہے۔ باغیوں نے محاصرہ کر کے جب شدت و تنگی پیدا کر دی، اُس وقت حضرت علیؓ تشریف لاتے اور حضرت عثمانؓ کے ساتھ حسبِ موقع گفتگو فرماتی۔ اس کلام کے دوران مندرجہ ذیل کلمات حضرت عثمانؓ کو خطاب کر کے ادا کیے فرمایا کہ :-

وَاللّٰهُ مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لَكَ مَا عَرَفْتُ شَيْئًا تَجْمَلُهُ وَلَا أَذْكَ  
عَلَىٰ أَمْرٍ وَلَا تَعْرِفُهُ مَا سَبَقْنَاكَ إِلَىٰ شَيْءٍ فَتُخْزِرُكَ عَنْهُ وَلَا خُلُونَا  
بِشَيْءٍ فَتُبَلِّغُنَاكَ وَقَدْ رَأَيْتَ كَمَا رَأَيْنَا وَسَمِعْتَ كَمَا سَمِعْنَا وَ  
صَحِبْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ كَمَا صَحَبْنَا وَمَا بِنِ ابْنِ  
عُحَافَةَ وَلَا ابْنَ الْحَطَّابِ أَوْ لِي بِعَمَلِ الْحَقِّ مِنْكَ وَأَنْتَ أَقْرَبُ  
إِلَىٰ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمِ وَشَيْخَةِ رَجِيمٍ مِنْهَا وَ  
بَلَّتْ مِنْ صِهْرِهِ مَا لَمْ يَبَالَا ۝

نہج البلاغہ، ج ۱، ص ۳۰۳، صفحہ ۳۲۲ طبع مصری۔ من کلام لہ

علیہ السلام عثمانؓ عندما ارسلہ القائمون علیہ۔ الخ

در یعنی حضرت علی المرتضیٰؑ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم مجھے معلوم نہیں ہو رہا کہ آپ سے کیا کہوں؟ (کیونکہ) میں کوئی ایسی بات نہیں جانتا جس سے آپ ناواقف ہوں اور نہ میں آپ کی کسی ایسی چیز کی طرف رہنمائی کر سکتا ہوں جو آپ کو معلوم نہ ہو۔ کسی معاملہ میں آپ سے میں سبقت نہیں رکھتا جس کی آپ کو خبر دوں اور نہ خلوت میں میں نے کوئی چیز حاصل کی جو آپ تک پہنچاؤں اور آپ نے رسول خدا کا دیدار حاصل کیا جس طرح ہم نے زیارت کی۔ اور آپ نے زہری زہنی کویم سے اسی طرح سنا جس طرح ہم نے سنا۔ اور حضور علیہ السلام کے آپ بھی ہم نشین تھے جیسا کہ ہم ہم نشین تھے۔ اور ابو بکرؓ ابی محافہ و عمرؓ بن الخطاب حق بات پر عمل کرنے میں آپ سے زیادہ خدار نہیں تھے اور اے عثمانؓ! آپ نسبی قرابت میں ان دونوں یعنی ابو بکرؓ و عمرؓ سے رسول خدا کے زیادہ قریب ہیں اور آپ کو نبی کریم علیہ السلام کے ساتھ دامادی کا شرف حاصل ہے جو ان دونوں کو حاصل نہیں ہوا۔“

درنج البلاغہ بمقام مذکور،

درنج البلاغہ کی مذکورہ عبارت کی تشریح میں سید علی نقی فیض الاسلام شیبی نے اپنی شرح فارسی میں لکھا ہے۔ حضرت علیؑ نے حضرت عثمانؓ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ:

”... تو از جهت خویشی بر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ از انہا نزدیک ترسی (یعنی خویشاوندی عثمانؓ انرا ابو بکرؓ و عمرؓ پیغمبر اکرمؐ نزدیک تر است) و دامادی پیغمبر مرتبہ یافتی کہ ابو بکرؓ و عمرؓ نیافتند“

در شرح نوج البلاغہ فارسی، ج ۳، ص ۵۱۹، طبع طهران،



## چند افادات

رشتہ ذمی النورین ذکر کرنے کے بعد یہاں بعض چیزوں کی وضاحت درکار ہے وہ درج کی جاتی ہے۔

(۱)

اس مقام کے تمام مندرجات (سنی-شیعہ) پر نظر کر لینے کے بعد روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ سرور کائنات نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید باتیں پاره سورۃ احزاب کے آخر میں پردہ کا مسئلہ بیان کرتے وقت اللہ عزوجل نے ذکر فرمایا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْرِكُنَّ  
عَلَيْهِنَّ مِمَّا جَلَدْنَ بَيْنَهُنَّ الْحَٰلَ-

”یعنی اے پیغمبر خدا اپنے ازواج اور بیٹیوں کو اور مومنوں کی عورتوں کو حکم دیجیے کہ نزدیک کر لیں اپنے اوپر اپنی بڑی چادریں“

— اور اسلامی تاریخ (شیعہ-سنی) سب ہی اس بات پر متفقہ شہادت دیتی ہے کہ آپ کی اولاد شریف صاحبزادہ ابراہیمؑ کے ماسوا سب لڑکے اور لڑکیاں درج چار عدد ہیں، حضرت خدیجہ الکبریٰ سے پیدا ہوئیں۔ لڑکیوں کے مبارک اسماء یہ ہیں: حضرت زینبؑ، حضرت رقیہؑ، حضرت اُم کلثومؑ، حضرت فاطمہؑ۔ یہ چاروں باہم حقیقی بہنیں ہیں۔

خدا تعالیٰ کی کتاب کی گواہی (جو سب سے زیادہ وزنی ہے) اور تمام معتبر اسلامی تاریخ کی شہادت کے بعد کسی غرض فاسد اور سینہ زوری سے یہ کہہ دینا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ہی حقیقی صاحبزادی ہیں اور کوئی حقیقی لڑکی نہ تھی، یہ چیز تلو فیصد غلط ہے۔

اور مقدس نسل نبی پر افتراء عظیم ہے اور تاریخ اسلام کی تغلیط ہے۔ (اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت نصیب فرمائے)۔

(۲)

دوسری یہ چیز قابل تشریح ہے کہ بعض کم فہم لوگ اس بات پر اصرار کرنے لگتے ہیں کہ یہ لوگ (حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت ام کلثومؓ) حضرت خدیجہ الکبریٰ کے سابق ازواج سے ہیں یا حضرت خدیجہ کی خواہر زادیاں ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد نہیں ہیں۔ (تزیجج)

یہ بات سراسر جعلی، موضوع اور بناوٹی ہے۔ حقیقت واقعہ کے خلاف ہے اسلام کی تاریخ اور کتب رجال و تراجم نے جو کچھ بیان کیا ہے اس کے برعکس ہے۔ اہل اسلام پر واضح رہے کہ چاروں صاحبزادیاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں ہیں اور حضرت خدیجہ الکبریٰ کے بطن مبارک سے ہیں۔

سابق ازواج کی اولاد کہنا یا خواہر زادیاں کہنا اس قول کی خود شیوعہ کے اکابر علماء و مجتہدین نے تردید کر دی ہے۔ چنانچہ ملا باقر مجلسی یازدہم صدی کے مجتہد نے "حیات القلوب" میں اس مسئلہ کو تحریر کرتے ہوئے ہر دو قول کو با الفاظ ذیل رد کر دیا ہے :-

”بر نفی ایں ہر دو قول روایات معتبرہ دلالت می کند“

یعنی معتبر و مستند روایات ان ہر دو قول کی نفی پر دلالت کرتی ہیں۔

حیات القلوب، جلد دوم، باب پنجاہ و یکم (۵)

ص ۷۱۹۔ طبع نول کشور کھنود (ہندوستان)

فلہذا اس قسم کے مصنوعی اقوال جو صحیح چیز کے خلاف نشر کیے جاتے ہیں ان کو

نہ تو درخور اعتناء سمجھا جائے گا اور نہ قبول کیا جائے گا۔

ارباب تحقیق کی مزید اطلاع کے لیے عرض ہے کہ ملا باقر مجلسی کی طرح شیخ عبداللہ

امتانی شیعہ نے تنقیح المقال جلد ثالث کے آخر میں فصل رابع رنی ذکر نساء عربیہ (روایت) میں ہر سہ صاحبزادیوں (زینب، رقیہ، ام کلثوم) کے تذکرے میں ان کے برہمن ہونے یا خدیجہ کبریٰ کی خواہر زادیاں ہونے کے شہادت کا جواب مکمل تحریر کر دیا ہے۔ محسوساً انصاف ساتھ ملا لیا جاتے تو مزید کسی جواب کی حاجت نہیں۔ - تنقیح المقال جلد ثالث کے آخر میں فصل رابع صفحہ ۴۳-۴۴-۴۸-۴۹) ملاحظہ ہو۔

(۳)

نیز کتب فریقین کے مندرجہ بالا حوالہ جات سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو نورِ نظر (رقیہ - و ام کلثوم) حضرت عثمان کے نکاح میں یکے بعد دیگرے ہونے کی وجہ سے انہیں دامادی کی دوبار سعادت نصیب ہوئی۔ اور امت کی طرف سے ”ذوالنورین“ کا مبارک لقب حاصل ہوا (جو اور کسی شخص کو حاصل نہیں ہو سکا)۔ اور ساتھ ہی حضرت عثمان کو حضرت علی المرتضیٰ کے ”ہم زلف“ ہونے کا شرف ملا ہے۔ اور شرف بالائے شرف حاصل کر کے وہ اپنی خوش بختی میں ممتاز ٹھہرے۔

(۴)

چوتھی یہ چیز قابلِ غور ہے کہ حضرت عثمان کو داماد نبوی ہونے کا شرف بحکم الہی اور وحی آسمانی نصیب ہوا (جیسا کہ روایات بتلا رہی ہیں) جس طرح حضرت علیؓ کو داماد نبوت ہونے کی سعادت خدا کے حکم سے حاصل ہوتی۔ ہر دو حضرات کو اہلِ خانہ نبوت کے ساتھ شرفِ تعلق حکم الہی کے تحت نصیب ہوا۔ اس لیے کہ زبانِ نبوت خدا کے فرمان کے تحت جاری ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ وَمَا يَنْطَلِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ (یعنی نہ آپ اپنی خواہشِ نفسانی سے بات کرتے ہیں ان کا ارشاد صرف وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے)۔

## ایک شبہ کا ازالہ

حضرت عثمان بن عفان کے رشتہ دار امادی کو داغدار کرنے کے لیے بعض لوگوں نے حضرت عثمان کے متعلق قصے مشہور کر رکھے ہیں کہ عثمان نے پہلے ایک صاحبزادی کو سخت زد و کوب کیا، پسلیاں توڑ ڈالیں حتیٰ کہ وہ شہید ہو گئیں۔ پھر دوسری صاحبزادی کے ساتھ بھی یہاں بُرا سلوک کیا، مارا پٹیا، خدا جا نہ کیا کیا ایذا میں پہنچائیں۔ اندر میں حالات وہ بھی انہیں مصائب میں فوت ہو گئیں۔ حضرت عثمان بن عفان پر اس وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سخت ناراض تھے۔

یہ شبہات ان کی بہت سی کتابوں میں اپنی تفصیلات کے ساتھ مذکور ہیں۔ سرت  
 ”حیات القلوب“ جلد دوم از ملا باقر مجلسی صفحہ ۷۰ تا ۲۳۳، باب ۵۱، طبع نول کشور کھنڈو  
 ملاحظہ فرمائیں تو موجب تصدیق ہوگا۔

## جواب

اولاً

یہ بات قابل ذکر ہے کہ ان صاحبزادیوں کے قتل کرنے کی روایات کا بنیادی راوی یونس بن خباب الکوفی ہے۔ اس شخص کو علماء رجال نے مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ مجروح قرار دیا ہے۔ رجل سو..... وهو تناول عثمان..... ایشتم عثمان۔ یعول عثمان قتل ابنتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (التاریخ الخلفی ابن معین ص ۶۸۸، ۶۸۹ جلد ثانی)۔

اور ابن عدی نے ”الکامل“ میں تحریر کیا ہے کہ۔  
 (یونس بن خباب الکوفی)..... کان یرفض..... رجل سوکان ایشتم عثمان بن عفان.....  
 کذاب مفتر..... وهو من الغالین فی التشیع..... الخ۔

(الکامل لابن عدی ص ۲۶۲۹، ۲۶۳۰ و ص ۲۶۳ جلد سابع)۔

مندرجہ بالا عبارات کا مفہوم یہ ہے کہ یونس بن خباب الکوفی ایک برا آدمی ہے حضرت عثمان کو سب و شتم کرتا تھا اور کہتا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیوں کو عثمان نے قتل کیا شیعہ اور رافضی تھا کذاب اور مفتری تھا..... الخ۔

ثانیاً

۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔  
 محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

صحیح ہیں تو (معاذ اللہ تم معاذ اللہ) براہِ راست نبی اور ولیؑ (حضرت علیؑ) پر اقرار سناؤ اور الزامات وارد ہونگے۔ مثلاً:

(۱) — وہ فنا تم بدتر میں سے عثمانؓ کو حسدِ رسدی کیوں ادا کیا؟ اور اجر و ثواب میں کیسے شریک کیا؟

(۲) — اگر سبلی بخت بنگر پر یہ من ظالم ڈھنڈے گتے تھے تو اس کے بعد دوسری عزیز کو (معاذ اللہ) ایسے ظالم کے نکاح میں کیسے دے دیا؟ اور آیاتِ قرآنی اور احکامِ خداوندی۔۔

وَاتَّقُوا عَلِيَّ ابْنَ أَبِي تَالِبٍ وَوَلَاتُوا آلَ أَبِي تَالِبٍ وَالْعَدُوِّانِ  
وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ۔ (پ)

وَلَا تَتَّكِفُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ۔ (پلہ)  
وَأَسْتَقْبِرْ لِمَا أُرْسِلَتْ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْمَاءَهُمْ (پلہ) وغیرہ

کیسے فراموش کر دیا؟ اور عمل درآمد نہ کیا؟

(۳) — کسی ادنیٰ شخص کی لڑکی کے ساتھ ایسے ظلم و ستم کے واقعات پیش آئیں، حتیٰ کہ اس کی لڑکی کو موت کے گھاٹ اتار دیا جاتے۔ آیا وہ اپنے اس قسم کے بدتماش داماد کو دوسری بار لڑکی دے دینے پر آمادہ ہو سکتا ہے؟ اور اس کے ساتھ بدستور تعلقات زندگی بجز قائم رکھ سکتا ہے؟

یہ چیز تو عقل و عادت کے خلاف ہے۔ کوئی عقل مند، باغیرت، ذی شعور، باوقار آدمی ایسا نہیں کر سکتا۔ نبی مقدسؐ کی ذات تو ہر منفعت و ہر مذلت سے منترہ اور مبرا ہے۔ آپ سے ان چیزوں کے صدور کا تصور ہی نہیں ہو سکتا۔

نیز سر شریف خاندان اور باعزت قبیلہ میں ان کے داماد کی عزت و توقیر ملحوظ رکھی جاتی ہے، فلہذا نبیؐ کی دامادی اور حضرت علیؑ کی بیوی کی بیوی کا احترام جو شخص بھی ملحوظ رکھے گا وہ ان تمام الزام تراشیوں کو نسلط اور بے وزن قرار دے گا۔

(۵)

نیز حضرت علی المرتضیٰؓ کے ہنج البلاغۃ والے مندرجہ بالا تائیدی بیان نے کسی مثلے صاف کر دیے ہیں۔ انصاف شرط ہے، مثلاً :-

(۱) — حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کے درمیان کوئی مذہبی اختلاف نہ تھا۔ وہ ایک مذہب اور ایک دین رکھتے تھے جس پر وہ آخر دم تک متحد و متفق تھے۔

(۲) — حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ کو اپنے علم و دانش میں برابر اور مساوی تصور کرتے تھے۔

(۳) — حضرت علیؓ اپنے آپ کو اعمال خیر میں حضرت عثمانؓ سے سابق نہیں جانتے تھے۔

(۴) — حضور نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار اور شرف ہم نشینی حاصل کرنے میں حضرت علیؓ کا حضرت عثمانؓ کو اپنا مثل قرار دینا سیدنا عثمان کے کامل الایمان اور صالح الاعمال ہونے کے لیے مضبوط ترین شہادت اور قوی دلیل ہے۔

(۵) — نیز حضرت عثمانؓ کے داماد بنی ہونے کی حضرت علیؓ نے تصدیق کی اور اپنے ہم زلف ہونے کی تائید کی ہے۔ اس لیے کہ حضرت فاطمہؓ، حضرت زقیہؓ، حضرت اتم کلثومؓ، باہمی حقیقی ہمشیرگان ہیں اور خدیجہ الجبری کے بطن مبارک سے نبی پاک کی حقیقی اولاد ہیں۔

مختصر یہ ہے کہ رشتہ نذا کے اثبات کے لیے حضرت علیؓ کے بیان بالا کے بعد مزید کسی حوالہ و حجت کی حاجت نہیں۔ اس لیے کہ دوستوں کے ہاں متفق علیہ عقیدہ ہے کہ الحق ینطق علی لسان علیؓ۔ (علیؓ کی زبان پر حق بات جاری ہوتی ہے)۔

(۴)

## حضرت جعفر طیار کی پوتی اُمّ کلثوم کا نکاح حضرت عثمانؓ کے لڑکے ابان بن عثمانؓ کے ساتھ

— خاندان بنی ہاشم کا رشتہ تہ چہارم حضرت عثمانؓ کے خاندان کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔ اس کی مختصر تشریح ذیل میں مذکور ہے۔

حضرت علی المرتضیٰؓ کے حقیقی برادر حضرت جعفر بن ابی طالب (طیار) کے لڑکے مسیحی عبداللہ بن جعفر کی لڑکی حضرت اُمّ کلثوم کا نکاح ابان بن عثمان بن عفان سے ہوا۔ ابن قتیبہ دینوری (المتوفی ۲۶۶ھ) نے اپنی کتاب ”المعارف“ میں نکاح اُذاکو دو مقام میں ذکر کیا ہے۔ ایک اخبار عثمان بن عفان کے تحت، دوسری دفعہ اخبار علی بن ابی طالبؓ میں نقل کیا ہے۔ ذیل میں عبارت بلفظہ ملاحظہ فرمادیں۔

آبان بن عثمان کے تذکرہ میں ہے کہ :

(۱) ..... وکانت عندہ ام کلثوم بنت عبد اللہ بن جعفر الخ۔

(المعارف، صفحہ ۸۶)

(۲) عبداللہ بن جعفر کی اولاد کے حالات میں لکھا ہے کہ

..... ناما ام کلثوم فکانت عند القاسم بن محمد بن جعفر

بن ابی طالب ..... ثم تزوجا ابان بن عثمان بن عفان الخ

(المعارف، صفحہ ۹۰۔ طبع مصر)

(۱)۔ حاصل یہ ہے کہ عبداللہ بن جعفر طیار کی لڑکی مسماة اُمّ کلثوم ابان بن عثمان کے نکاح

میں تھی۔

(۲) یعنی حضرت ام کلثومؓ پہلے قاسم بن محمد بن جعفر کے نکاح میں تھیں۔ . . . .  
 اس کے بعد ابان بن عثمان کے نکاح میں آئیں۔

(۵)

اس سلسلہ میں اب رشتہ پنجم ذکر کیا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ:

سکینہ بنت الحسین کا رشتہ

سیدنا حسین بن علی المرتضیٰ کی صاحبزادی حضرت سکینہ بنت حسینؓ، حضرت عثمانؓ کے پوتے زید بن عمرو بن عثمانؓ کے نکاح میں تھیں۔ پہلے کتب انساب کی عبارت تحریر کی جاتی ہے۔ پھر ترجمہ عرض کیا جائے گا۔

تذکرہ سکینہ مذکورہ میں درج ہے کہ:

(۱) — . . . . . تزوجھا مسعب بن الزبیر بن العوام ابتکوها فولدت له فاطمة ثم قتل عنها فخلعت علیها عبد الله بن عثمان بن عبد الله بن حکیم بن حزام . . . . . فولدت له عثمان الذی یقال له قدین وحکیم اور بیچہ فہلک عنها فخلعت علیها زید بن عمرو بن عثمان بن عفان الخ

(۱) طبقات ابن سعد، جلد ششم، ص ۳۴۹، تذکرہ سکینہ بنت الحسین، طبع لیدن

(۲) کتاب نسب قریش لمصعب زبیری، ج ۲، ص ۵۹، طبع مصر

(۲) — . . . . . وزید بن عمرو بن عثمان بن عفان هذا هو الذی

کانت عندہ سکینة بنت حسین فہلک عنها فورثتہ۔

(۱) کتاب نسب قریش، ج ۴، ص ۱۲۰، مصعب زبیری

(۲) المعارف لابن قتیبة، تحت اولاد عثمان بن عفان، ص ۴۶، طبع مصر

(۳) جہرۃ انساب العرب لابن خزم، ج ۱، ص ۸۶، طبع جدید۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت حسینؓ کی صاحبزادی سکینہ کے ساتھ مصعب بن زبیر



بن عوام نے نکاح کیا۔ ان کی ایک سچی متولد ہوئی جس کا نام فاطمہ تھا۔ پھر مصعب انتقال کر گئے، اس کے بعد سکینہؓ کا نکاح عبداللہ بن عثمان بن عبداللہ بن حکیم بن خزام سے ہوا۔ عبداللہ کی مندرجہ ذیل اولاد سکینہ سے ہوئی۔ عثمانؓ جس کو قرین بھی کہتے تھے، حکیم اور ایک لڑکی ربیعہ ہوتی۔ پھر وہ فوت ہو گئے۔ اس کے بعد زید بن عمرو بن عثمانؓ بن عفان نے سکینہ سے نکاح کیا۔ زید ان کے پاس فوت ہوئے اور سکینہ نے ان سے وراثت پائی۔

(۶)

## حضرت فاطمہ بنت الحسن بن علی بن ابی طالب کا نکاح حضرت عثمانؓ کے پوتے عبداللہ بن عمرو بن عثمانؓ کے ساتھ ہوا

یہ اس نوعیت کا چھٹا رشتہ ہے جو خاندان بنی ہاشم کا حضرت عثمانؓ کے قبیلہ کے ساتھ ہوا تھا۔ اس کی تشریح و توضیح مندرجہ ذیل عبارات میں پیش کی جاتی ہے، بخود ملاحظہ فرمائیے۔

طبقات ابن سعد میں مذکور ہے کہ :

”..... تزوجھا رفاطمة) ابن عمہا حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب فولدت له عبد الله (المحسن) و ابراهيم و حسنا و زینب ثم مات عنها فخلعت علیہا عبد الله بن عمرو بن عثمان بن عفان تزوجھا ایماہ ابنہا عبد الله بن حسن با مرھا فولدت له القاسم و محمد و هو الدیباچ سستی بذالک الجمالہ و رقیة بیخی عبد الله بن عمرو“

(۱) طبقات ابن سعد، جلد ششم، ص ۲۴۷-۲۴۸۔ طبع بیدن،  
تذکرہ فاطمہ بنت حسینؑ۔

(۲) کتاب نسب قریش لمصعب زبیری، ج ۲، ص ۱۱۴

(۳) کتاب الحجر لابن جعفر محمد بن عبید بن امیہ بغدادی،  
ص ۲۰۴۔ طبع حیدرآباد دکن۔

(۴) کتاب الجرح والتعديل لابن حاتم الرازی، جلد ثالث  
القسم الثانی، ص ۳۰۱۔ طبع حیدرآباد دکن۔

(۵) المعارف لابن قتیبة دینوری، ص ۹۳۔ طبع مصر۔

حاصل ترجمہ یہ ہے کہ:

— فاطمہ دختر حسینؑ کے ساتھ ان کے چچا زاد برادر حسن بن حسن (ثقی) نے

نکاح کیا۔ اس سے حضرت عبداللہ محض۔ حضرت ابراہیم، حضرت حسن، حضرت

زینب اولاد پیدا ہوئے۔ پھر حضرت حسن فوت ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت

سیدنا عثمان بن عفان کے پوتے عبداللہ بن عمرو بن عثمان کے ساتھ فاطمہ کا

نکاح ہوا۔ فاطمہ نے اپنے بیٹے عبداللہ کے ذریعہ نکاح کی اجازت دی

عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان سے ایک لڑکی مسماة رقیة اور دو لڑکے

ایک قاسم دوسرے محمد الیساچ پیدا ہوئے۔ محمد کو ان کے حسن و جمال

کی وجہ سے الیساچ کہا جاتا تھا۔

یاد رہے کہ فاطمہ بنت حسین کی والدہ کا نام ام اسحاق بنت طلحہ بن عبید اللہ تھا۔

اس رشتہ کو شیعہ علماء نے مندرجہ ذیل مناسبات میں درج کیا ہے۔

— ابوالفرج اصفہانی نے اپنی کتاب مناقب السالین میں محمد بن عبداللہ بن عمرو

بن عثمان بن عفان کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ:

وامة فاطمة بنت الحسين كان عبد الله بن عمرو بن عثمان بن عفان  
تزوجها بعد وفات الحسن بن الحسن بن علي بن ابي طالب -

(۱) مقاتل الطالبين، ص ۷۶، طبع ايران، تذكرة محمد زکوة  
(۲) التبيين والاشراف للمسعودي، ص ۲۵۵، تحت ذکر  
خلافت عثمان بن عفان -

(۳) شرح نهج البلاغة لابن ابی الحديد، طبع بيروت، ص ۶۵  
جلد سوم، تحت عبارت نکحنا واکفنا فعل الکفاء الخ  
(۴) - حواشی عمدة الطالب فی الحساب آل ابی طالب  
المقصد الثاني فی عقب حسن المثنی -

(۵) ناسخ التواریخ، جلد ششم از کتاب دوم، طبع قدیم، ص ۵۳۴ میں درج کیا ہے کہ:  
... وبعدها زحسن مثنی فاطمة بجمالہ نکاح عبد اللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان  
در آمد

مندرجہ شیعی حوالہ جات کا ترجمہ یہ ہے کہ:  
... فاطمہ دختر حسین، حسن مثنیٰ کی وفات کے بعد حضرت عثمانؓ کے پوتے  
عبد اللہ کے نکاح میں آئیں -

امید ہے کہ قلبی اطمینان کے لیے اسی قدر حوالہ جات فریقین کی کتابوں سے  
کافی متصور ہونگے -



## سیدنا حسنؓ کی پوتی (امم القاسم) حضرت عثمانؓ کے پوتے مروان بن ابان بن عثمانؓ کے نکاح میں تھی

یہ ساتواں رشتہ فاضل مصعب زبیری نے اپنی کتاب "نسب قریش" جلد ثانی،  
صفحہ ۵۳ میں بعبارت ذیل نقل کیا ہے۔ اور ابن حزم اور ابو جعفر بغدادی نے بھی  
ذکر کیا ہے۔

وكانت ام القاسم بنت الحسن بن الحسن عند مدوان بن  
ابان بن عثمان بن عفان فولدت له محمد بن مروان ثم خلف  
عليها حسين بن عبد الله بن عبيد الله بن العباس بن عبد المطلب  
فتزوجت عندك وليس لهما منه ولد -

(۱) کتاب نسب قریش، ص ۵۳، الجزء الثانی لمصعب  
الزبیری۔

(۲) جمہورہ انساب العرب لابن حزم، ج ۱، ص ۸۵

(۳) کتاب الخیر لابن جعفر بغدادی، ص ۴۳۸ -

مطلب یہ ہے کہ سیدنا امام حسنؓ کی پوتی ام القاسم بنت الحسن بن الحسن کا  
نکاح حضرت عثمان غنیؓ کے پوتے مسیحی مروان بن ابان بن عثمانؓ کے ساتھ ہوا۔ ان  
سے ایک لڑکا محمد پیدا ہوا۔ اس کے بعد ام القاسم کا نکاح حسین بن عبد اللہ بن عبد اللہ  
بن العباس بن عبد المطلب سے ہوا، ان سے کوئی اولاد نہ ہوئی اور ام القاسم کا  
انتقال حسین بن عبد اللہ مذکور کے پاس ہوا۔

## تنبیہ

(رشتہ داری کے اثرات)

\_\_\_\_\_ خاندان بنی اُمیہ اور خاندان بنی ہاشم کے درمیان بہت سے رشتے اسلامی تاریخ میں پائے جاتے ہیں بعض رشتے اسلام سے قبل کے ہیں اور بعض رشتے بعد از اسلام کے ہیں لیکن ہم ان تمام کو جمع کرنے کے درپے نہیں ہوئے۔

ہم نے صرف چند رشتے فی الحال ذکر کر دیئے ہیں جن میں حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وساطت براہ راست پائی جاتی ہے۔

یہ سب رشتے خاندان بنی ہاشم نے برضا و رغبت دیئے اور خاندان حضرت عثمانؓ نے بخوشی لیے تھے۔ یہاں جبر و اکراہ کو کچھ دخل نہیں۔ اُم حکیم بیضاء بنت عبدالمطلب کے رشتہ کے ماسوا سب بعد از اسلام کے نسبی روابط ہیں۔

\_\_\_\_\_ مُنصف طبائع اور انصاف پسند حضرات اب اپنی فہم فراست کے موافق غور و خوض فرما سکتے ہیں کہ

(۱) \_\_\_\_\_ حضرت عثمان بن عفان اور ان کا خاندان اچھا قبیلہ ہے اور بہتر خاندان ہے ؟ یا بُرا ہے ؟ آیا قابلِ تعریف و تحسین ہے ؟ یا قابلِ نفرت و مذمت ہے ؟

(۲) \_\_\_\_\_ حضرت عثمانؓ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ کے ساتھ کچھ حسبی و نسبی تعلق ہے ؟ یا حضرت عثمانؓ بیگانہ تھے ؟

(۳) \_\_\_\_\_ آیا حضرت عثمانؓ کے ساتھ حضرت علیؓ کو خلافت و بیعت کے مسائل میں عداوت و خصومت تھی ؟ یا ان معاملات میں اتحاد و اتفاق تھا ؟

(۴) \_\_\_\_\_ بالفرض اگر حضرت عثمانؓ اور ان کا خاندان بُرا ہے اور قابلِ نفرت

و مذمت ہے اور حضرت عثمانؓ نبی و علیؓ کے لیے بیگانہ تھے اور مسئلہ خلافت میں ان کی باہمی خصومت و عداوت تھی۔

تو سوال یہ ہے حضرت علیؓ کے خاندان نے اور اولاد علیؓ نے یہ خاندانی عداوتیں اور یہ نسلی خصومتیں اور قبائلی عصبیتیں کیسے جلد ختم کر ڈالیں؟ باپ و دادا کے سب مناقشات کیسے یکسر فراموش کر دیتے؟ اور ایسے لوگوں کو اپنے رشتے ناتے دینے کیسے گوارا کر لیتے؟ اور ایک نہیں متعدد رشتے کس طرح دے دیئے؟

اصل گزارش یہ ہے کہ نسلًا بعد نسلِ علوی، حسنی و حسینی ہاشمی رشتوں کا خاندان عثمانی کو دیا جانا صاف طور پر تیار رہا ہے کہ ان حضرات کے اکابر کے درمیان نہ عداوت تھی نہ بغاوت تھی نہ خاندانی خصومت تھی اور نہ قبائلی عصبیت تھی۔ نہ لڑائی تھی، نہ نفرت تھی۔ یہ سب حضرات آپس میں متفق و متحد تھے اور باہم شفیق و مہربان تھے۔ لیکن چالاک اور عیار رازیوں نے زریب دستاں کے لیے گونا گوں قسم کے قصے تراش دیئے اور مسلمانوں کے درمیان اقتراق و انتشار پھیلانے کے لیے اس قسم کی چیزیں نشر کر دیں، جن میں ان ہر دو خاندانوں کے مابین پرخاش نظر آئے اور قبائلی عصبیتیں نمایاں طور پر معلوم ہوں۔

ہم نے اہل فہم و فکر حضرات کے سامنے دونوں خانوادوں کے بعض نسبی تعلقات سامنے رکھ دیئے ہیں اور دعوتِ غور و فکر دے دی ہے۔ منصف مزاج حضرات کے لیے بہترین نتائج پر پہنچنے کے لیے اب کوئی دقت نہ ہوگی۔ (انشاء اللہ العزیز)

# باب دوم

## مسئلہ بیعت

— باب اول میں دونوں خانوادوں کے درمیان نبی روابط بیان کیے گئے ہیں۔ اس کے بعد باب دوم میں حضرت علی المرتضیٰ کا حضرت عثمان کے ساتھ بیعتِ ندادت کا مسئلہ درج کیا جاتا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ نے جس طرح حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ کے ساتھ نحوشی و رضانہ بیعتِ ندادت کی تھی، ٹھیک اسی طرح حضرت سیدنا عثمانؓ کے ساتھ بھی حضرت علیؓ نے بغیر جبر و اکراہ کے بیعت کی تھی۔

چنانچہ اس موقعہ کے واقعات کو محدثین و مؤرخین نے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے آخری اوقات میں صحابہ کرام میں سے چھ آدمیوں کو منتخب کیا تھا۔ حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ بن ابی طالب، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ۔ فرمایا کہ ان حضرات میں سے جس شخص پر اتفاق راتے ہو جاتے اس کو خلیفہ المسلمین تجویز کر لیا جاتے۔

پھر ان میں سے حضرت طلحہؓ نے اپنا اختیار یا اپنی راتے حضرت عثمانؓ کو دے دی۔ اور حضرت زبیرؓ نے اپنی راتے حضرت علیؓ کے حق میں لے دی۔ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے اپنا حق اختیار حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کے سپرد کر دیا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے فرمایا کہ میں اپنے لیے خلافت نہیں چاہتا لہذا یہ معاملہ میرے سپرد کیجیے۔

اب صورتِ حال حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ کے درمیان محدود ہو گئی حضرت

عبدالرحمن بن عوف نے ضروری سبجو اور اہم غور و فکر اور دونوں بزرگوں سے گفت و شنید کے بعد مسجد نبوی میں صحابہ کرام و دیگر عوام مسلمین کے اجتماع میں ایک مؤثر تقریر کرنے کے بعد حضرت عثمان کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کر لی۔ پھر ان کے بعد حضرت علی نے بیعت کی اور تمام حاضرین نے بیعت کر لی۔ کسی نزاع و اختلاف کے بغیر یہ اہم مرحلہ طے ہو گیا۔

بہت سے علماء نے بیعت ہذا کے واقعہ کو اپنے اپنے موقع پر درج کیا ہے چند ایک حوالہ جات ناظرین کی خدمت میں پیش کیے جاتے ہیں۔ طبقات ابن سعد میں مذکور ہے:

(۱) . . . . عن سلمة بن ابی - المنة بن عبد اسود عن ابن ابیہ  
 قَالَ أَدَلَ مَنْ بَايَعَ عُثْمَانَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ ثُمَّ عَلِيٌّ بَنِي  
 طَالِبٍ -

(طبقات ابن سعد، ذکر سقیۃ عثمان، جلد ثالث، ص ۴۲، طبع لیدن)

(۲) المصنّف عبد الرزاق میں یہ الفاظ ذیل یہ مسئلہ درج ہے۔

..... فمسح علي يده فبايعه ثم بايعه الناس ثم بايعه علي

المصنّف مذکور، جلد پنجم، ص ۴۸، طبع اول بیروتی)

(۳) . . . . حدیثی عمربن عمیرہ بن ہندی مولیٰ عمرو بن

الخطاب عن ابیہ عن جدہ قال انا رأيت سَلِيًّا بَايَعَ عُثْمَانَ أَوَّلَ

النَّاسِ ثُمَّ تَبَاعَ النَّاسُ فَبَايَعُوا - (بخاری شریف جلد اول، ص ۵۲۵، باب

قصة البيعة والاتفاق على عثمان بن عفان)

(۱) طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۴۳، ذکر سقیۃ عثمان

(۲) طبقات ابن سعد جلد ثالث، تذکرہ عمر، ص ۴۳، طبع لیدن



(۲) کتاب التمهید والبیان ص ۱۱۱، الباب الثالث طبع

بیردت، لبنان۔

(۴) ————— بخاری شریف میں یہ واقعہ بالفاظ ذیل مندرج ہے:

عبدالرحمن بن عوف نے جب دونوں حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ سے پختہ عہد و پیمانے لیا تو فرمایا:

ارفع یدک یا عثمان ذبا یعد ذبا یعد لہ علیؓ و لہ اهل الدار ذبا یعدو۔

(بخاری شریف، جلد اول، ص ۵۲۵۔ باب قعدۃ البیتہ والاتفاق علی عثمان بن عفان)

علامہ بیہقیؒ نے کتاب قتال اہل البغی کے تحت سنن کبریٰ، جلد ہشتم میں ذکر کیا ہے۔

(۵) ————— فلما اخذ الميثاق قال ارفع يدك يا عثمان ذبا یعد لہ علی رضى الله عنہما و لہ اهل الدار ذبا یعدو۔

دائمن الجری للبیہقی، جلد ثامن، ص ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ طبع حیدرآباد دکن

باب من جعل الامم شوریٰ بین المستصلین لہ۔ کتاب قتال اہل البغی)

(۶) ————— حافظ ابن کثیرؒ نے البدایہ جلد سابع تحت سنہ اربع و عشرين (۵۲۴ھ)

واقعة بیعت ذکر کیا ہے۔ . . . . . و جاء الیہ الناس یمایعونہ و بایعہ

علی بن ابی طالب اولاً و ینتال آخراً۔

(البدایہ، ج ۷، ص ۱۴۷، تحت سنہ ۵۲۴ھ)

حوالہ جات ہند کا خلاصہ یہ ہے کہ

جب عبدالرحمن بن عوفؓ نے دونوں حضرات (عثمانؓ و علیؓ بن ابی طالب)

سے عہد و پیمانے لیا تو حضرت عثمانؓ کو کہا کہ آپ بیعت لینے کے لیے ہاتھ بڑھاتے پہلے

عبدالرحمنؓ نے بیعت کی۔ اس کے بعد حضرت علیؓ نے بیعت کی۔ پھر تمام حاضرین نے حضرت

عثمانؓ سے بیعت کی۔ اگرچہ بعض روایات کے اعتبار سے تقدیم و تاخیر منقول ہے لیکن

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ حضرت علیؑ سمیت سب حضرات نے اس مجلس میں حضرت عثمانؓ سے بیعت کر لی تھی۔

(۷) — اور علامہ ابن تیمیہؒ الحرانی نے منہاج السنۃ، جلد ثالث میں اس مسئلہ کے متعلق امام احمد بن حنبلؒ کا بیان ذکر کیا ہے وہ ناظرین کرام کے معلومات میں اضافہ کے لیے پیش خدمت ہے۔

قال الامام احمد بن حنبل لم يتفق الناس على بيعة كما اتفقوا على بيعة عثمان ولاه المسلمون بعد ثنا ودهم ثلاثه ايام وهم مؤتلفون متفقون متحابون متوادون معصمون بحبل الله جميعاً . . . . . فلم يعدوا بعثمان غيره كما اخبر بذلك عبد الرحمن بن عوف - الخ

(منہاج السنۃ لابن تیمیہؒ، جلد ثالث، ص ۲۲۳-۲۲۴)

تحت الخلاف الثامن في امرة الشورى

یعنی امام احمدؒ نے فرمایا کہ جس طرح بیعت عثمانؓ پر لوگوں نے اتفاق کر لیا اس طرح کسی بیعت پر اتفاق نہیں ہوا۔ اہل اسلام نے تین روز کی باہم مشاورت کے بعد حضرت عثمانؓ کو اپنا والی و حاکم تسلیم کیا۔ اس مسئلہ (یعنی خلافت عثمانی پر مسلمان متفق و متحد ہو گئے۔ انہوں نے آپس میں محبت و دوستی کے ساتھ اللہ کے دین کی رسی کو مجتمع ہو کر مضبوط پکڑ لیا۔ . . . . اور کسی دوسرے شخص کو عثمانؓ کے برابر نہ تجویز کیا جیسا کہ حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ نے (اپنے فیصلہ میں) اس چیز کی خبر دی۔“

(۸) — اسی طرح حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر حضرت علیؑ کے بیعت کرنے کو

حافظ ابن حجر نے ”الاصابہ فی تمییز الصحابہ“ میں اور ابن اثیر الحجزری نے ”أسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ“ تذکرہ عثمان بن عفان، میں ذکر کیا ہے۔ اختصار کی بنا پر صرف حوالہ

کا ماخذ بیان کر دینا کافی سمجھا ہے۔ تذکرہ عثمانی کی طرف رجوع فرمائیں۔

## مسئلہ ہذا کی تائید از کتب شیعہ

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کی بیعت حضرت سیدنا عثمانؓ کے ساتھ شیعہ بزرگوں کے ہاں مسلمات میں سے ہے، مختلف فیہ مسائل میں سے نہیں لیکن ان بزرگوں کے نزدیک جیسے حضرت ابوبکر الصدیق، حضرت عمر فاروقؓ کے ساتھ بیعت مجبوری کے طور پر ہوئی تھی اسی طرح حضرت عثمانؓ کے ساتھ بھی حضرت علیؓ کی بیعت مقہوری کے طور پر ہوئی۔ یہ ان حضرات کا دیرینہ شیوہ ہے کہ حضرت شیر خدا جیدر کرار رضی اللہ عنہ کے ہر کردار اور ہر عمل کو مجبوری و مقہوری کا رنگ دے کر پیش کرتے ہیں اور واقعہ کے لیے ایسی روایات مجوز فرمایا کرتے ہیں کہ جن میں شیر خدا کی بیجاگی و بے بسی نمایاں ہوتی ہے۔ یہ چیز بندہ اپنی جانب سے نہیں عرض کر رہا بلکہ شیعہ کتب کے ہر مطالعہ کرنے والے منصف مزاج پر یہ بات واضح ہے۔

مختصر یہ ہے کہ شیعہ کے سب بزرگوں نے اس بیعت کو تسلیم کیا ہے لیکن اسی طرز و طریق کے ساتھ جس طرح ہم سابقاً عرض کر چکے ہیں۔

سرپرست ہر مندرجہ ذیل چند شیعہ حوالہ عادت پر اکتفا کرتے ہیں۔ (۱) حضرت علیؓ شیر خدا رضی اللہ عنہ کا حضرت عثمانؓ ذوالنورین کے ساتھ بیعت خلافت کرنا بالتصریح مذکور ہے۔

(۱)

شیخ الطائفی شیخ ابوجعفر الطوسی (محمد بن حسن بن علی) المتوفی ۳۲۰ھ نے اپنی مستند کتاب "امالی" مجلد ثانی (المجزعہ ثامن عشر) میں واقعہ بیعت خلافت کو مندرجہ ذیل الفاظ میں ذکر کیا ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ فرماتے ہیں کہ:-

... لَمَّا قَتَلَ جَعَلَنِي سَادِسَ سِنْتِهِ فَدَخَلَتْ حَيْثُ ادَّخَلَنِي  
وَكِرْهَتُ أَنْ أُفَرِّقَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَأَشَقَّ عَصَاهُمْ فَبَايَعْتُمْ  
عُثْمَانَ فَبَايَعْتُهُ الْهـ

یعنی جب عمر بن الخطاب پر قائلانہ حملہ ہوا تو انہوں نے مجلس شوریٰ  
کے چھ منتخب آدمیوں میں مجھے چھٹا آدمی مقرر کیا تو میں ان کے شامل کرنے  
پر ان میں شریک ہو گیا۔ اور میں نے مسلمانوں کی جماعت میں تفریق کو  
ناپسند کیا اور اتفاق کی لٹھی کو توڑ ڈالنا مکروہہ جانا پس تم لوگوں نے  
حضرت عثمان رضی سے بیعت کی میں نے بھی عثمان بن عفان سے بیعت کی۔  
دامالی الشیخ الطوسی، ص ۱۲۱، جلد ثانی (جزء ثامن عشر)  
مطبوعہ مطبع النعمان، نجف اشرف، عراق۔

سن طباعت ۱۳۸۴ھ و ۱۹۶۴ء

(۲)

ابن ابی الحدید شیعہ معتزلی مدائنی المتوفی ۶۵۶ھ نے اپنی شرح "نیج البلاغہ میں  
بالفاظ ذیل اس مسئلہ کو بیان کیا ہے اور اپنی مخصوص تدبیر کی صورت میں تحریر کیا ہے۔  
قال عبدالرحمن بن عوف: لعلي بايع اذن والا لانت متبعا  
غير سبيل المؤمنين وانفذنا فيك ما امرنا به قتال لقد  
علمتم اني احق بها من غيري . . . . . ثم مد يدك  
فبايع -

(۱) شرح نیج البلاغہ حدیدی، جلد ثانی، ج ۲، ص ۹۷۔  
طبع بیروت تحت کلامہ علیہ السلام لما عزموا علی بیعت  
عثمان۔

(۲) — تاریخ التواریخ از لسان الملک فرزا محمد تقی، جلد دوم

از کتاب دوم ص ۴۴۹ طبع قدیم ایران - تحت

بحث بیعت با عثمان بن عفان -

یعنی عبدالرحمن بن عوف نے علی الرضیٰ سے کہا کہ اس وقت بیعت کیجیے ورنہ آپ مومنین کے راستہ پر چلنے والے نہیں ہوں گے اور آپ کے حق میں ہم وہی حکم نافذ کریں گے جس کے ہم مامور ہیں تو علی بن ابی طالب نے کہا کہ تم یقین سے جانتے ہو کہ کسی دوسرے شخص سے خلافت کا میں زیادہ حقدار ہوں . . . . . پھر اپنا ہاتھ پھیلا یا اور عثمان سے بیعت کی -

(۳)

اور دوسرے مقام میں اسی شرح حدیدی میں (من کلام لہ علیہ السلام فی وقت الشوریٰ) کے عنوان کے ذیل میں تم (لن یسرع احد قبلی الی دعوة حتی وصلہ رحم الخ) کے تحت اس مسئلہ کی طویل بحث کی ہے اپنے پسندیدہ انداز گفتگو میں تحریر کیا ہے:

فَقَامُوا اِلَى عَلِيٍّ فَقَالُوا اَقْرَبُ بَايَعِ عُثْمَانَ قَالَ فَاِنْ لَحَرْنَا فَعَلْ قَالُوا  
نُبَاهِدُكَ قَالَ فَمَشَى اِلَى عُثْمَانَ حَتَّى بَايَعَهُ - الخ

(۳) — حدیدی شرح نہج البلاغہ، جلد ۲، ص ۶۱ -

طبع بیروت، بحث فی شان الشوریٰ و مبايعته لعثمان

مندرجہ بالا کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ لوگوں نے حضرت علیؑ کو مجبور کر کے کہا: اٹھو حضرت عثمانؓ سے بیعت کرو حضرت علیؑ نے فرمایا کہ اگر میں بیعت نہ کروں تو انہوں نے کہا کہ ہم آپ سے جہاد کریں گے تو اس صورت میں حضرت علیؑ اٹھے اور عثمانؓ کے پاس جا کر بیعت کی۔

## دوسری گزارش

شیعہ کے ہاں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیچ البلاغہ میں انتخابِ خلیفہ اور امام المسلمین کے تجویز کرنے کے لیے قاعدہ اور ضابطہ بیان فرمایا ہے۔ اس کے اعتبار سے بھی حضرت عثمانؓ کا خلیفہ منتخب ہونا بالکل درست ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں: انما الشوریٰ للمہاجرین والانصار فان اجتمعوا علی رجلٍ وسواء اماماً کان ذالک للہ رضی۔

(بیچ البلاغہ، جلد ثانی، ص ۴۔ طبع مصری)

یعنی خلافت کے مشورہ کا حق و اختیار صرف مہاجرین و انصار کے لیے ہے اور کسی کے لیے نہیں۔ اگر مہاجر و انصار ایک شخص پر مجتمع ہو کر اس کو امام نامزد کریں تو وہ خدا کے نزدیک پسندیدہ امام ہوگا۔

مندرجات بالا کے ذریعہ واضح ہو گیا کہ

(۱) — ایک تو یہ کہ حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعتِ خلافت کی تھی اور مہاجرین و انصار و دیگر مسلمانوں کے ساتھ متفق ہو کر بیعت کی تھی۔

(۲) — دوسرا یہ کہ یہ بیعت درست تھی۔ انتخابِ خلیفہ کے ضابطہ کے مطابق

تھی۔ اصل مشورہ کا اختیار اور حق اکابر مہاجرین و انصار کو تھا انہوں نے حضرت عثمانؓ کو تجویز کیا اور حضرت علیؓ نے منظور کر لیا۔ لہذا خلافتِ عثمانی کی صحت اور درستگی میں کوئی اشتباہ نہ رہا اور اس کی حقانیت و صداقت مسلم ثابت ہوئی۔

(۳) — تیسرا مضموی فرمانِ بالا سے یہ ثابت ہو گیا کہ خلفاء حضرات کی خلافت

انتخاب و مشورہ سے قائم ہوتی تھی خدا کی طرف سے کسی نص پر مبنی نہیں تھی۔

## کلام ہذا الزامی نہیں ہے

اس کے بعد ناظرین یاد رکھیں کہ حضرت علیؑ کا یہ کلام جس میں ضابطہ انتخاب بیان کیا گیا ہے (حضرت امیر معاویہؓ کے ساتھ ہوا تھا۔ یہ تحقیقی مقولہ ہے، اس کلام کے الزامی ہونے پر کوئی لفظ (مثلاً لکنم و عندکم وغیرہ وغیرہ) بطور قرینہ موجود نہیں۔ بلکہ اس کے الزامی ہونے کے خلاف اس میں لفظ انما مستقل قرینہ ہے جو اس کلام کا تحقیقی و تاکید ہونا ثابت کرتا ہے۔

اور کسی خارجی کتاب کی عبارت ساتھ ملا کر ان کلمات کو الزامی قرار دینا اس پر تکلف بار دہے اور توجیہ القول بما لا یرید بہ قائمہ کا مصداق ہے اور کلام مرتضوی میں خواہ مخواہ بے جا تصرف ہے اور عقیدت مندی کے تقاضوں کے برخلاف ہے۔

## رفع اشتباہ

رطب و یابس جمع کرنے والے بعض مؤرخین نے حضرت سیدنا عثمانؓ کی بیعت کے موقع پر حضرت سیدنا علی بن ابی طالبؓ کی طرف ایسی چیزیں منسوب کر دی ہیں جن سے ان حضرات (علیؓ، عثمانؓ اور عبدالرحمنؓ) کی باہم سوء ظنی اور بے اعتمادی بلکہ آپس میں حقیقی نظر آتی ہے۔ عبدالرحمن بن عوف کے حق میں حضرت علیؓ کا سخت کلامی کرنا اور ان کو دھوکہ باز اور فریب دہندہ کہنا وغیرہ پایا جاتا ہے۔ اس کے متعلق مختصراً تحریر ہے کہ:

(۱)

علامہ حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی کتاب البدایہ جلد سابع تحت سنۃ ۲۴ھ ہجری ۶۴ھ عشرین میں اس موقع کی رطب و یابس قسم کی روایات پر خوب نقد کیا ہے فرماتے ہیں

کہ اس نوع کی مرویات ایسے لوگوں سے منقول ہیں کہ *در رجال لا یعدون* (یعنی یہ ایسے راوی ہیں کہ رجال ذراجم کی کتابوں میں ان کا تذکرہ دستیاب ہی نہیں ہوتا اور ان کا کچھ پتہ نہیں چلتا کہ کیسے بزرگ تھے؟

اور اس بحث کے اختتام میں لکھا ہے کہ *الاکخبار والمخالفۃ لما ثبت فی الصحیح* *فہی مردودۃ علی قائلہا وناقلا۔*

یعنی صحیح روایات کے خلاف جو روایات بھی منقول ہیں وہ ان کے قائلین وناقلین پر رد کر دینے کے قابل ہیں اور غیر مقبول ہیں۔ ان کا کوئی وزن نہیں۔

(البدایہ، ج ۷، ص ۱۴۷)

(۲)

دوسری گزارش یہ ہے، حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ کی وفات کے بعد بیعت کے مسئلہ کے لیے اکابر صحابہؓ خصوصاً اہل شوریٰ حضرات میں موقعہ بموقعہ مشورہ کی مجالس منعقد ہوئیں ان میں باہم اس مقصد پر مذاکرات ہوتے وہ اکابر علماء نے نقل کیے ہیں وہ منقولات ان مناقشہ نما روایات کی تردید و تغلیط کرتی ہیں۔ لہذا مخالفت انگریز مناقشہ خیز روایات کو جنہیں منکر کہا جاتا ہے، ناقابل اعتماد سمجھا جائے گا۔ اور معروف روایات پر اعتماد کیا جائے گا۔ اس مقام کی معروف روایات میں سے ایک روایت ہم یہاں بطور نمونہ نقل کرتے ہیں جس کو علامہ سفارینی ضبلی نے عقیدۃ السفارینی میں اس بحث کے تحت نقل کیا ہے۔ اور شہور مؤرخ ابن خلدون نے بحث بیعت کے مقام میں اس کو درج کیا ہے:

..... وكانت ما يبعته بعد موت عمر بثلاث ليالٍ وكان  
عبد الرحمن بن عوف قبيلاً ان يخطئ عنهما احدٌ فقد خلا بعثمان فقال  
له فان لم يبا ببعك فمن تشير عليّ؟ قال عليٌّ وقال لعليٌّ ان لم



نبا یبک فمن تشیر علیّ؟ قال عثمان اثم دعا الزبیر فقال ان لم  
نبا یبک فمن تشیر علیّ؟ قال علی او عثمان الخ

(۱) تاریخ ابن خلدون بلدثانی ہص ۹۹۶ بحث مقفل عمر

وامر الشوری وبعیۃ عثمان طبع بیروت لبنان۔

(۲) "لوائح الانوار البہیۃ" المعروف بعتیۃ السفارینی

للیخ محمد بن احمد السفارینی جلد ۲، ص ۳۱، بحث

مذکور، مطبوعہ مصر۔ سن طباعت ۱۳۲۳ھ

حاصل یہ ہے کہ حضرت فاروق اعظم کی وفات کے بعد تین یوم کے اندر حضرت  
عثمانؓ سے بیعتِ خلافت کی گئی۔ عبدالرحمن بن عوف نے حضرت عثمانؓ کو خلوت میں بلے جا کر  
ان سے کہا کہ اگر ہم لوگ آپ سے بیعت نہ کریں تو آپ دوسرے کس شخص کے حق میں  
مشورہ دیتے ہیں؟ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ پھر علی بن ابی طالب کے حق میں مشورہ دیتا  
ہوں۔ اسی طرح حضرت علیؓ سے الگ ہو کر عبدالرحمن بن عوف نے مشورہ طلب کیا کہ اگر  
ہم آپ سے بیعت نہ کریں تو کس شخص کے حق میں آپ کی رائے ہے؟ حضرت علیؓ نے کہا  
کہ عثمان بن عفان سے بیعت کی بات ہے، پھر عبدالرحمن نے حضرت زبیر بن عوام کو بلا کر بیعت  
کیا کہ اگر ہم لوگ آپ سے بیعت نہ کریں تو آپ کا کیا خیال ہے؟ تو زبیر نے کہا کہ علی یا  
عثمان رضے سے بیعت کی ہوتے۔

## خلاصہ

یہ ہے کہ فریقین کے حوالہ جات سے واضح ہوتا ہے کہ دونوں اکابرین رسیدنا  
عثمانؓ و سیدنا علیؓ کے درمیان مسئلہ خلافت خوش اسلوبی سے طے ہو گیا تھا۔ اس

مروج پر کوئی ہنگامہ آراتی نہیں ہوئی، کوئی فتنہ و فساد نہیں ہوا۔  
 اور کسی واقعہ پر رائے زنی کرنا اہل فہم و فکر کے نزدیک کوئی قبیح امر نہیں اور کسی  
 چیز کے متعلق اظہارِ خیالات کرنا عقلمندوں کے ہاں کوئی جرم نہیں بلکہ اس کو مستحسن  
 سمجھا جاتا ہے۔ بس اسی قدر واقعات پیش ہوئے اور انہی حدود کے اندر اندر  
 بیعت عثمانی کا مسئلہ اتمام پذیر ہو گیا تھا۔

● مسئلہ خلافت میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوئی انقباض واقع  
 نہیں ہوا اور کسی قسم کی روگردانی نہیں پائی گئی۔ واقعہ ہذا سے پہلے یہ حضرات جس  
 طرح باہم متفق تھے اس کے بعد بھی اسی طرح ان کے بہترین تعلقات قائم رہے۔  
 عثمانی دور کے تمام ایام میں دو بارہ یوم کم بارہ سال تھے، حضرت علیؑ حضرت  
 عثمانؓ کے ساتھ امورِ خلافت میں معاون و مددگار رہے۔

یہ سب چیزیں صاف بتلاتی ہیں کہ حضرت عثمان ذی النورینؓ کے ساتھ حضرت  
 علیؑ کی بیعت شرح صدر کے ساتھ واقع ہوئی تھی، کسی مجبوری و مقہوری کے  
 تحت نہیں ہوئی تھی۔

● نیز یہ چیز بھی فریقین کے بیانات سے واضح ہوتی ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰؑ اور  
 سیدنا عثمانؓ کے درمیان قبائلی تعصب اور خاندانی گروہ بندی ہرگز نہ تھی اور نہ ہی  
 یہ مسائل نسلی عصبیت کے زاویہ نگاہ سے طے کیے جاتے تھے۔



# باب سوم

اس باب میں سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سیدنا علی المرتضیٰ کے ساتھ مختلف نوعیت کے روابط نیز فضائل و مناقب اور تعلقات ذکر کیے جائیں گے جو سیدنا علی المرتضیٰ کی زبان مبارک سے منقول ہیں یا دیگر ہاشمیوں نے بیان کیے ہیں۔ آخر بحث میں شیعہ حضرات کی معتبر کتب سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت و منقبت کی چند چیزیں نقل کی جائیں گی۔

— اس نوع کی ایک ایک فضیلت مستقل عنوان کی حیثیت رکھتی ہے اور اس میں اس چیز کی دعوت نہ کر موجود ہے کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ، سیدنا عثمان ذوالنورین کو کیا کچھ سمجھتے تھے؟ کس مقام پر فائز امام نبیان فرماتے تھے؟ ان بزرگوں کا باہم رشتہ عقیدت کس درجہ مضبوط تھا؟ اور تعلقِ مودت کس طرح مربوط تھا؟

یہ تمام عنوانات ان مندرجات میں تحقیق موجود ہیں منسفاً غور و غوض کی ضرورت ہے اور واقعات کی شکل میں حقائق پیش خدمت ہیں، تدبیر فرمادیں۔

— ہر فضیلت کے بعد نتائج ذکر کرنے کے بجائے آخر بحث میں کچھ مختصر بات تحریر کیے جائیں گے جو نہایت قابل التفات ہونگے اور انہیں بنظر غائر ملاحظہ کرنا مفید ہوگا۔

## حضرت علیؑ کے نکاح اور شادی میں حضرت عثمانؑ کی طرف سے مخلصانہ اعانت اور امداد

— جب حضرت علیؑ کا حضرت فاطمہؑ کے ساتھ نکاح ہوا اس کی ضروری تفصیلات مصححہ صدیقیؒ میں (بحث نکاح ہذا) کے تحت قبل انہیں درج کر دی گئی ہیں۔ اب یہاں صرف یہ ذکر کرنا ہے کہ حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ الزہراءؑ کی شادی کے لیے جو سامان خرید کیا گیا یا اس موقع کی دیگر ضروریات مہیا کی گئی تھیں وہ تمام تر نقدی حضرت عثمانؑ نے حضرت علیؑ کو ہدیہ و ہبتہ عنایت فرمائی تھی اور انہوں نے بخوشی قبول کر لی تھی پھر نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف میں جب عثمانی ہدیہ کی خبر پہنچائی گئی تو نبی کریمؐ نے حضرت عثمانؑ کو بہت بہت دعائیں دیں۔

سُنّی و شیعہ کتابوں میں یہ واقعہ درج ہے ملاحظہ فرمایا جائے۔

اختصاراً صرف چند حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔

### شرح مواہب اللدنیہ سے

مواہب اللدنیہ بح شرح زرقانی بلدثانی بحث تزویج علیؑ میں منقول ہے کہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی و نکاح کی ضروریات پورا کرنے کے لیے حضرت علیؑ کو ارشاد فرمایا کہ:

فبعنا الدرع) فبعنا من عثمان بن عفان بأربع مائة وثمانین

درهما ثم ان عثمان رد الدرع الی علیؑ فباع بالدرع والدرع اجمالی

المسطفی صلی اللہ علیہ وسلم فدعا لعثمان بدعوات الخ

زررقانی علی المواہب، ج ۲، ص ۳۔ بحث تزویج علی بفاطمہ  
طبع مصر الطبعة الأولى، سن طباعت ۱۳۲۵ھ

یعنی تو اپنی زرہ کو فروخت کر دے حضرت علیؑ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی زرہ  
عثمان بن عفان کو چہار سو اسی درہم میں بیچ دی۔  
اس کے بعد عثمان بن عفان نے وہ زرہ پھر علیؑ المرقتنی کو واپس  
کر دی حضرت علیؑ نے زرہ اور درہم نقدی، دونوں  
چیزیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر پیش کر دیں اور عثمانؓ کا یہ  
تمام ماجرا بیان کیا تو سرور دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کے  
حق میں بہت دعائیں فرماتیں۔“

### کشف الغمہ فی معرفۃ الاممہ اور بحار الانوار سے

ساتویں صدی ہجری کے شیعہ عالم علی بن عیسیٰ الاربلی نے اپنی کتاب کشف الغمہ فی معرفۃ  
الائمہ جلد اول ذکر تزویج علیؑ بفاطمہؑ میں اور مجلسی نے بحار الانوار میں اس واقعہ کو مفصل  
نقل کیا ہے حضور علیہ السلام نے علیؑ بن ابی طالب کو فرمایا کہ اپنی زرہ بیچ ڈالیے۔

قال علیؑ فالسلقت وبعته بربع مائۃ درہم (سود عجویریۃ)

من عثمان بن عفان فلما قبضت الدرہم منه قبض الدرہم منی قال  
یا ابا الحسن الست اولی بالدرہم منك؟ وانت اولی بالدرہم منی؟  
فقلت بلی قال فان الدرہم ہدیۃ منی الیک۔ فانذت الدرہم  
والدرہم واقبلت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فطرحت  
الدرہم والدرہم بین یدیه واخبرته بما کان من امر عثمان  
فدعاه بالخیر۔

لا، کشف الغمہ فی معرفۃ الاممہ از علی بن عیسیٰ الاربلی جلد اول ذکر تزویج

علیؑ بفاطمہؑ، ص ۴۸۵ مع ترجمۃ المناقب فارسی۔ طبع جدید طبران،

(۲) بحار الانوار مآثر مجلسی، ص ۳۹-۴۰، جلد عاشر، باب تزویج فاطمہ علیہ

ری یعنی حضرت علیؑ کہتے ہیں کہ (حسب ہدایت نبوی) میں نے جا کر اپنی زہرہ عثمان بن عفان کو چار صد درہم کے عوض میں فروخت کر دی جب درہم میں وصول کر لیے اور زہرہ عثمان بن عفان نے لے لی تو اس کے بعد عثمانؓ فرماتے لگے کہ اے ابن ابی طالب! زہرہ اب میری ہو چکی اور درہم آپ کے ہو چکے؟ میں نے کہا بالکل ٹھیک ہے۔

اس کے بعد عثمانؓ نے فرمایا کہ یہ زہرہ آپ کو میری طرف سے بطور ہدیہ و تحفہ پیش خدمت ہے۔ تو میں نے درہم اور زہرہ دونوں چیزیں سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی خدمت اقدس میں لاکر حاضر کر دیں اور عثمانؓ کا میرے ساتھ یہ سن معاملہ بھی بیان کیا تو سردارِ دو جہاں نے عثمان بن عفان کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔“

## حضرت عثمانؓ کا حضرت علیؓ کے نکاح کا شاہد گواہ ہونا

— حضرت علی المرتضیٰؓ کے نکاح کے لیے جو مجلس منعقد ہوئی اس میں دیگر صحابہ کرامؓ کے ساتھ حضرت عثمان غنیؓ کو بھی مدعو کیا گیا اور نکاح ہذا علی المرتضیٰؓ کی تزویج حضرت فاطمہؓ کے ساتھ ہونے کا گواہ اور شاہد قرار دیا گیا۔ فریقین کی کتابوں میں یہ واقعہ مذکور ہے۔

محَب الطبری نے ریاض النضرۃ و ذخائر العقبیٰ ہر دو کتابوں میں یہ مسئلہ ذکر کیا ہے۔

— سردارِ دو عالم نبی کریم علیہ السلام و التسلیم نے حضرت انسؓ کو فرمایا کہ اَشْرَحِ اَدْعٰی اَبَا بَكْرٍ و مَرْوَةَ عُمَانَ و عِبْدَ الوَسْمٰنِ بِنِ سَوْتٍ و سَعْدِیْنَ

ابى وذاصن وطلحة و الزبير وبعده من الانسار قال فدعوتهم  
فلما اجتمعوا عندها كلهم واخذوا بحالسه . . . . . ثم قال  
النبى صلى الله عليه وسلم ان الله تعالى امرنى ان اذوج  
فاطمة . . . . . من على بن ابى طالب فاشهدوا لى قدا  
زوجه

(۱) رياض النضرة فى مناقب العشرة، ص ۲۴۱، ج ۲، باب  
نزويج فاطمة من علىؑ۔

(۲) ذخائر العقبى فى مناقب ذوى القربى المحب الطبرى، ص ۳  
باب نزويج فاطمة۔

حاصل یہ ہے کہ

”انسؓ کہتے ہیں کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ  
جاؤ ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و عبد الرحمنؓ و سعدؓ و طلحةؓ و زبیرؓ کو اور چند آدمی انصاف  
سے بلا لاؤ۔ حضرت انسؓ ان تمام حضرات کو بلا لائے جب یہ سب  
حضرات حاضر خدمت ہو کر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے تو نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہؓ کا نکاح  
علی بن ابی طالبؓ سے کر دوں پس تم لوگ اس چیز کے گواہ اور شاہد  
ہو جاؤ کہ میں نے علیؓ سے فاطمہؓ کا نکاح کر دیا۔ اور چار سو مثقال مہر  
مقرر کر دیا ہے۔“ الخ

۔۔۔ اس واقعہ کو شیعہ علماء نے بھی اپنی عمدہ تصانیف میں قریباً اسی طرح

نقل کیا ہے۔ اختصار عبارت کے ساتھ اس کو درج کیا جاتا ہے ملاحظہ فرمادیں  
”کشف الغمہ“ میں علی بن عیسیٰ اربلی ذکر کرتے ہیں کہ :

عن انس قال كنت عند النبي صلى الله عليه وسلم  
 . . . . . فقال، فانطلق فادع لي ابا بكر وعمر وعثمان و  
 علياً وطلحة والزبير وبعدهم من الانصار قال فانسلفت  
 فدعوتهم له فلما ان اخذوا مجالسهم قال رسول الله صلى  
 الله عليه وسلم . . . . . ثم اني اشهدكم اني قد  
 زوجت فاطمة من علي بن ابي طالب مائة مثقال فضة - الخ

(۱) کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ لعلی بن عسکری الاربلی المتوفی ۳۸۶ھ

جلد اول، ص ۴۱-۴۲ ترجمہ المناقب فارسی - باب

تزویدج فاطمہ - طبع جدید طہرانی -

(۲) المناقب للخوارزمی، ص ۲۴۲ - باب تزویدج مذکورہ الفصل

العشرون، ص ۲۵۲ و ۲۵۳ - مطبع حیدرآباد نجف اشرف

عراق - سن طباعت ۱۳۸۵ھ  
 ۱۹۶۵ع

(۳) بحار الانوار لاباقر مجلسی، جلد عاشر، ج ۱۰، ص ۳۷-۳۸

باب تزویدج فاطمہ - طبع ایران

خلاصہ یہ ہے کہ:

انس کہتے ہیں کہ میں نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر  
 تھا . . . . . نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا کہ جاؤ  
 ابو بکر و عمر و عثمان و علی و طلحہ و زبیر کو اور اتنی تعداد میں انصار کو میرے پاس  
 بلا لاؤ۔ میں چلا گیا اور ان سب حضرات کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی  
 خدمت میں بلا لایا۔ جب یہ سب لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے تو نبی کریم نے  
 ارشاد فرمایا . . . . . میں تم سب حاضرین مجلس کو اس بات کا گواہ او



شہادہ قرار دیتا ہوں کہ میں نے چار سو منقال مہر کے عوض میں فاطمہؓ کا نکاح  
علی بن ابی طالب سے کر دیا۔“

(۲)

## حضرت عثمانؓ کے مومن، صالح، متقی، محسن ہونے کی مرتضوی شہادت

— حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا زمانہ تھا۔ ان کی جماعت  
کے ایک شخص نے ان سے دریافت کیا کہ اگر لوگ مجھ سے سوال کریں کہ آپ کے امیر المؤمنین  
حضرت عثمانؓ کے متعلق کیا خیالات ہیں؟ تو میں جواب میں کیا ذکر کروں؟ حضرت علیؓ نے  
فرمایا کہ:

— اخبرهم ان قولي في عثمان احسن القول ان عثمان كان  
من الذين آمنوا وعملوا الصالحات ثم اتقوا وآمنوا ثم اتقوا  
واحسنوا واولئک يحبب الله المحسنين۔

یعنی فرمایا کہ عثمانؓ کے حق میں میرا بہت عمدہ خیال ہے۔ یقیناً عثمانؓ  
ان لوگوں میں سے ہیں جن کے حق میں قرآن مجید میں اللہ کریم نے ارشاد  
فرمایا کہ:

وہ لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے، پھر تہمیز کاری کی۔ اور  
یقین کیا، پھر تقویٰ اختیار کیا اور نیکو کاری کی، اللہ نیکو کاری کرنے  
والوں کو پسند کرتا ہے۔“

حضرت علیؓ کا یہ فرمان مندرجہ ذیل کتب میں اپنے اپنے الفاظ میں مذکور ہے اور

مضمون واحد ہے۔

(۱) — "المصنف" لابن ابی شیبہ جلد رابع (قلمی)، ص ۱۰۱، سطر ۷۔ باب الجمل،

کتب خانہ، پیر جھنڈا سندھ

(۲) — کتاب انساب الاشراف للبلذری۔ باب امر عثمان بن عفان، ج ۵، ص ۵

طبع جدید (یروشلم)۔

(۳) — المستدرک للحاکم، ج ۳، ص ۱۰۴۔ کتاب معرفۃ الصحابہ۔ باب منقل

عثمان۔ طبع اول دکن۔

(۴) — "الاستیعاب" لابن عبد البر۔ مع اصحابہ، جلد ثالث، ص ۷۲۔ تذکرہ عثمان

طبع مصر۔

(۵) — "کنز العمال" لعلی المتقی الہندی۔ (بحوالہ ابن مردویہ۔ کر)۔ جلد سادس، ص ۳۷۹،

باب فضائل ذی النورین عثمان بن عفان۔ روایت ۵۸۷۹۔ طبع اول۔

حافظ ابن کثیر عماد الدین دمشقی نے اپنی مشہور تصنیف البدایہ والنہایہ جلد سابع

میں سیدنا عثمان بن عفان کے حالات کے تحت حضرت علی المرتضیٰ کی ایک اور روایت

ذکر کی ہے اس میں حضرت عثمان کے چند مزید خصائص حمیدہ کا بیان ہے، عبارت ملاحظہ

وفی روایتنا قال کان عثمان رشی اللہ عنہ خیرنا، واصلنا

لذرحہ وانشانا جیاءوا احسننا طہوراً، وانشانا نابت حرد

جیل" — وفی الابوابۃ قال علی کان عثمان ارسلنا للرحم الخ

(۱) البدایہ، ج ۷، ص ۱۹۴۔ تحت حالات عثمان۔

(۲) الاصابہ مع استیعاب، ج ۲، ص ۴۵۵۔ تذکرہ عثمانی۔

یعنی علی المرتضیٰ نے فرمایا کہ عثمان بن عفان ہم میں سے بہترین شخص تھے اور

صلہ رحمی کرنے والے تھے اور زیادہ حیا دار اور پاکیزہ تھے۔ اللہ سے بہت

خوف کرنے والے تھے“

اس فرمان کی ایک اور روایت سے بھی تائید ہوتی ہے جسے ابوالقاسم السہمی المتوفی ۲۷۶ھ نے اپنی تصنیف ”تاریخ جرجان“ میں حضرت علیؑ سے ذکر کیا ہے۔

..... فقال له عليؑ باني انت وامي يارسول الله قد كنا

عندك جماعة فها غطيتنا وجاء عثمان فغطيتنا فقال اني استعجبى  
ممن استعيت منه الملائكة“

(تاریخ جرجان، ص ۳۲۷، تالیف ابوالقاسم حمزہ بن یوسف

السہمی طبع دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن)

”..... یعنی حضرت علیؑ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے

عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ آپ نے

ہماری موجودگی میں پاؤں نہیں ڈھانکے مگر عثمانؓ کے آنے پر آپ نے کپڑا

ڈال لیا ہے تو جواب میں فرمایا کہ عثمانؓ سے خدا کے ملائکہ جیا کرتے ہیں،

میں بھی اس سے جیا کرتا ہوں“

(۳۷)

حضرت علیؑ کے بیانات کی روشنی میں حضرت عثمانؓ

کا لقب ”ذوالنورین“ چند دیگر فضائل کے ساتھ

— اس مضمون کے اثبات کے لیے یہاں مندرجہ ذیل روایات نقل کی جاتی

ہیں۔ ایک نزال بن سبرۃ سے مروی ہے۔ اس کو متعدد علماء نے تخریج کیا ہے۔ دوسری

کثیر بن مرۃ سے منقول ہے۔

## پہلی روایت

روى ابو الخيشمة فى فضائل الصحابة من طريق الضحاك  
عن النزال بن سبرة قلنا لعلی حدّثنا عن عثمان قال ذاك امرء  
يدعى فى الملاء الاعلى ذا النورين ۛ

(۱) الاصابہ معہ استیعاب ج ۲ ص ۴۵۵، تذکرہ عثمانؓ  
واخرج ابو خيشمة فى فضائل الصحابة وابن عساكر عن علي بن  
ابى طالب انه سئل من عثمان فقال ذاك امرأ يدعى فى الملاء  
الاعلى ذا النورين كان تحت رسول الله صلى الله عليه وسلم  
على ابنتيه -

(۲) تاریخ الخلفاء للسيوطی، ص ۱۰۵۔ تذکرہ عثمان بن عفان، مطبع  
مجتبائی دہلی -

(۳) کنز العمال، ج ۶، ص ۳۷۳، روایت ۵۸۰۶۔ باب  
فضائل ذی النورین عثمانؓ۔

خلاصہ روایات یہ ہے کہ نزال بن سبرہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم نے  
حضرت علی المرتضیٰ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ عثمان بن عفان کے مقام  
کے متعلق بیان فرمادیں تو آپ نے فرمایا کہ عثمانؓ وہ شخص ہیں جن کو ملا  
اعلیٰ یعنی آسمانوں پر فرشتوں کی جماعت میں ذوالنورین کے لقب  
سے یاد کیا جاتا ہے۔ حضور علیہ السلام کے داماد ہیں۔ نبی کریم کی دو  
صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے ان کے نکاح میں آئیں۔“

## دوسری روایت

کثیرین مرہ ناقل ہے، علی متقی ہندی نے ابن عساکر کے حوالہ سے کنز العمال میں

اس کو ذکر کیا ہے۔

— عن کثیر بن مرثد قال سئل علی بن ابی طالب عن عثمان قال  
نعم لیسلی فی السماء الرابعة ذال النورین وزوجه رسول الله  
صلی الله علیه وسلم واحدة بعد واحدة ثم قال رسول الله  
صلی الله علیه وسلم من یشترئ بیتاً یزیده فی المسجد غفر الله  
له فاشترک عثمان فزاده فی المسجد فقال رسول الله صلی الله علیه  
وسلم من یشترئ مرید بنی فلان فیجعلہ صدقة للمسلمین  
غفر الله له فاشترک عثمان فجعلہ صدقة علی المسلمین فقال  
رسول الله صلی الله علیه وسلم من یمتد هذا الجیش یعنی جیش  
العسرة غفر الله له فجعلهم عثمان حتی لم یبقوا عقلاً۔

دکنر العمال، ج ۶، ص ۳۶۹ (بحوالہ ابن عساکر) روایت ۵۸۶۵  
باب فضائل ذی النورین عثمان، طبعات اول، دکن

حاصل کلام یہ ہے کہ:

حضرت علی المرتضیٰ سے بعض آدمیوں نے حضرت عثمانؓ کے حق میں سوال کیا تو  
— آپ نے فرمایا وہ بہترین شخص تھے، چوتھے آسمان پر ان کا نام ذوالنورین تحریر کیا  
گیا۔ اور نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بچے بعد دیگرے اپنی دو صاحبزادیاں  
نکاح کر دیں۔

۲— پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایک مکان خرید کر مسجد میں اضافہ  
کر دے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کی مغفرت فرمادیں گے۔ عثمانؓ نے وہ مکان خرید کر  
مسجد میں ملا دیا۔

۳— پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمان دیا کہ فلاں قبیلہ کا مرید (یعنی باڑھ) خرید کر

عام مسلمانوں کے لیے جو آدمی وقت کرے گا اُس کے لیے بخشش و مغفرت ہوگی۔ عثمان بن عفان نے وہ مکان خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا۔

۴۔ پھر حضور علیہ السلام نے فرمان جاری کیا کہ حبش العسرة یعنی غزوة تبوک والے لشکر کے لیے تیاری کا سامان جو شخص پیش کرنے کا اللہ تعالیٰ اس کو بخش دینگے، تو عثمان نے پالان کسے کی رشتی تک سامان لشکر مہیا کر دیا۔

## علماء کا ایک قول

علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء و بحث فضائل عثمانی میں علماء کا ایک قول نقل کیا ہے ہم بھی ناظرین کے افادہ کے لیے یہاں درج کرتے ہیں۔ قبل ازیں باب اول میں اس کا بعض حصہ نقل ہو چکا ہے۔

«قال العلماء ولا يعرف احد تزوج بنتی نبی غیرہ ولذاک  
دستی ذ النورین فهو من السابقین الاولین واول المهاجرین  
واحد العشرة المشهور لهم بالجنة واحد الستة الذین توفی  
رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو عنهم راضٍ و احد الصحابة  
الذین جمعوا القرآن، الخ»

(تاریخ الخلفاء سیوطی، ص ۵-۱۰ طبع مجتہبائی و ملی ذکر عثمان)

خلاصہ یہ ہے کہ علماء اُمت فرماتے ہیں:

(۱)۔ کہ حضرت عثمان بن عفان کے بغیر کوئی شخص ایسا نہیں گزرا جس کے نکاح میں نبی کی دو دختر آتی ہوں، اس وجہ سے ان کا نام ذوالنورین رکھا گیا۔

(۲)۔ عثمانؓ پہلے پہلے ایمان والے مسلمانوں میں سے تھے جنہیں سابقین اولین کہا جاتا ہے۔

(۳) — عثمانؓ اولین ہاجرین میں سے تھے (اور دو ہجرتوں کے ثواب حاصل کرنے والوں میں سے تھے)۔

(۴) — جن دس صحابہ کرامؓ کو حنث کی بشارت مل چکی ہے، ان میں سے ایک عثمانؓ تھے۔

(۵) — جن چھ آدمیوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم راضی رخصت ہوئے ان میں ایک عثمانؓ تھے۔

(۶) — جن صحابہ کرامؓ نے قرآن مجید جمع کیا ان میں سے ایک عثمانؓ تھے۔ رضی اللہ عنہ وعن کل الصحابة اجمعین۔

(۴)

## اُمّت میں مقامِ عثمانؓ کا تعین حضرت علی المرتضیٰؓ کی زبان سے

— سیدنا حضرت علیؓ نے اپنے دورِ خلافت میں ایک خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ اس خطبہ کو علامہ ابوبکر عبداللہ بن ابی داؤد بن سلیمان بن اشعث بختانی المتوفی ۳۱۶ھ نے کتاب المصاحف میں باسناد نقل کیا ہے، اس میں یہ مسئلہ مذکور ہے۔ ناظرین کرام توجہ فرمائیں۔

..... عن عبد خیر قال خطب علی رضی اللہ عنہ فقال

افضل الناس بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکرؓ و افضلهم

بعد ابی بکرؓ عمروؓ ولو شئت ان اسمی الثالث لستینتہ قال

فوقع فی نفسی من قوله ان اسمی الثالث لستینتہ فاتیت

الحسین، بن علی فقلت ان امیر المؤمنین حطب فقال ان افضل الناس بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر۔ وافضلہم بعد ابی بکرٍ عمرٌ۔ ولوشئت ان اسمی الثالث لستیتہ فوقہ فی نفسی فقال الحسین فقد وقع فی نفسی کما وقع فی نفسک فسألتہ فقلت یا امیر المؤمنین من الذی لوشئت ان تسمیہ لستیتہ؟ قال المذبح کما تذبیح المیترۃ ۹۹

رکتاب الصحاح لابن جریر عبد اللہ بن ابی داؤد السجستانی  
ص ۳۵-۳۶ طبع مصر تحت عنوان ماکتب عثمان من الصحاح

”یعنی عبد خیر ذکر کرتا ہے کہ (ایک دفعہ) حضرت علیؑ نے خطبہ دے کر فرمایا کہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام لوگوں سے افضل ابوبکرؓ ہیں اور ان کے بعد سب سے افضل عمرؓ بن الخطاب ہیں۔ اگر میں تیرے شخص کا نام ذکر کروں تو کر سکتا ہوں۔

عبد خیر کہتا ہے کہ میں نے خیال کیا تیسرا شخص کون ہے؟ یہ چیز میں نے حضرت حسین بن علیؑ سے دریافت کی تو انہوں نے فرمایا کہ میرے دل میں بھی یہ بات گزری تھی۔ پھر میں نے امیر المؤمنین علیؑ سے خود دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے جس کو لوگوں نے ذبح کر ڈالا جیسے گائے ذبح کی جاتی ہے۔ (یعنی افضلیت میں تیسرے شخص عثمان ہیں جن کو باغیوں نے وحشت ناک کیفیت سے شہید کر دیا)۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن جمیع الصحابہ (جمعین)۔



(۵)

## دین عثمان رضی کا مقام علی المرتضیٰ کی نظروں میں

— گذشتہ مسئلہ میں حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ کی زبانی حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین کا مقام تمام اُمت میں تیسرے نمبر پر مذکور ہوا۔  
اب یہ امر نقل کیا جاتا ہے کہ حضرت عثمان رضی کے دین کی اہمیت حضرت علی رضی کے قلب میں کیا تھی؟ اور حضرت عثمان رضی کے اسلام کو وہ کس قدر وزنی شمار کرتے تھے؟

— ابن عبد البر نے الاستیعاب فی اسماء الاصحاب (تذکرہ عثمانی) میں یہ قول نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

..... قال علی رضی اللہ عنہ من تبرأ من دین عثمان  
فقد تبرأ من الإیمان ۛ

(الاستیعاب مع اصحابہ، ج ۳، ص ۷۶۔ تذکرہ حضرت عثمان رضی)

یعنی حضرت علی رضی نے فرمایا کہ جس شخص نے حضرت عثمان رضی کے دین سے تبری و بیزاری اختیار کی یقیناً وہ اپنے ایمان و اسلام سے بری ہو گیا۔  
مطلب یہ ہے کہ حضرت علی رضی کے بیانات کے ذریعہ یہ مسئلہ فیصلہ شدہ ہے کہ جو آدمی حضرت عثمان رضی کو ایماندار نہیں جانتا وہ خود ایماندار نہیں۔ جو حضرت عثمان رضی سے بیزار ہوگا وہ دین اسلام سے بیزار ہوگا۔

## حضرت علیؑ کی جانب سے حضرت عثمانؓ کے متعلق سابق الخیرات اور غیر معذرتی اور حجتی ہونے کی گواہی

ذیل میں مرویات متضوی نقل کی جاتی ہیں جن میں مندرجہ مسائل درج ہیں۔  
(۱) علامہ البلاذری نے اپنی مشہور تصنیف انساب الاشراف جلد خامس،  
باب ام عثمان میں باسناد نقل کیا ہے۔

”... عن ابی سعید انھی محمد بن زیاد قال قال علیؑ انا والله  
علیؑ اشد الذی اتی به عثمان لقد سبقته له فی الله سوابق لا  
یعذبه بعدها ابداً“

(انساب الاشراف بلاذری، ج ۵، ص ۹، طبع بیروت سلم،  
یعنی حضرت علیؑ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں اسی نقش قدم پر چل رہا ہوں  
جس پر عثمانؓ آرہے تھے، اللہ کے دین کے معاملہ میں انہیں (خیرات و  
حنات میں) سبقتیں حاصل ہیں جن کے بعد اللہ تعالیٰ ان کو کبھی بھی  
عذاب نہیں دے گا۔

(۲) — علی متقی ہندی نے کثیرالعمال میں متعدد باسناد علماء کے حوالے سے  
حضرت علیؑ کا یہ قول نقل کیا ہے :-

— عن ابی سعید مولیٰ قد اتمتہ بن مشعون قال قال علیؑ وذلک  
عثمان اما والله لقد سبقته له سوابق لا یعذبه بئ اللہ بعدها  
ابداً“

(۱) — کنز العمال، ج ۶، ص ۳۷۳ - روایت ۵۸۰۷ بحوالہ ابن ابی الدنیا  
والحاکم فی البیہ - کر۔

(۲) — کنز العمال، ج ۶، ص ۳۷۹ - روایت ۵۸۷۸ بحوالہ ابن عساکر  
جلد سادس -

مطلب یہ ہے حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کا ذکر کیا فرمانے لگے کہ  
اللہ کی قسم ان کو بہت سے امورِ خیر میں سبقت حاصل ہے اس کے  
بعد ان کو اللہ تعالیٰ کبھی بھی عذاب نہیں دے گا۔

(۳) — ..... عن یوسف بن سعید مولیٰ حاطب عن محمد  
بن حاطب وكان قدم البصرة مع علی ان علیاً ذکر عثمان فقال و  
معہ عود یکت بہ ان الذین سبقت لہم منا الحسنی اذ ابیک  
عناً مبعدون - اولئک عثمان واصحاب عثمانؓ

رئساب الاشراف بلاذری، ج ۵، ص ۱۰۰ - باب

امر عثمان بن عفان طبع جدید بروشکم

حاصل یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کا ذکر کیا اور آپ کے ہاتھ  
میں ایک چھری تھی اس سے زمین کو بید رہے تھے - آیت نذا (تحقیق وہ لوگ  
جن کے لیے ہماری جانب سے وعدہ حسنی یعنی جنت مقرر ہو چکی ہے وہ  
دوزخ سے دُور کر دیتے جائیں گے) پڑھ کر فرمایا کہ یہ لوگ عثمانؓ اور ان کے  
ساتھی ہیں۔

(۴)

عثمانی خلافت میں حضرت علیؓ کا قرآن سناتا

— نوافل میں قرآن خوانی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دُور میں ہمیشہ

ہوتی تھی اور بعض اوقات جماعت سے ہوتی تھی۔ رمضان المبارک میں یہ مبارک کام باقاعدگی سے مسجد نبوی میں جاری رہتا تھا۔ خلافت عثمانی کے ایام میں بعض دفعہ حضرت علی المرتضیٰؓ یہ جماعت کرانے تھے، جو خلیفہ کے ساتھ ان کے درست تعلقات ہونے کا بہترین ثبوت ہے۔

چنانچہ یہ واقعہ محدثین نے مندرجہ ذیل عبارت میں درج کیا ہے:

... قتادة عن الحسن ابن علي بن ابي طالب في زمن عثمان  
عشرين ليلة ثم اختبس فقال بعضهم قد نفرغ لنفسه ثم  
امم ابو حليمه معاذ القاري فكان يقنت "

کتاب قیام اللیل و قیام رمضان والوتر ص ۱۵۵۔ از محدثین  
نصر الروزی المتوفی ۲۹۵ھ۔ باب صلوة النبی صلی اللہ علیہ  
وسلم جماعۃ لیلاً تطوعاً فی شہر رمضان۔

حاصل یہ ہے کہ:

”قتادہ نے حسن سے نقل کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
کی خلافت کے دوران حضرت علی بن ابی طالبؓ نے ہمیں بیس راتیں  
(تراویح) کی امامت کرائی اور نماز پڑھائی، پھر (بقیہ راتوں میں) رک گئے  
دنہ تشریف لاتے۔ بعض لوگ کہنے لگے کہ حضرت مرتضیٰ الگ ہو کر اپنی  
عبادت میں لگ گئے۔ پھر ابو حلیمہ معاذ القاری نے ان لوگوں کی امامت  
کرائی وہ دعائے فنوت پڑھتے تھے“

## حضرت علیؓ کا قرآن عثمانی کی سماعت کرنا

محدث عبد الرزاق نے اپنے ”مصنف“ جلد ثانی میں یہ واقعہ نقل کیا ہے:-

— عبد الرزاق عن ابن عيينة عن مسعر عن الحسن بن سعد  
عن ابيه قال اقبلت مع علي بن ابي طالب من ينبع، قال فصام  
علي وكان علي راكباً وافطرت لاني كنت ماشياً حتى قدمنا المدينة  
ليلاً فمورنا بدار عثمان بن عفان فاذا هو يقراً قال فوقف علي  
يستمع قراءته ثم قال علي اتته يقداً وهو في سورة او قال في سورة  
النحل - قال ابو بكر وعبد الرزاق (أخبرت ان بين يثبع وبين  
المدينة اربعة ايام -

المصنف عبد الرزاق، جلد ۲، ص ۵۰، طبع بيروت من جانب  
مجلس علمی کراچی، ڈابھیل،

”یعنی حسن بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ینبع کے مقام  
سے حضرت علیؑ کے ساتھ میں واپس آیا، حضرت علیؑ روزہ دار تھے اور  
سواری پر سوار تھے اور میں پیدل ہونے کی وجہ سے روزہ دار نہ تھا،  
رات کے وقت ہم مدینہ پہنچے، حضرت عثمان بن عفان کے مکان کے پاس  
سے گزر ہوا وہ قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے حضرت علیؑ ٹھہر گئے اور  
ان کی قرأت سننے لگے، پھر حضرت علیؑ نے فرمایا کہ یہ فلاں سورۃ (یعنی  
سورۃ نحل) سے تلاوت کر رہے ہیں۔

ابو بکر عبد الرزاق (صاحب کتاب) کہتا ہے کہ مدینہ طیبہ اور مقام  
ینبع کے درمیان چار یوم کی مسافت تھی“

### تنبیہ

ناظرین کرام کو معلوم ہونا چاہیے کہ ینبع کے مقام میں حضرت علیؑ کی جاگیر فرزوعہ  
زمین تھی جو خلافت فاروقی میں حضرت عمرؓ نے حضرت علیؑ کے لیے متعین فرمادی تھی،

اس کی ہنگامہ داشت کے لیے گاہے گاہے حضرت علی وہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔  
قبل ازین حصہ فاروقی کے باب دوم کے آخر میں صفحہ ۱۸۹، ۱۹۰ پر اس کا ذکر ہو  
چکا ہے۔

(۸)

## حضرت عثمان کا حضرت علی کو سواری عنایت فرمانا

— اس واقعہ کو حافظ ابو نعیم اصفہانی را محمد بن عبد اللہ المتوفی ۳۳۴ھ نے  
اپنی مشہور تصنیف اخبار اصفہان یا تاریخ اصفہان جلد ثانی میں محمد بن محمد بن یوسف الکی الجرجانی  
کے تذکرہ کے تحت لکھا ہے، یہ تمام کتاب با سند ہے۔ اور واقعات کو سند کے ساتھ  
ہی درج کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

”..... عن انس قال جاء علي رضي الله عنه الى النبي صلى  
عليه وسلم ومعه ناقه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم  
ما هذه الناقة؟ قال حملني عليها عثمان فقال النبي عليه  
السلام يا علي اتق الدنيا فان من كثرت نسبة كثرت شغلته ومن  
كثرت شغلته اشتد حرصه ومن اشتد حرصه كثرت همته و  
نسي ربه فما ظنك يا علي بمن نسي ربه؟“

اخبار اصفہان، ج ۲، ص ۲۸۹ تحت تذکرہ

محمد بن محمد بن یوسف الکی الجرجانی

”یعنی انس کہتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں  
ایک دفعہ حضرت علی المرتضیٰ عنانہ (یعنی اونٹنی) پر سوار ہو کر پہنچے۔ آپ نے  
فرمایا یہ کس کی اونٹنی ہے؟ کیسی ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض

کیا کہ عثمان بن عفان نے مجھے سواری کے لیے دی ہے۔

دیکھ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو ترک ماسوی اللہ اور تعلق باللہ کے متعلق چند نصائح فرمائے، فرمایا اے علیؓ! دنیا داری سے بچو! جس کا دنیا سے تعلق کثیر ہو جاتا ہے اس کے شغل و مشاغل زیادہ ہو جاتے ہیں۔ جتنے مشاغل ہوں تو حرص بڑھ جاتی ہے۔ جب حرص و لالچ بڑھ جائے تو افکار و غم بہت ہو جاتے ہیں اور اپنے رب کو انسان فراموش کر دیتا ہے۔ جو شخص اپنے رب کو بھلا دے اے علیؓ! تو اس کے حق میں کیا گمان رکھے گا؟ (۹)

## حضرت عثمانؓ کا حضرت علیؓ المرتضیٰ کو دعوتِ طعام دینا

— حدیث کی مشہور کتاب سنن ابی داؤد، جلد اول، ابواب الحج میں دعوتِ طعام کا واقعہ ہذا مذکور ہے:

”..... وكان الحارث خليفته عثمان رضي الله تعالى عنه على الطائف فصنع لعثمان طعاما فيه من العجول واليعاقب ولحم الوحش فبعث الى علي رضي الله عنه فجاءه الرسول وهو يخطب لآباء عرله فجاء وهو ينفذ الخطب عن يده فقالوا له كل فقال اطعموا قوما حلالا فان اخدم المنة“

دا سنن ابی داؤد، ج ۱، ص ۲۶۳۔ باب لحم الصيد

لمحرم۔ کتاب الحج۔ طبع مجتباتی دہلی

حاصل یہ ہے کہ حضرت امیر المؤمنین عثمانؓ کی طرف سے طاقت کے علاقہ پر الحارث نامی ایک شخص امیر تھا۔ اس نے حضرت عثمانؓ کے لیے

طعام تیار کر کے ارسال خدمت کیا۔ طعام میں چکورو وغیرہ پرندے اور جنگلی حلال جانور (گورخرو وغیرہ) پکے ہوئے تھے۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ کی طرف آدمی بھیجا کہ طعام کے لیے تشریف لائیے۔ اس وقت حضرت علیؓ اپنے اونٹوں کے لیے درختوں کے پتے جھاڑ کر ہاتھ صاف کر رہے تھے۔ عرض کیا گیا کھانا تیار ہے، تناول فرمائیے۔ آپ نے معذرت کرتے ہوئے فرمایا کہ جو لوگ احرام نہیں باندھے ہوئے (غیر محرم ہیں) ان کو یہ طعام کہلائیے۔ ہم لوگ احرام باندھے ہوئے ہیں (محرم کے لیے) شکار کے گوشت کا کھانا درست نہیں۔“

## حضرت عثمانؓ کے حق میں ہاشمیوں کے بیانات

— قبل ازین عموماً حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمودات اور واقعات حضرت عثمانؓ کے متعلقہ نقل کیے گئے ہیں، اس کے بعد حضرت علیؓ کی اولاد اور چچا زاد بھائیوں کے بیانات میں سے چند اشیاء درج کی جاتی ہیں۔ ان میں حضرت سیدنا عثمانؓ ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی فضیلت و عظمت و اہمیت کا ذکر کیا گیا ہے۔

(۱۰)

## حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا بیان

علامہ محمد بن یحییٰ بن ابی بکر الاندلسی المتوفی ۴۴۱ھ نے اپنی تصنیف ”کتاب التہبید والبیان فی مقتل الشہید عثمان“ میں کتاب الشریعہ کے حوالہ سے ابن عباسؓ کی روایت نقل کی ہے اور محب الطبری نے ریاض النضرۃ میں بھی ذکر کی ہے۔ اور کتاب ازالۃ الخفا میں شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے اس روایت کو درج کیا ہے۔



روى الآجورى في كتاب الشريعة باسناده عن ميمون بن  
 مهران عن عبد الله بن عباس رضى الله عنهما قال قحط المطر  
 وعلى عهد ابى بكر الصديق فاجتمع الناس الى ابى بكر فقالوا  
 السماء لهم تمطرو الارض لم تنبت والناس في شدة شديدة  
 فقال ابو بكر الصديق انصرفوا واصبروا فانكم لا تمسون حتى  
 يفرج الله الكوم عنكم فما لبثنا الا قليلا ان جاء اجد عثمان  
 من الشام فجاءته مائة راحلة ببرا وقال طعاما فاجتمع  
 الناس الى باب عثمان فقرعوا عليه الباب فخرج اليهم عثمان  
 في ملأ من الناس فقال ما تشاؤون وقالوا الزمان قد قحط  
 السماء لهم تمطرو الارض لا تنبت والناس في شدة شديدة  
 وقد بلغنا ان عندك طعاما فبعنا حتى نوسع على فقراء  
 المسلمين فقال عثمان حبا وكروا منه ادخلوا فاشتروا فدخل  
 التجار فاذا الطعام موضوع في دار عثمان فقال معشر التجار  
 كم ترجونى على شراى من الشام وقالوا للعشرة اثنا عشر  
 قال عثمان نادونى قالوا للعشرة اربعة عشر قال عثمان قد  
 نادونى قالوا للعشرة خمسة عشر قال عثمان قد نادونى  
 قال التجار يا ابا عمرو ما بقى في المدينة تجار غيرنا فمن  
 الذى زادك قال زادنى الله عز وجل بكل درهم عشرة  
 اعندكم زيادة قالوا اللهم لا قال فاقى اشهد الله انى قد جعلت  
 هذا الطعام صدقة على فقراء المسلمين قال ابن عباس  
 فرأيت من ليلتى رسول الله صلى الله عليه وسلم يعنى في

المنام وهو على بردون ابلق عليه حلة من نور وهو مستعجل  
فقلت يا رسول الله فقد اشتد شوقی الیک والی کلامک فاین  
تبادر؟ فقال یا ابن عباس ان عثمان بن عفان قد تصدق بصدقة  
واق الله عزوجل قد قبلها منه وزوجه بما عرسا فی الجنة وقد بعینا  
الی عرسه... الخ

(۱) کتاب التہید والبیان فی مقتل الشہید عثمان، ص ۲۳۲-۲۳۳  
طبع بیروت لبنان - از محمد بن یحییٰ اندلسی  
(۲) الریاض النضرہ لمحب الطبری، جلد ۲، ص ۱۴۵-۱۴۶ -  
ذکر صدقاتہ -

(۳) از آلہ الخفانشاہ ولی اللہ دہلوی، فارسی کامل مقصدوم  
ص ۲۲۲، تحت آثار عثمانی، طبع قدیم بریلی -

### خلاصہ روایت ہذا یہ ہے

کہ میمون بن مہران (بن عباسؓ سے ذکر کرتا ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ  
کے دور خلافت میں ایک دفعہ فحط روٹنا ہوا، بارش نہ ہوئی، لوگ مجتمع ہو کر حضرت  
صدیق اکبرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کہنے لگے کہ آسمانی بارش نہ ہونے کی وجہ سے  
زمین نے کچھ نہیں اگایا، لوگ بہت تنگی و مصیبت میں گرفتار ہیں۔ سیدنا ابوبکرؓ  
نے فرمایا صبر کرتے ہوتے واپس جا لیتے۔ اللہ تعالیٰ کریم ذات ہے، شام تک  
شاید کٹنا دگی کی کوئی صورت پیدا فرمادیں۔

تھوڑی دیر کے بعد حضرت عثمانؓ کے کارندے (جو شام کے علاقہ میں تجارت  
غلہ کے لیے گئے ہوئے تھے) مدینہ پہنچ گئے۔ ایک صد سواروں گندم کی لدی  
ہوئی ملک شام سے لے آئے۔ (اطلاع ملنے پر) مدینہ کے لوگ حضرت عثمانؓ

کے دروازہ پر جمع ہو گئے۔ دروازہ پر دستک دی، حضرت عثمانؓ باہر تشریف لاتے دیکھتے ہیں کہ ایک کثیر انبوہ مدینہ کے تاجر کا دروازہ پر پہنچا ہوا ہے۔ عثمانؓ ذوالنورین نے دریافت فرمایا کیا بات ہے؟ حاضرین نے عرض کیا کہ بارش نہ ہونے کے باعث (شہر میں) قحط پڑ گیا ہے۔ لوگوں میں خوراک کے متعلق سخت اضطراب ہے۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ جناب کے ہاں غلہ آیا ہے، آپ ہمیں فروخت کر دیں تاکہ مسلمان فقراء کے لیے فراخی طعام کی صورت پیدا کی جائے۔

حضرت عثمانؓ نے فرمایا بہت اچھا! آئیے خرید کیجیے۔ مدینہ کے تاجر اندر آئے، مکان میں غلہ کا شاک موجود تھا۔ حضرت ذوالنورین نے فرمایا کہ میری خرید پر آپ لوگ کس قدر منافع دے سکتے ہیں؟ تو تاجر کہنے لگے کہ دس کی خرید پر بارہ (عشر) روپیہ دے سکتے ہیں۔ عثمانؓ فرماتے لگے مجھے اس سے زیادہ نفع مل سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ دس کے عوض چودہ روپیہ (بعض) لے لیں پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا مجھے اس سے زیادہ منفعت حاصل ہو سکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ پندرہ (بعض) لے لیں۔ عثمانؓ نے فرمان دیا کہ مجھے اس سے بھی زیادہ ملتا ہے۔ اس وقت انہوں نے عرض کیا کہ مدینہ کے تاجر تو ہم لوگ ہیں آپ کو اس قدر زائد نفع کون دے رہا ہے؟ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک روپیہ کے بدلہ میں دس مل رہے ہیں، تم اس قدر زیادہ دے سکتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ یہ نہیں ہو سکتا تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کو اس بات پر شاکد قرار دیتا ہوں کہ میں نے یہ سارا غلہ فقراء مسلمانوں پر اللہ صمد کر دیا۔ کوئی قیمت وصول نہیں کی جائے گی۔

— ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں اسی رات خواب میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ آپ ایک عمدہ ترکہ کی ابنِ آپ پر سوار ہیں، نوڑانی لباس زیب تن ہے، جلدی تشریف لے جانے کی سعی فرما رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے آپ کے دیدار کا بہت شوق تھا، گفتگو کرنے کی تمنا تھی، کہاں عجلت فرما رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اے ابن عباس! عثمان بن عفان نے صدقہ کیا ہے، اللہ نے اس کو قبولیت بخشی ہے، اس سلسلہ میں جنت میں اجتماعِ خوشنودی ہو رہا ہے، مجھے شمولیت کے لیے بلایا گیا ہے۔“

(۱۱)

## سیدنا حسن بن علیؓ بن ابی طالبؓ کا بیان

فضیلت و عظمتِ عثمانی کے سلسلہ میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کا ایک بیان اکابر علماء نے ذکر کیا ہے۔ وہ ناظرین کے افادہ کی خاطر نقل کیا جاتا ہے۔ اس روایت کو حافظ ابن کثیرؒ نے ”البدایہ“، بلدِ سابع میں تحت حالاتِ عثمان رضی اللہ عنہ ابی یعلیٰ کے حوالہ سے درج کیا ہے، اور علامہ نور الدین الہیثمی نے مجمع الزوائد جلد تاسع، باب وفاتِ عثمانؓ میں اس روایت کو ذکر کیا ہے۔ اور اس کو شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے ازالہ الخفاء، جزء اول میں نقل فرمایا ہے۔ ازالہ الخفاء کے الفاظ میں یہاں اندراج کیا جاتا ہے۔ ان بیانات کے فوائد آخر بحث میں یکجا عرض کیے جائیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

..... قال ررضیح الجارود، کنت بالکوفۃ فقام الحسن

بن علی خطیباً فقال یا ایہا الناس إرأیت البارحة فی منامی عجبا

رأيت الرب تعالى فوق عرشه فجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى قام عند قائمته من قوائم العرش فجاء أبو بكر فوضع يده على منكب رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم جاء عمر فوضع يده على منكب أبي بكر ثم جاء عثمان فكان بيده رأسه فقال رب سل عبادك فيهم فتكلموني قال فانبعت من السماء ميزابان من دم في الأرض قال فقيل لعلي الانترى ما يحدث به الحسن قال يحدث بما رأى

د الزالة الخفاء عن خلافة الخلفاء فارسي جزء اول قديم

طبع بريلي، ج ۱، ص ۱۰۷ -

..... من طويق آخر عن الحسن بن علي قال لا اقاتل بعد رؤيا رأيتها رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم واضعاً يده على العرش ورأيت ابا بكر واضعاً يده على النبي صلى الله عليه وسلم ورأيت عمر واضعاً يده على ابي بكر ورأيت عثمان واضعاً يده على عمر ورأيت دماءً دونهم فقلت ما هذه الدماء فقيل دماء عثمان يطلب الله به

د، انزاله الخفاء عن خلافة الخلفاء از شاه ولي الله محدث

دہلوی، ج ۱، ص ۱۰۷ - جزء اول فارسی، طبع قديم -

(۲) "البدایہ والنہایہ" لابن کثیر، ج ۷، ص ۱۹۳ - ۱۹۵،

تحت حالات سیدنا عثمان بن عفان -

(۳) "مجمع الزوائد ومنبع الفوائد" للہیثمی، ج ۹، ص ۹۶

باب وفات سیدنا عثمان

روایات کا حاصل یہ ہے کہ :-

” ایک دفعہ کوفہ میں سیدنا حسن بن علیؑ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا ، فرمایا کہ اے لوگو! رات کو میں نے عجیب خواب دیکھا ہے اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر قائم ہیں۔ سردارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے عرش کے ایک پایہ کے پاس قیام فرما ہوتے۔ پھر ابو بکرؓ تشریف لاتے اور انہوں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دوش مبارک پر اپنا ہاتھ رکھا، پھر عمرؓ آتے انہوں نے ابو بکرؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ پھر عثمان بن عفانؓ آتے دبرِ وایتِ دیگر (انہوں نے عمرؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ عثمانؓ اپنا سر بیدہ ہاتھ میں لیے ہوئے تھے اور اگر عرض کیا کہ یا اللہ اپنے بندوں سے دریافت فرمائیے کہ کس بنا پر انہوں نے مجھے قتل کر ڈالا؟

پھر سیدنا حسنؑ فرمانے لگے کہ آسمان سے زمین کی طرف خون کے دو میزاب (پرنالے) اترتے دکھائی دیتے دکھا گیا کہ یہ خون عثمانؓ ہے اس کا مطالبہ ہوگا۔

اس کے بعد حضرت علیؑ سے لوگوں نے کہا کہ آپ دیکھتے نہیں کہ حسنؑ کیا بیان کر رہے ہیں؟ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ جو کچھ دیکھا ہے وہی بیان کر رہے ہیں۔“

— نیز اسی مضمون کے موافق سیدنا حسن بن علیؑ کا بیان کتاب التہمید والبیان فی مقتل الشہید عثمان، ص ۲۳۵ پر مفصل مذکور ہے۔ دیگر مناقب عثمانی کے نگار و پانڈ کوڑ کا ذکر کیا ہے۔ ذیل میں حوالہ بیان کر دینا کافی سمجھا گیا ہے۔ اہل شوق رجوع فرما کر نسبی کر لیں۔ کتاب التہمید کے مصنف محمد بن یحییٰ بن ابی بکر التتونی ۱۷۷ھ میں اور اندلس کے

مشہور علماء میں سے گزرے ہیں۔

— وفي رواية عن عبد العزيز بن الوليد بن سليمان بن ابي  
السائب قال سمعت ابي يذکر عن الحسن بن علي رضي الله عنه  
انه سمع اعمى يذکر عثمان (رض) ويتناول له فقال الحسن (رض)  
العثمان يقولون؛ لقد قتل رحمه الله وما على الارض افضل  
منه وما على الارض من المسلمين اعظم حرمة منه .....  
..... لو لم يكن الا ما رأيت في منامي لكفاني فاني رأيت  
السماء انشقت فاذا انا برسول الله صلى الله عليه وسلم  
وا بويكرو عن يمينه وعمرو عن يساره والسماء تمطر دماً  
فقلت ما هذا فقيل هذا دم عثمان قتل ظلوماً —

کتاب التمهید و ابیان فی مقتل الشہید عثمان (رض)

طبع بیروت لبنان، ص ۲۳۵

(۱۲)

## سیدنا زین العابدین بن سیدنا حسین کا بیان

— حضرت زین العابدین کی اس مندرجہ روایت کو ابو نعیم اصفہانی نے اپنی  
کتاب حلیۃ الاولیاء جلد سوم تذکرہ زین العابدین میں ذکر کیا ہے اور شیعہ بزرگوں کے  
مشہور فاضل علی بن عیسیٰ آریلی نے ۶۸۷ھ میں اپنی تالیف کشف الغمہ فی معرفۃ الامم جلد  
ثانی میں تذکرہ زین العابدین کے تحت درج کیا ہے۔ کشف الغمہ سے نقل پیش خدمت ہے  
تاکہ شیعہ دوستوں کے لیے زیادہ اطمینان کا باعث ہو۔

فدام علیه نفر من اهل العراق فقاتوا في ابي بكر وعمر وعثمان رضي

اللہ عنہم فلما فرغوا من كلامهم قال لهما ألا تخبروني انتم المهاجرون  
 الاولون الذين اخرجوا من ديارهم واوليهم يبتغون فضلاً  
 من الله ورضواناً ويتصون الله ورسوله اولئك هم  
 الصادقون؛ قالوا لا قال فانتم الذين تبتغون الدار والايمن  
 من قبلهم يحبون من هاجر اليهم ولا يجدون في صدورهم حاجة  
 مما اوتوا ويؤثرون على انفسهم ولو كان بهم خصاصة؛ قالوا  
 لا قال اما انتم قد تبرأتم ان تكونوا من احد هذين الفريقين  
 وانا اشهد انكم لستم من الذين قال الله فيهم والذين جاؤا  
 من بعدهم يقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذين سبقونا  
 بالايمان ولا تجعل في قلوبنا غلا للذين آمنوا اخرجوا عني  
 فَعَلَّ اللهُ بِكُمْ

راشفت الغمہ فی معرفۃ الائمہ از علی بن عیسیٰ اربلی شیعہ ص ۲۶

جلد ثانی مجمع ترجمۃ المناقب فارسی، طبع تہران -

(۲) «حلیۃ الاولیاء» از ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی -

والمتمنی ص ۲۳۰ - جلد ثالث، ج ۳، ص ۱۳، طبع مصر

حاصل یہ ہے کہ :-

«(ایک دفعہ) زین العابدین کے پاس عراق کی ایک پارٹی آئی اور  
 ابو بکر الصدیق، عمر و عثمان کے حق میں طعن و اعتراضات کیے، جب وہ مطمان  
 سے فارغ ہوئے تو زین العابدین نے فرمایا کہ یہ تبلاؤ کیا تم اولین مہاجرین  
 میں سے ہو جن کے حق میں قرآن مجید میں آیا ہے کہ وہ اپنے مکانات و  
 جائیدادوں سے نکال دیئے گئے، محض اللہ کی رضا مندی اور فضل کے



طلبگار تھے اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے تھے وہ لوگ صادق و  
مخلص تھے، عراقیوں نے جواب دیا کہ ہم ان سے نہیں ہیں۔  
پھر زین العابدین نے دریافت کیا کہ کیا تم وہ لوگ ہو جن کے متعلق  
کتاب اللہ میں مذکور ہے کہ جنہوں نے دارالاسلام مدینہ کو وطن بنایا اور  
مہاجرین میں سے پہلے انہوں نے ایمان میں جگہ پیدا کی جو ان کی طرف ہجرت  
کر کے آئے اس کو پسند کرتے ہیں اور اپنے دلوں میں کوئی غلش نہیں محسوس  
کرتے اس چیز سے جو مہاجر دیتے جائیں۔ اپنے نفسوں پر ان کو ترجیح  
دیتے ہیں اگرچہ ان کو تنگی ہو۔ عراقی کہنے لگے کہ ہم ان میں سے بھی نہیں  
ہیں!

سیدنا زین العابدین نے فرمایا کہ تم نے ان دونوں فریق میں سے پہلے  
سے بیزاری اختیار کی اب میں تمہارے حق میں گواہی دیتا ہوں کہ تم  
ان لوگوں میں سے بھی ہرگز نہیں جن کے لیے خدا تعالیٰ فرمان دیتا ہے رجو  
لوگ بعد میں آئے کہتے ہیں اے اللہ ہم کو اور ہمارے سابق ایمان لانے  
والے بھائیوں کو بخش دے اور ہمارے قلوب میں مومنوں کے حق میں  
کھوٹ اور کمینہ نہ ڈال دینا۔ تم ہمارے یہاں سے نکل جاؤ۔ اللہ تعالیٰ  
تمہارے ساتھ وہی معاملہ کرے جس کے تم اہل ہو۔

### (۱۳) سیدنا جعفر صادق بن سیدنا محمد باقر کا بیان

— ابن سعد نے اپنی مشہور تصنیف "طبقات ابن سعد" میں حضرت سیدنا  
امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے۔ وہاں ان کے لباس و  
پوشاک وغیرہ تک کا بیان کیا ہے اس مقام میں جعفر صادق سے نقل کر کے حضرت

عثمانؓ کے حق میں یہ لکھا ہے کہ حضرت عثمان بن عفانؓ اپنی انگوٹھی بائیں ہاتھ میں زیب تن کیا کرتے تھے۔ عبارت ذیل ہے :

— عن جعفر بن محمد عن ابيه ان عثمان تختم في اليسار  
 «یعنی جعفر صادقؑ اپنے والد محمد باقر سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ  
 اپنی انگوٹھی (راٹگوٹھی)، بائیں ہاتھ میں پہنتے تھے»

(طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۴۰۰، تحت ذکر لباس عثمان طبع لیدن)  
 معلوم ہوا حضرت علیؑ کی اولاد شریف اور ائمہ کرام سیدنا عثمانؓ کو صرف اچھا ہی نہیں  
 سمجھتے تھے بلکہ مسائل دینیہ میں حضرت عثمانؓ کی شخصیت کو قابل نمونہ سمجھتے تھے اور ان کے  
 اعمال کے ساتھ شرعی مسئلہ میں استدلال پکڑتے تھے۔

## نتائج و فوائد

باب سوم میں عثمانی متعلقات کی بہت سی چیزیں درج ہو چکی ہیں۔ آخر میں ان کے  
 فوائد اور حاصل کو یکجا پیش کیا جاتا ہے تاکہ ناظرین کا استفادہ مکمل ہو سکے۔ یہ تمام چیزیں  
 حضرت علیؑ المرتضیٰ اور دیگر ہاشمیوں کے فرمودات کی روشنی میں ثابت ہو رہی ہیں۔

(۱)

جب علی المرتضیٰ کی حضرت فاطمہؑ کے ساتھ تزویج ہوئی تو حضرت عثمانؓ نے چار صد  
 درہم خیر خواہی و احسان کے طور پر پیش کیے جن سے شادی کے تمام اخراجات کی کفالت ہوئی اور یہ کام انجام پایا۔

(۲-۳)

”حضرت عثمان بن عفانؓ مومن کامل ہستی، صالح، احسان کنندہ، جوادار، صلہ رحمی  
 کرنیوالے، متورع و پرہیزگار، خوف خدا رکھنے والے تھے۔“

— ”ذوالنورین“ کے لقب سے شرف یاب ہوئے یعنی نبی اقدس صلی اللہ  
 علیہ وسلم کے دو بار داماد ہوئے اور اس عزت و شرف میں تمام لوگوں سے ممتاز تھے۔

اور اولادِ آدم میں یہ شرفِ عثمانؓ کے بغیر کسی آدمی کو نہیں نصیب ہوا۔ نیز مسلمانوں کے بڑے بڑے مشکل اوقات میں انہوں نے متعدد بار نصرتیں کیں اور بخشش و مغفرت کا ثمنہ حاصل کیا۔

(۴)

— اُمتِ اسلامیہ میں شیخینؓ کے بعد ان کا مقام تھا یعنی جس طرح ”حلیقہ ثنائت“ تھے اسی طرح افضلیت میں تیسرے مقام پر فائز تھے اور سرکشوں و ظالموں نے ان کو ظلماً شہید کیا یقیناً وہ شہید فی سبیل اللہ ہیں۔

(۵)

— حنات و امورِ خیر میں سبقت لے جانے والے تھے اس کی وجہ سے ان کو کبھی عذاب نہ ہوگا۔ جنت ان کو نصیب ہوگی اور جہنم سے بعید رہیں گے۔

(۶-۴)

— حضرت علیؓ و حضرت عثمانؓ ایک دوسرے کے بارے میں درست معاملہ تھے اور بہتر تعلقات رکھتے ایک دوسرے کے ایام میں امامت کرتے تھے اور عند الضرورة سواری مہیا کرتے اور دعوتِ طعام دیتے تھے۔

(۸)

— ابن عباسؓ کے بیان سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں پر تنگی و شدت کے اوقات میں حضرت عثمانؓ نے بڑی فیاضی سے اہل اسلام اور اہل مدینہ کی امداد کی جو عند اللہ مقبول ہوتی۔ اور اس پر ان کو عجیب بشارتیں نصیب ہوئیں جو ان کے لیے آخرت میں کامیابی کے نشانات ہیں۔

(۹)

— سیدنا حسن بن علیؓ کے بیان سے متعدد چیزیں ثابت ہوتی ہیں۔ حضرت

صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظمؓ، حضرت عثمان غنیؓ کی خلافتیں علیؓ کے ترتیب بالکل صحیح تھیں ان کے تسلسل خلافت میں کسی قسم کے غصب و بغاوت و عداوت کو کچھ دخل نہ تھا اور تغلب سینہ زوری کا یہاں کوئی شائبہ نہ تھا۔

اُمّتِ اسلامیہ میں حضرت عثمانؓ کا مقام درجہ سوم میں ہے، فضیلت، اور خلافت دونوں اعتبار سے یہی ترتیب درست ہے۔

قبل عثمانؓ تا لانا نہ تھا، حضرت عثمانؓ مطلوباً شہید ہوتے، قاتلوں کو عند اللہ سزا ملے گی۔

— سیدنا حسنؓ کے اس بیان کی حضرت علیؓ نے تردید نہیں فرمائی بلکہ تائید کر دی۔ لہذا ہاشمیوں کے بیانات مزید وزنی ہو گئے۔

(۱۰)

— حضرت زین العابدینؓ کے بیان سے واضح ہوا کہ

(۱) علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اولاد شریف میں تمام حضرات عثمانؓ کے متعلق تحسن عقیدت رکھتے تھے۔ جس طرح شیخین کے لیے طعن و تشنیع نہیں ہوتے تھے اسی طرح حضرت عثمانؓ کے حق میں مطاعن سننا ناپسند کرتے اور اعتراضات کو قبیح جانتے تھے۔

(۲) جو لوگ حضرات خلفاء ثلاثہؓ سے تبری و بیزاری کرتے ان سے اولادِ علیؓ بھی بیزاری اختیار کرتی اور اجتناب کرتی تھی۔

(۳) نیز خلفاء ثلاثہؓ کے طاعنین و مخالفین کا اپنے ہاں سے اخراج کر دیتے تھے یہ ان حضرات کے ساتھ ہاشمیوں کی حسن عقیدت کی بہترین علامت ہے۔ اور مخالفین کے ساتھ قطع تعلق کا عملی مظاہرہ ہے۔

(۱۱)

حضرت جعفر صادقؑ کے بیان نے واضح کر دیا کہ حضرت عثمانؓ کی شخصیت مسائل دینیہ میں قابل استدلال ہستی ہے اور حضرت عثمانؓ کا کردار بطور نمونہ کے مقبول اور لائق اتباع ہے۔

## ہاشمی اکابر کی زبانی حضرت عثمانؓ کا مقام

(بحوالہ کتب شیعہ)

— سیدنا امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل و مکارم شیعہ کے علماء و متہدین نے بھی اپنی معتبر تصانیف میں ذکر کیے ہیں۔ ناظرین کی توجہ کی خاطر چند ایک چیزیں یہاں درج کی جاتی ہیں۔

غور و فکر کے بعد فضیلت عثمانی کا مسئلہ آشکارا ہو جائے گا اور اندازہ ہو سکے گا کہ ہاشمی کے اکابرین حضرت عثمانؓ کو کس قدر احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور ان کے حق کی کس قدر خوش عقیدہ تھے۔

(۱)

## سیدنا حسن بن علیؓ بن ابی طالب کا بیان

— ابن ابی بویہ القمی (شیخ صدوق) نے اپنی کتاب معانی الاخبار میں حضرت سیدنا حسنؓ کی مرفوع روایت نقل کی ہے اس میں خلفاء ثلاثہ (حضرت صدیق، حضرت فاروقؓ، حضرت عثمانؓ) کی عظمت کا بیان ہے۔

..... عن الحسن بن علی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

ان ابا بكر مني بمنزلة السمع وان عمرو مني بمنزلة البصر وان

عثمان مبنیٰ بنیٰ نزلۃ الفوائد الخ

(کتاب معانی الاخبار للشیخ الصدوق المتوفی ۳۸۱ھ من

طبع ایران - قدیم طبع) - (کنذانی تفسیر الحسن العسکری)

”یعنی حضرت حسنؑ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے

فرمایا کہ ابوبکرؓ میرے گوش کی طرح ہے اور عمرؓ بمنزلہ میری چشم کے ہے اور

عثمانؓ میرے دل کے قائم مقام ہے۔“

(۲)

## سیدنا جعفر صادقؑ کی زبانی حضرت عثمانؓ کی فضیلت

— قیامت کے قریب امام مہدی کے ظہور کے دور میں چند علامات (عند الشیخ)

رُونا ہونگی۔ ان نشانات میں ایک نشان یہ بھی ہوگا کہ اُس وقت آسمان سے قدرت کی طرف سے، اول و آخر یوم میں ایک آواز آئے گی:-

”قال (الصادقؑ) ینادی مناد من السماء اول النهار الا ان

علیاً صلوات اللہ علیہ وشیعته هم الغائزون، قال وینادی

مناد آخر النهار الا ان عثمان وشیعته هم الغائزون“ رواہ

الکلینی فی فروعہ الجزء الثالث کتاب الروضة“

دفعہ کافی الجزء الثالث کتاب الروضة ص ۱۴۶ طبع نوکستور بکھنور

کتاب الروضة من الکافی جلد ثانی بمع ترجمہ فارسی، ج ۲، ص ۲۰۹،

بحساب علامات ظہور امام قائم، طبع جدید طہرانی

یعنی جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ امام مہدی کے دور میں، اول دن میں

آسمان سے آواز سنائی دے گی کہ اچھی طرح سن لو! علی اور ان کی جماعت

کامیاب اور فائز المرام ہے اور آخردن میں آسمان سے یہ ندا آئے گی  
کہ گوش ہوش سے سُنو! عثمانؓ اور ان کی جماعت کامیاب و مقصود  
یافتہ ہے۔

(۳)

## امام جعفر صادق کا ایک اور بیان

— فروع کافی کتاب الروضۃ میں شیخی فاضل کلینی رازی نے سیدنا جعفر

صادقؑ کی ایک طویل روایت باسند نقل کی ہے اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے  
زمانہ اقدس میں صلح حدیبیہ کے موقع پر جو واقعات پیش آتے ان میں حضرت عثمانؓ  
کی خدماتِ جلیلہ درج کی ہیں، فرمانے ہیں:

— قال (ابوعبید اللہ) (فارسل ایہ عثمان بن عفان) رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ فقال انطلق الی قومک من المؤمنین  
بشرهم بما وعدنی ربی من فتحہ کذا فلما انطلق عثمان  
لنعمی ابان بن سعید فتأخر عن السرح فتعمّل عثمان بن یذیبہ  
ودخل عثمان فأعلمهم وکانت المناوشة نجس سبیل بن عمرو  
عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وجلس عثمان فی عسکر  
المشركین ویایع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ المسلمین و  
ضرب باحدی یدیه علی الذخوی لعثمان وقال المسلمون  
طوبی لعثمان قد طاف بالبيت وسعی بین الصفا والمروة و  
أحل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ ما کان یفعل فلما  
جاء عثمان قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ أطفئت بالبيت

فقال ماكنت لاطوف بالبيت ورسول الله صلعم له لطف -  
 در فروع کافی جلد سوم کتاب الروضہ ج ۳، ص ۱۵۱ طبع نول  
 کشور رکھتو۔ حالات غزوہ حدیبیہ۔ و طبع جدید طہرانی،  
 ج ۲، ص ۲۳۸ -

ملا باقر مجلسی نے ”نجات القلوب“ جلد دوم، باب سنی و ششم میں غزوہ حدیبیہ  
 کے حالات کے تحت مندرجہ واقعات کو عبارت ذیل بیان کیا ہے۔

”کلینی بسند حسن کا صحیح از حضرت صادق علیہ السلام روایت کر رہے  
 چوں حضرت رسولؐ بغزوہ حدیبیہ در ماہ ذیقعدہ بیرون رفت .....  
 پس حضرت رسولؐ کریمؐ منزد عثمان فرستاد کہ برو بسوئے  
 قوم خود از مومنان و بشارت ده ایشانرا بآنچہ وعده داده است مرا خدا  
 از فتح کہ۔ چوں عثمان روانہ شد ابان بن سعید را در راہ دید پس ابان از زمین  
 برخست و در عقب زمین نشست و او را برابر روئے زمین سوار کر دیس  
 عثمان داخل شد و رسالہ حضرت را رسانید و ایشان مہیا تے جنگ بودند  
 پس سہیل نزد حضرت رسولؐ نشست و عثمان نزد مشرکان و حضرت  
 در آن وقت از مسلمانان بیعت رضوان گرفت و بروایت شیخ طبری  
 چون مشرکان عثمان را جس کر دند و خبر حضرت رسید کہ او شاکشند حضرت  
 فرمود کہ ازیں جا حرکت نمی کنم تا ایشان قتال کنم و مردم را بسوئے نجات  
 دعوت تمام و برخواست و پشت مبارک بد رحمت داد و فکیہ کرد و  
 صحابہ با حضرت بیعت کردند کہ با مشرکان جہاد کنند و نگریند و بزوات  
 کلینی حضرت یک دست خود را بردست دیگر زد و برائے عثمان بیعت  
 گرفت ..... پس مسلمانان گفتند کہ خوشحال عثمان کہ طوبیٰ



کعبہ کر دوسی میان سفاد مردہ کر دوسی محل شد، حضرت فرمود کہ نخواہد کرد چوں عثمان آمد حضرت پُرسید کہ طواف کر دوی؟ گفت چوں تو طواف نہ کر دہ بودی من نہ کر دم“

رحیات القلوب از ملا محمد باقر بن محمد تقی مجلسی جلد دوم، باب  
سی و ہشتم در بیان غزوه حدیبیہ، ج ۲، ص ۲۸۹-۲۹۰، طبع  
نول کشور کھنوت۔

مندرجہ روایات کا حاصل یہ ہے کہ

”حضرت جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمانؓ کو بلو کر فرمایا کہ تمہیں اپنی قوم کی طرف جاتیے ان کو خوشخبری دیجیے کہ اللہ کا وعدہ ہو چکا ہے کہ مکہ فتح ہو گا۔ عثمانؓ پل پڑے۔ راستہ میں ایک شخص ابان بن سعید ملا۔ وہ (عثمانؓ کے احترام میں) سواری کی زین سے متاخر ہو گیا اور عثمانؓ بن عفان کو اپنے آگے زین پر سوار کر لیا۔ عثمانؓ مکہ میں مشرکین کے ہاں پہنچے۔ اہل مکہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام سنایا اور مقصد سے آگاہ کیا۔ وہ لوگ جنگ کے لیے تیار تھے۔

اور مشرکین کا فرستادہ آدمی (سہیل بن عمرو) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ پہنچا۔ اور عثمانؓ اہل مکہ کے ہاں پہنچ گئے اس دوران میں مسلمانوں کے ہاں خبر پہنچی کہ مشرکوں نے عثمانؓ کو قتل کر ڈالا تو اس چیز پر نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم اس جگہ سے نہیں ہٹیں گے جب تک ہم ان سے قتال کر کے بدلہ نہ لے لیں۔

پس آپ ایک درخت کی طرف پشت لگا کر بیٹھ گئے اور سب حاضرین صحابہؓ نے (اس مقصد پر) بیعت کی۔ اور حضرتؓ نے اپنا ایک

ہاتھ لے کر دوسرے ہاتھ پر لگایا۔ یہ عثمانؓ کے لیے بیعت قرار دی۔ اس کے بعد خبر ملی کہ عثمانؓ قتل نہیں ہوئے زندہ ہیں، تو بعض مسلمانوں نے کہا کہ عثمانؓ کو بڑی سعادت نصیب ہوئی کہ کعبہ کا طواف کیا ہوگا، صفا و مروہ میں سعی کی ہوگی، پھر احرام کھولا ہوگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ عثمانؓ نے ایسا نہیں کیا ہوگا۔

جب عثمانؓ آتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: تم نے بیت اللہ کا طواف کیا تھا؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ خدا کے نبیؐ نے طواف نہ کیا ہو تو میں طواف نہیں کر سکتا تھا۔

## جعفر صادق کے بیان کے فوائد

(۱)۔ سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عثمانؓ کو خصوصیت سے بلوا کر اہل مکہ کی طرف بشارت و پیغامات دے کر ارسال کرنا مقبولیت و عظمت عثمانی کو آشکارا کرتا ہے۔

(۲)۔ صلح و جنگ جیسے مواقع میں پیغامات کے لیے جانبین کے معتد علیہ آدمی کو مجوز کیا جاتا ہے۔ معلوم ہوا حضرت عثمانؓ کی دیانتداری و راست گوئی پر نبوت کو کامل اعتماد تھا۔

(۳)۔ قتل عثمانؓ کی خبر پر حضرت عثمانؓ کا بدلہ لینے کے لیے بیعت کا اہتمام فرمانا، جس کو بیعت رضوان سے تعبیر کیا جاتا ہے، مقام عثمانؓ کو واضح کرتا ہے۔

(۴)۔ پھر حضرت عثمانؓ کے بخیر و عنایت زندہ رہنے کی خبر معلوم ہونے کے باوجود نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت رضوان جاری رکھی اور بیعت کے اجر و ثواب میں عثمانؓ کو شامل کیا، اس طرح کہ اپنے ایک ہاتھ مبارک کو عثمانؓ کا

ہاتھ قرار دے کر اپنے ہاتھ پر عثمانؓ کی جانب سے بیعت کی۔ یہ شرف اور کرسیِ حنا کو نصیب نہیں ہو سکا۔

(۵)۔ موانع و عوائق کی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کا طواف اور صفائے مروہ میں سعی نہیں کر سکے تو حضرت عثمانؓ نے بھی دونوں کام باوجود عدم موانع کے نہیں سرانجام دیتے۔ حضرت عثمانؓ کی کمالِ اطاعتِ نبوی اور کمالِ محبت کا یہ بین ثبوت ہے۔

خلاصۃ المدام یہ ہے کہ سیدنا جعفر صادقؑ نے حضرت عثمانؓ کے یہ تمام فضائل و مکارمِ امت کو بیان فرما کر اپنے اخلاص و مودت کا اظہار فرما دیا اور بتا دیا کہ حضرت عثمانؓ کے ساتھ ہم بنی ہاشم کی پوری عقیدت ہے اور ان سے کسی قسم کی عداوت و نفرت و تیزی نہیں۔

(۴)

## سیدنا عثمانؓ کے حق میں عبداللہ بن عباسؓ کا بیان

— ایک دفعہ سیدنا امیر معاویہؓ کی خدمت میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ تشریف لے گئے۔ شرفاء و قریش اور بھی موجود تھے۔ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن عباسؓ سے چند چیزیں دریافت کیں۔ ان میں یہ بات بھی ذکر کی کہ عثمان بن عفان کے حق میں آپ کا کیا خیال ہے؟ تو عبداللہ بن عباسؓ نے مندرجہ ذیل الفاظ میں حضرت عثمانؓ کی صفات بیان فرمائیں۔

— . . . . قال (ابن عباس) رحم الله ابا عمرو كان والله اكمل

المقدمة و افضل البررة هجاءا بالاسحار كثير الدموع عنده ذكرو النار. نهاضا عند كل مكرمة. سباقا الى كل منحة. حياءا. ابياً

وَفِيَّآ، صَاحِبُ جَيْشِ الْعَسْرَةِ - خَتَنَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَدَّهُ فَأَعْقَبَ اللَّهُ عَلَى مَنْ يَلْعَنُهُ لَعْنَةُ الْأَعْيُنِ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ ۝

(۱) - تاریخ المسعودی الشیخی، جلد ۱۳، ج ۳، ص ۶۰، طبع

جدید مصری، سن طباعتہ (۱۹۶۶ء)

(۲) - ناسخ التواریخ از مرزا محمد تقی لسان الملک - کتاب ۲

جلد ۵، ص ۱۲۴ - طبع طهران قدیم طبع -

یعنی ابن عباسؓ نے جواب دیا کہ عثمانؓ (ابوعمر) پر اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرماتے:

(۱) اپنے خدام و علاموں پر مہربانی کرنے والے تھے۔

(۲) نیکی کرنے والوں میں سے افضل تھے۔

(۳) شب نیند و شب زندہ دار تھے۔

(۴) دوزخ کے ذکر پر نہایت گریہ کرنے والے تھے۔

(۵) عزت و وقار کے امور میں اٹھ کھڑے ہونے والے تھے۔

(۶) بخشش و عطاء کی طرف سبقت کرنے والے تھے۔

(۷) حیا دار تھے۔

(۸) بُرائی سے انکار کرنے والے تھے۔

(۹) وفادار تھے۔

(۱۰) اسلامی لشکر کے تنگی کے مواقع میں امداد کرنے والے تھے۔

(۱۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے۔ جو شخص عثمانؓ پر لعن و طعن کرے اس پر اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تک لعنت جاری رکھے۔

— حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے جو گیارہ عدد یہاں فضائل عثمانی بیان فرماتے ہیں یہ خود بخود واضح ہیں ان میں مزید کسی تشریح کی حاجت نہیں۔ صرف ایک چیز یہاں ناظرین یا دیکھیں کہ شیعہ بزرگوں کی مستند و معتبر کتابوں میں درج ہے کہ ابن عباسؓ کا علم حضرت علیؓ کے علم سے آیا ہے اور حضرت علیؓ کا علم نبی علیہ السلام کے علم سے حاصل ہوا اور نبی کا علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

..... فقال ابن عباس علی علمنی وکان علمہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ ورسول اللہ وعلمہ من اللہ من فوق عرشہ فعلم النبى من اللہ وعلم علی من النبى وعلمی من علم علیؑ

۱۔ کشف الغمہ، ج ۱، ص ۵۰۷، مع ترجمہ فارسی النصاب طبع جدید طہرانی۔

۲۔ امالی شیخ طوسی، ج ۱، ص ۱۱۱ طبع نجف اشرف عراق۔  
دوستو! یاد رکھو کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے انہی علوم میں سے مندرجہ بالا روایت بھی ہے جس میں حضرت عثمان ذوالنورینؓ کے فضائل و کمالات کو نہایت احسن طریقہ سے ابن عباسؓ کی زبان مبارک سے بیان فرمایا گیا ہے۔

## انتباہ

(۱) اگر کسی شیعہ دوست کو مسعودی مؤرخ کے تشیع میں شبہ ہو تو تھوڑی سی تکلیف فرما کر اپنی کتاب "نتیجہ المقال فی احوال الرجال" لیشیخ عبداللہ الماتقانی ج ۲، ص ۲۸۳، تحت علی بن الحسین بن علی المسعودی ملاحظہ فرماویں نہایت تسلی ہو جائے گی۔ یہ گزارش قبل انہیں بھی ہم نے عرض کر دی ہوئی ہے۔

یاد دہانی کے لیے پھر بیان تحریر کر دیا ہے۔

(۲)۔ نیز شیخ عباس قمی نے اپنی تصنیف تحفۃ الاحباب صفحہ ۲۲۷ پر تحت علی بن الحسین

بن علی الحضری المعروف المسعودی) فاضل مسعودی کے حق میں درج کیا ہے کہ:

”اين شيخ جليل از اجله اماميه است و بر بعضه از علماء اشتباه شده

و آنجناب را از علماء عامه محسوب نموده اند“

یعنی مسعودی امامیہ کے بڑے بزرگوں میں سے ہے اور بعض علماء پر یہ

بات مشتبه ہو گئی کہ انہوں نے مسعودی کو سنی علماء سے شمار کر دیا“

— مختصر یہ ہے کہ

شیعہ کے اکابر علماء و مؤرخین نے مندرجہ بالا ابن عباس کی روایت کو نقل کیا ہے۔

عبداللہ بن عباسؓ بنی ہاشم کے کبار علماء میں سے ہیں جن کی ساری زندگی حضرت علیؓ کی نصرت و حمایت میں گزری۔

ان کا یہ بیان ہم نے دوستوں کی کتابوں سے پیش کیا ہے۔ حضرت سیدنا عثمانؓ

کا مقام (جو ہاشمی حضرات کے نزدیک ہے) معلوم کرنے کے لیے امید ہے یہ بیان

کافی ہو گا۔

# باب چہارم

— باب ہذا میں سیدنا امیر المؤمنین عثمانؓ ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا علی المرتضیٰؓ و ہاشمی بزرگوں کے مابین مختلف انواع کے روابط و تعلقات ذکر کیے جائیں گے۔

(۱) باہمی مشورہ سے احکام شرعی کا نفاذ۔ اسلامی حدود کا اجراء، شراب نوشی، زنا وغیرہ جرائم پر سزائیں۔

(۲) خلافت عثمانی میں اہم عہدوں اور مناصب پر ہاشمی بزرگوں کا تعین کیا جانا۔  
(۳) ہاشمی حضرات کا عدالت عثمانی کی طرف رجوع کرنا اور فیصلوں کا مشاورت سے طے پانا۔

(۴) حضرت سیدنا عثمانؓ کا ہاشمی جازروں کا پڑھانا۔

(۵) خلافت عثمانی کے دوران جہاد اور جنگی واقعات میں ہاشمی احباب کا شریک کار رہنا۔

(۶) رشتہ داران نبیؐ اور اولاد علیؓ کے مالی حقوق کی ادائیگی کا خیال رکھنا وغیرہ عنوانات کے تحت اس باب میں کلام کیا جائے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

— اختصار کے پیش نظر باب کے آخر میں مندرجہ واقعات کے فوائد

ثمرات یکجا عرض کیے جائیں گے جن میں اُلفت و رفاقت کا ثبوت اور خاندانی تعصب کا فقدان واضح ہو جائے گا۔

—(۱)—

## اجرائے احکام میں حضرت عثمانؓ و علی المرتضیٰ کا عملی تقاؤن

— قبل ازیں بھی یہ چیز واضح کی گئی کہ سیدنا صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ کے دورِ خلافت میں فضا کے عہدہ پر علی المرتضیٰؓ مامور و متعین کیسے جاتے تھے۔ حدود اللہ جاری کرنے کی ضرورت پیش آتی تو کئی دفعہ یہ خدمت حضرت علیؓ کی نگرانی میں انجام پاتی تھی۔

اسی طرح حضرت سیدنا عثمانؓ کی خلافت میں معاملات کے فیصلے اور اجراء احکام کی ضرورت پیش آتی تو حضرت علی المرتضیٰؓ کو ان مواقع میں شامل رکھا جاتا تھا۔ اور جاری کرنے، جرائم قبیحہ پر سزا دینے کا موقعہ پیش آتا تو حضرت عثمانؓ کی بار یہ کام حضرت علیؓ کے سپرد فرمایا کرتے تھے۔

”خليفة المسلمين“ کے لیے بیک وقت تمام کام خود سرانجام دینے مشکل ہوتے ہیں۔ بنا بریں نظامِ خلافت میں تقسیم کار کے طور پر اسی قسم کے مسائل متعدد دفعہ حضرت علی المرتضیٰؓ کے ذمہ لگاتے جاتے تھے اور وہ باحسن و بوجہ ان کو تمام فرماتے تھے۔

### قضایا کی مشاورت میں حضرت علیؓ کی شمولیت

علامہ بیہقیؒ نے عثمانی دور کے مقدمات کے فیصلہ کرنے کے طریق کار کا بعبارت ذیل ذکر کیا ہے۔

اپنی سند کے ساتھ فرماتے ہیں:



— عن عمر بن عثمان بن عبد الله بن سعيد وكان اسمه  
الصرم فسماه رسول الله صلى الله عليه وسلم سعيداً قال حدثني  
جدي قال كان عثمان رضي الله عنه اذ اجلس على المقاعد  
جاءه الخصمان فقال لاحدهما اذهب ادع علياً وقال للآخر  
اذهب فادع طلحة والزبير ونفراً من اصحاب النبي صلى  
الله عليه وسلم ثم يقول لهما تكلمما ثم يقبل على القوم فيقول  
ما تقولون فان قالوا ما يوافق رأيه امضاه والا نظر فيه  
بعد فيقومان وقد سلما -

راسن الكبرى للبیهقی، ج ۱۰، ص ۱۱۲

باب من یشاور، کتاب آداب القاضی

— ..... عمر بن عثمان بن عبد الله بن سعيد کہتے ہیں کہ میرے  
پر دادا کا نام الصرم تھا نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تبدیل فرما کر  
سعيد نام تجویز فرمایا، پھر ان کے دادا نے ذکر کیا کہ جب حضرت عثمان  
رضی اللہ عنہ لوگوں کے تنازعات کے فیصلہ کے لیے تشریف فرما ہوتے  
تو ان کی خدمت میں فریقین (مدعی، مدعا علیہ) پہنچتے، ایک کو فرماتے  
کہ جا کر علی ابن ابی طالب کو بلا لائے اور دوسرے کو حکم دیتے کہ ایک  
جماعت صحابہ کو بوجہ طلحہ و زبیر کے بلا کر لائے۔ اس کے بعد فریقین کو  
ارشاد فرماتے کہ اب اپنے اپنے بیانات پیش کیجیے۔ بیانات کی  
پیشی کے بعد ان صحابہ کرام (یعنی حضرت علی و طلحہ و زبیر وغیرہم) کی  
طرف متوجہ ہو کر فرماتے کہ آپ حضرات کی اس مقدمہ کے فیصلہ کے  
متعلق کیا رائے ہے؟ (اس معاملہ میں) اگر حضرت عثمان کی رائے

ان حضرات کی رائے کے موافق ہو جاتی تو اسی وقت اس کا فیصلہ فرما کر  
اجرا کر دیتے تھے۔ اگر رائے میں اختلاف ہوتا تو بعد میں غور و فکر کرتے۔

پس دونوں فریق اٹھ کر واپس ہوتے درآں حالیکہ وہ اپنے فیصلہ  
کے متعلق راضی ہو چکے ہوتے۔“

شیعہ علماء نے لکھا ہے کہ خلفاء ثلاثہ کے دور میں حدود اللہ جاری کرنے کا کام حضرت  
علیؑ کے سپرد ہوا کرتا تھا۔ کتابت السناد بمع جعفریات میں یہ روایت باسند درج ہے۔

..... جعفر بن محمد بن آباء کا ان ابابکر و عمرو و عثمان

کانوا یوفعون الحدود الی علی بن ابی طالب الخ

رقب السناد لعبد اللہ بن جعفر الحمیری۔ باب ذیہ الہاشمیہ

وغیرہا، ص ۱۳۳، طبع طہرانی

یعنی حضرت جعفر صادق اپنے آباؤ اجداد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت

ابوبکرؓ و عمروؓ و عثمانؓ حدیں جاری کرنے کے مقدمات کو حضرت علی بن ابی

طالب کے سپرد کر دیتے تھے۔“

— اس طرح اشتراک عمل سے اور ایک دوسرے کے ساتھ عملی تعاون سے

ان حضرات کے درمیان دینی روابط قائم تھے۔ اس پر چند واقعات پیش خدمت  
ہیں۔

شراب نوشی پر سزا ولید بن عقبہ کا واقعہ

..... عن حصین بن ساسان الرقاشی قال حضرت عثمان بن

عفان باقی بالولید بن عقبہ قد شرب الخمر و شہد علیہ

حمدان بن ابان و رجل آخر فقال عثمان لعلیؑ اقم علیہ الحد

فامر علی عبد اللہ بن جعفر ان یجلدہ فاخذ فی جلدہ و علیؑ

یعد حتی جلد اربعین ثم قال لهُ اُمِسِّکُ قال جلد رسول اللہ علیہ  
وسلم اربعین و جلد ابو بکر اربعین و عمر صدراً من خلفتہ  
ثم اتتہا عمر ثمانین و کلُّ سنۃ و ہذا احب الیؑ

دکنز العمال، ج ۳، ص ۱۰۲، روایت ۱۸۷۵، جلد ثانی  
طبع اول - دکن

اور بخاری شریف جلد اول باب مناقب عثمان میں یہ واقعہ مختصراً با الفاظ ذیل موجود ہے۔  
..... ان عثمان دعا علیاً فامرہ ان یجلدہ فجلدہ ثمانین ۛ

(بخاری شریف، جلد اول، ص ۵۲۲۔ باب مناقب عثمانؓ)

خلاصہ یہ ہے کہ حصین بن ساسان زقاشی نے کہا کہ میں حضرت عثمانؓ کے  
پاس حاضر ہوا، اُس وقت حضرت ولید بن عقبہ کو پیش کیا گیا اس نے شراب  
نوشی کی تھی اس پر دو گواہوں (حمران بن ابان اور ایک اور شخص) نے شہادت  
دی۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ کو فرمایا کہ اس پر حد قائم کی جاتے۔ حضرت  
علیؓ نے اپنے بھتیجے عبداللہ بن جعفر کو فرمان دیا کہ ولید کو حد لگائیے۔ عبداللہ  
بن جعفر نے دُرسے لگانے شروع کیے۔ حضرت علیؓ ساتھ ساتھ شمار کرتے  
گئے حتیٰ کہ چالیس دُرسے لگاتے گئے پھر فرمایا ٹھہریئے! فرمانے لگے کہ  
نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس دُرسے لگاتے تھے اور ابو بکرؓ  
الصدیق نے چالیس لگاتے اور عمرؓ بن الخطاب نے اپنی خلافت کی  
ابتداء میں چالیس دُرسے لگاتے پھر اسی عدد کو دیتے اور تمام عدد

کا طریقہ ہے اور یہ میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔

اور بخاری کی روایت کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ کو بلا کر  
ارشاد فرمایا کہ ولید کو حد لگائیے تو حضرت علیؓ نے ولید کو اسی دُرسے لگائے۔

ناظرین کرام کو معلوم ہونا چاہیے کہ مذکورہ واقعہ کی تائید شیعہ حضرات کی مقبرہ کتابوں میں موجود ہے۔ فاضل کلینی نے فروع کافی باب ما یجب فیہ الحد من الشراب میں اور ابن شہر آشوب نے اپنے مناقب میں اور ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں ذکر کی ہے۔

..... قال سمعت ابا جعفر علیہ السلام یقول ان الولید بن عقبہ حین شہد علیہ یشرب الخمر قال عثمان لعلی صلوات اللہ اقض بینہ و بین هؤلاء الذین یزعمون انه شرب الخمر فامر علی فجعلد بسوط لہ شعبتان اربعین جلدۃ ۴

(۱) فروع کافی جلد ثالث، ج ۳، ص ۱۱، باب ما یجب فیہ الحد من الشراب۔ طبع نول کشور بکھنو۔

(۲) مناقب ابن شہر آشوب، ج ۲، ص ۲۰، فصل مناقب علیہ السلام بالوزم و ترک المدابنتہ۔ طبع ہند

(۳) شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید، ج ۴، ص ۲۶، بحوالہ ابی الفرج الاصفہانی الشیعی، طبع بیروت۔ ذکر الولید ما فعلہ حتی استوجب الحد والعزل۔

(۴) تاریخ بیعتی، ج ۲، ص ۱۶۵، جلد ثانی، طبع بیروت

یعنی محمد باقر فرماتے ہیں کہ ولید بن عقبہ کے خلاف جب شراب پینے کی شہادت دی گئی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علیؑ کو فرمایا کہ ولید اور اس کے شہادت دہندہ کے درمیان فیصلہ کیجیے پس حضرت علیؑ نے ولید کو چالیس کوڑے لگوائے۔ اس کوڑے کی دو شاخیں بنی ہوئی تھیں۔

## ایک وضاحت

سیدنا امیر المؤمنین عمر بن الخطابؓ نے شراب نوشی کی سزا میں جو اضافہ کر کے اسی ذرہ تک کر دیا تو یہ پیش آمدہ حالات کی بنا پر تھا اور زجر و توبیخ میں سختی کی ضرورت تھی۔ نیز یہ چیز تمام اکابر صحابہ کرامؓ کی موجودگی میں ان کی رضا مندی سے ہوئی۔ اس پر فریہ یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں اس پر عمل درآمد ہوا اور حضرت علیؓ نے اس بات کی قولاً و فعلاً تائید کی اور فرمایا کہ وکلّ سنّة هذا احب الیّ ربّیٰ اضافہ شدہ سزایہ سب سنت کے موافق ہے اور مجھے بہت پسندیدہ ہے۔

اندریں حالات کسی صحابی نے دہاشمی ہو یا غیر ہاشمی، اس قسم کے اضافہ کو سنت کے طریقے کے خلاف نہیں قرار دیا۔

احباب کی تسکین خاطر کے لیے مزید عرض کیا جاتا ہے کہ اگر عند الضرورة سزا میں اس طرح اضافہ کرنا بدعت ہے (جیسا کہ حضرت عمرؓ سے صادر ہوا) تو

ع ایں گناہیست کہ در شہر ثمانیز کنند

یعنی ”ائمہ معصومین نے بھی شراب خور کی سزا اسی عدد در سے ہی ذکر کی ہے۔

مبارت ذیل ملاحظہ فرمائیے۔ شیعہ کی کتاب فروع کافی میں ہے کہ:

— . . . عن اسحق بن عمار قال سألت ابا عبد الله عليه السلام  
عن رجلٍ شرب حموة خمر قال يجلد ثمانين جلدًا قليلاً  
وكثيرها حرامٌ“

فروع کافی، ج ۳، ص ۱۱۴، باب ما يجب فيه الحد من

الشراب - طبع مکتبہ

دوسری روایت میں ہے کہ:

ابو عبد اللہ علیہ السلام یقول ان فی کتاب علی صلوات  
اللہ علیہ یضرب شراب الخمر ثمانین و شراب التبیذ  
ثمانین“

(فروع کافی، ج ۳، ص ۱۱۷، جلد ثالث باب مذکور)

”یعنی حضرت جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ شراب پینے والے کی سزا  
اسی دُرے ہے خواہ تھوڑی پیئے خواہ زیادہ۔ اور تبیذ پینے کی سزا  
بھی اسی دُرے ہیں“

جعفر صادقؑ کے فرمان سے معلوم ہوا کہ شراب خوری کی سزا جو  
عند الضرورة بڑھادی گئی تھی وہ ہرگز بدعت نہیں تھی۔

### تنبیہ

ولید بن عقبہ کی شراب نوشی اور اس پر سزا کی مزید بحث انشاء اللہ تعالیٰ  
جواب مطاعن عثمانی کے تحت بحث ثانی میں آتے گی۔ وہاں ولید پر تراشیدہ  
الزامات کے جوابات مفصل درج ہوں گے۔ وہاں آپ اس مسئلہ کی باقی  
بحث ملاحظہ فرما سکیں گے۔

### زنا پر حد لگانے کا واقعہ

مُسند امام احمد جلد اول میں مسندات رضوی کے تحت مندرجہ ذیل واقعہ  
مذکور ہے :-

... عن الحسن بن سعد عن ابيه ان يحنس و صفيته كانا  
من سبي الخمس فزنت صفيته برجل من الخمس فولدت  
غلاما فادعاه الزاني ويحنس فاختصما الى عثمان فرفعهما الى

علی بن ابی طالب فقال علی اقصی فیہما بقضاء رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم الولد للفراش وللعاهر الحجر وجدنا  
خمسين خمسين“

دُسندا امام احمد، ج ۱، ص ۴۰، تحت منادات علی بلع مصر۔  
معہ منتخب کتف

”یعنی (خلافت عثمانی میں) ایک شخص مسمیٰ یحس اور مسماة صفیہ  
مال غنیمت میں سے بطور خمس کے قیدی بنا کر لاتے گئے۔ (اس  
دوران) میں صفیہ نے قیدیوں میں ایک شخص کے ساتھ زنا کیا اس کا  
بچہ متولد ہوا۔ بچہ کے متعلق زانی نے اور یحس مذکور نے حضرت عثمان  
کی عدالت میں تنازعہ پیش کیا۔ حضرت عثمان نے اس مقدمہ کو حضرت  
علی کی طرف روانہ کر دیا (کہ ان کا فیصلہ کیجیے)۔ حضرت علی نے فرمایا  
کہ میں نبوی فیصلہ کے مطابق فیصلہ کرتا ہوں، بچہ نکاح والے کو ملے گا  
اور زانی کو بچہ نصیب ہوگا، پھر زانی وزانیہ کو سچاں سچاں تازیانے  
لگاتے گئے“

## بد فعلی کی سزا کا واقعہ

مندرجہ ذیل واقعہ میں حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی کا باہم مشورہ  
ہوا، اس کے بعد مجرم کو سزا دی گئی۔

— عن سالم بن عبد اللہ و ابان بن عثمان و زید بن حسن  
ان عثمان بن عفان اتی برجل قد فجر بغلام من قریش فقال  
احصن؟ قالوا قد تزوج بامرأة ولم یدخل بها بعد

فقال عليُّ لعثمانُ لو دخل بها لجل عليه الرجم فاما اذ لم  
يدخل بها فاجلده الحدة فقال ابو ايوب اشهد اني سمعت  
رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الذي ذكره ابو الحسن  
فامر به عثمان فجلد مائة

(۱) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد لنور الدين البهشمي (علی  
بن ابی بکر المتوفی ۸۰۷ھ بحوالہ الطبرانی ج ۶ ص ۲۴۲-  
باب ماجاء فی اللواط-

(۲) کنز العمال، ج ۳، ص ۹۹ بحوالہ (طب)۔ روایت  
۱۸۳۰، طبع اول قديم۔

حاصل کلام یہ ہے کہ:

”سالم بن عبد اللہ۔ ابان بن عثمان۔ زید بن حسن ان تینوں نے کہا کہ  
حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ایسا شخص لایا گیا  
جس نے ایک قریش کے غلام کے ساتھ بد فعلی کی تھی (حضرت علیؑ بھی  
موجود تھے) حضرت عثمانؓ نے دریافت فرمایا کہ یہ شخص شادی شدہ  
ہے؟ لوگوں نے کہا کہ اس کا نکاح ہوا ہے البتہ رخصتی نہیں ہوتی۔ اس  
وقت حضرت علیؑ نے فرمایا کہ اگر یہ شخص شادی شدہ ہوتا (یعنی رخصتی ہو  
چکی ہوتی) تو اس پر رجم واجب تھا (یعنی سنگسار کر کے اس کو جان سے  
مار دیا جاتا)۔

جب اس کی بیوی کی رخصتی نہیں ہوتی تو اس پر حد لگانی چاہیے۔  
(یعنی دوسرے لگاتے جاتیں) ابو ایوب رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ میں  
گوہی دیتا ہوں کہ جس طرح ابو الحسن (علی بن ابی طالبؑ) نے مسئلہ بیان



کیا ہے اسی طرح میں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا تھا۔  
اس کے بعد حضرت عثمانؓ نے (اس کے اجراء کا) حکم صادر  
فرمایا اور بدکار شخص کو ایک سو درّے لگاتے گئے۔

## چشم تلف کر دینے کا ایک مقدمہ

شیعہ علماء نے اس واقعہ کو فروغ کافی میں امام جعفر صادقؑ سے نقل کیا ہے:

— عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان عثمان اتاه رجل من  
قیس بمرلی له قد لطم عینہ فانزل الماء فیہا وہی قائمۃ  
لیس ببصر بہا شیئاً فقال له اُعْطِیْكَ الدِیۃَ فابی قال فارسل  
بہما الی علی علیہ السلام وقال احکم بین ہذین فاعطاہ  
الدیۃ فابی قال فلم یزالوا یعطونہ حتی اعطودیتین  
قال فقال لیس اربید الا القصاص الخ

(فروع کافی جلد ثالث، ص ۵، ابان الجرح

قصاص، طبع نول کشور کھنوا)

یعنی حضرت جعفر صادقؑ کہتے ہیں کہ قبیلہ قیس کا ایک شخص اپنے  
مولیٰ کے ساتھ حضرت عثمانؓ کے پاس تنازع لے کر آیا کہ اس نے یعنی  
مولیٰ نے اس کی آنکھ پھوڑ ڈالی ہے آنکھ سے بینائی جاتی رہی ہے  
اس میں پانی بھر گیا لیکن آنکھ اپنی جگہ موجود تھی۔

حضرت عثمانؓ نے (مصالحت کی کوشش کرتے ہوئے) فرمایا کہ  
میں تجھے (آنکھ کے عوض میں) دیت دلاتا ہوں۔ اس شخص نے  
عوضانہ لینے سے انکار کر دیا۔ جعفر صادقؑ کہتے ہیں کہ عثمانؓ نے ان

دونوں کو علی بن ابی طالب کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ آپ ان کا فیصلہ کریں  
حضرت علیؑ نے بھی پہلے دیت (یعنی حرم کا عوضانہ) دینا چاہا وہ انکاری  
ہوا حتیٰ کہ دو دینتیں (دو گنا عوضانہ) اس کو دینے کے لیے تیار ہوئے  
مگر اس شخص نے قصاص لینے کے بغیر کوئی چیز قبول نہ کی۔

(۲)

## عثمانی خلافت میں ہاشمی حضرات کے عہدے

### اور مناصب

— سابقہ واقعات سے معلوم ہوا کہ اجراء احکامات کے سلسلہ میں عہد  
عثمانی میں حضرت علیؑ، حضرت عثمانؓ کے ساتھ دستِ راست کے طور پر کام کرتے  
تھے۔

— اب یہ چیز ذکر کی جاتی ہے۔ خلافت عثمانی میں دیگر ہاشمی بزرگوں کو  
بھی جو حضرت علیؑ کے چچا زاد بھائی ہیں اور حضور نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم  
کے بھی عم زاد برادران ہیں، عہدہ قضا پر قاضی تجویز کیا جاتا تھا اور وہ بخوشی اس  
منصب کو قبول کر کے نظامِ خلافت میں شریک کار رہتے تھے۔

اور بعض اوقات ہاشمی نوجوانوں کو اہم مواضع کا والی و حاکم بنا یا جاتا  
تھا۔ وہ حکومت کے اعلیٰ عہدوں پر فائز ہوتے تھے اور نظامِ حکومت میں شامل  
ہو کر عہدہ نظم قائم رکھتے تھے۔

— ان حضرات کے پیشِ نظر ”اسلامی نظام“ کا اجراء و قیام تھا جسے  
وہ بحسن و خوبی سرانجام دیتے تھے اور دینی نظام“ کا احیاء و البقاء تھا جس کو وہ

اعلیٰ پیمانہ پر قائم کیے ہوئے تھے۔  
 ان کے سامنے قبائلی تفریق، نسلی امتیازات اور خاندانی عداوتیں ہرگز نہ تھیں  
 یہ بعد کی پیدا کردہ چیزیں ہیں۔ ناظرین کرام اس عرضداشت کو خوب ملحوظ رکھیں۔  
 — ذیل میں چند واقعات اس مسئلہ پر پیش کیے جاتے ہیں، امید ہے  
 اطمینان کا باعث ہونگے۔

## قضاء کا عہدہ

(۱) — ابوطالب کے برادر عارث بن عبد المطلب کے پوتے مغیرہ بن  
 نوفل بن الحارث قرشی ہاشمی عہد نبوی (علیٰ صابجاہا الصلوٰۃ والسلام) میں ہجرت سے  
 قبل مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ یہ بڑے زیرک، باہمت اور مدبر جوان تھے حضرت  
 علی المرتضیٰ کے بعد انہوں نے حضور علیہ السلام کی نواسی (امامہ بنت ابی العاص)  
 کے ساتھ نکاح کیا تھا۔ حضرت امامہ کی ماں حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم تھیں۔

— مغیرہ بن نوفل کے متعلق تراجم صحابہ کی کتابوں میں لکھا ہے ...  
 . . . . . وكان المغيرة بن نوفل قاضياً في خلافة عثمان  
 یعنی خلافت عثمانی میں مغیرہ بن نوفل قاضی اور جج تھے۔

(۱) — الاستیعاب لابن عبد البر، ج ۳ ص ۳۶۶۔

معہ اصحابہ تحت مغیرہ بن نوفل القرشی ہاشمی۔

(۲) — أسد الغابۃ لابن اثیر الجزیری، ج ۴، صفحہ ۴۰۸

تحت مغیرہ بن نوفل بن الحارث بن عبد المطلب بن ہاشم

(۳) — الاصابہ ومعہ استیعاب ج ۲، ص ۳۳۳ تحت مغیرہ

بن نوفل بن الحارث۔ الخ۔

## گورنری کا عہدہ

(۲) ابوطالب کے بھائی حارث بن عبدالمطلب کے پڑپوتے عبد اللہ بن الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب القرشی الہاشمی ہیں ان کی ماں کا نام ہند بنت ابی سفیان ہے نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں عبد اللہ کا تولد ہوا ان کو ان کی ماں (ہند) اپنی بہن ام حبیبہ (بنت ابی سفیان) جو نبی کریم علیہ السلام کی حرم محترم تھیں، کے پاس لائیں۔ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لاتے۔ فرمایا تم حبیبہ! یہ کون بچہ ہے؟ تو ام حبیبہ نے عرض کیا کہ یہ آپ کے چچا زاد بڑے کا اور میری بہن کا بچہ ہے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بابرکت لعاب دیا عبد اللہ کے منہ میں ڈالا اور ان کے حق میں کلماتِ دعا فرماتے۔

انہی حضرت عبد اللہ کے متعلق مذکور ہے کہ

”..... انہ کان علی مکة زمن عثمان“

”..... خلافت عثمانی کے دوران حضرت عبد اللہ بن الحارث

مکہ شریف پر حاکم اور والی تھے“

(۱) — الطبقات البکیر لابن سعد، ج ۵، ص ۱۵، تحت

عبد اللہ بن الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب

بن ہاشم۔

(۲) تہذیب التہذیب لابن حجر عسقلانی، ج ۵، ص ۱۸۱

جلد خامس، تحت عبد اللہ المذکور

## مکہ میں اہم کاموں پر تعینات

(۳) — صحابہ کرام کے تراجم ذکر کرنے والے علماء نے لکھا ہے کہ عبد اللہ

مذکور کے والد الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب ہاشمی صحابی تھے اور مکہ شریف میں بعض اہم کاموں پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو متعین فرمایا تھا پھر عہد صدیقی اور فاروقی میں حسب سابق امور تھے اور عثمانی دورِ خلافت میں بھی حضرت عثمان کی طرف سے بعض امور پر اسی طرح متعین و مقرر تھے۔ اس کے بعد بصرہ کی طرف منتقل ہو گئے، اور خلافت عثمانی کے آخر میں بصرہ میں ہی ان کا انتقال ہوا۔

یہ مسئلہ عبارتِ ذیل میں درج ہے :

..... واستعمل رسول الله صلى الله عليه وسلم الحارث بن نوفل على بعض اعمال مكة ثم ولاه ابوبكر وعمر وعثمان مكة الخ

(۱) طبقات ابن سعد، ج ۲- ق ۱، ص ۳۹- تحت الحارث

بن نوفل بن الحارث۔

— فاستعمله على بعض عمله بمكة واقوه ابوبكر وعمر وعثمان ثم انتقل الى البصرة..... ومات بها في آخر خلافة عثمان

(۲) الاصابه لابن حجر، ج ۱، ص ۲۹۲- تحت الحارث

بن نوفل بن الحارث۔

عدالتِ عثمانی کی طرف ہاشمیوں کا رجوع کرنا

اور فیصلہ طلب مقدمات کا باہم مشورہ طے پانا

اور عثمانی فیصلوں کی تصدیق و تائید کرنا

مندرجہ عنوانات پر ذیل میں روایات کی کتابوں سے واقعات نقل کیے ہیں۔ انصاف پسند حضرات ان چیزوں پر نظر ٹھانڈے فرمائیں گے تو عثمانی خلافت کی حقانیت و صداقت جیسے نتائج و فوائد پر آسانی مطلع ہو سکیں گے۔

— (۱) —

اس واقعہ کو عبدالرزاقؒ نے المصنف میں اور بیہقیؒ نے السنن الکبریٰ میں ذکر کیا ہے۔

..... هشام بن عروہ یحدث عن ابيه قال اتى عبد الله بن جعفر الزبير فقال انى ابتعت بيعا بكذا وكذا وان علياً يريد ان يأتى عثمان فيسأله ان يحجر على فقال له الزبير فانا شريك فى البيع فأتى على عثمان فقال له ان ابن جعفر ابتاع كذا كذا فاحجر عليه فقال الزبير انا شريكه فى البيع فقال عثمان كيف احجر على رجل فى بيع شريكه الزبير۔

(۱)۔ المصنف لعبدالرزاق، ج ۸، ص ۲۶۷-۲۶۸

باب المنفس والمجور عليه۔

(۲)۔ السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۶، ص ۶۱، باب مذکور

”ہشام بن عروہ اپنے باپ عروہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن جعفر طیار ایک روز حضرت زبیر بن عوام کے پاس پہنچے اور کہنے لگے کہ میں نے فلاں زمین اتنے اتنے (دراہم) سے خرید کی ہے (اور حضرت علیؑ کو یہ خریدنا پسند ہے اور وہ اس کے خلاف ہیں)۔ حضرت علیؑ خلیفہ وقت عثمانؓ کے پاس جا کر میرے خلاف مجھ پر حجر کرنا یعنی (پابندی) لگوانا چاہتے ہیں۔ تو حضرت زبیرؓ نے کہا کہ میں اس بیع میں تیرے ساتھ شریک ہو جاتا ہوں۔ اس کے بعد حضرت علیؑ حضرت عثمانؓ کے پاس تشریف لاتے اور کہا کہ (ہمارے برادر زادے) عبداللہ بن جعفر نے فلاں چیز خریدی ہے آپ ان پر حجر (یعنی پابندی) لگا دیجیے۔ اور حضرت زبیرؓ بھی وہاں پہنچ گئے فرماتے لگے کہ اس خرید میں میں بھی شریک ہوں اس وقت حضرت عثمانؓ نے فرمایا جس بیع میں حضرت زبیرؓ جیسے بزرگ شریک ہو جائیں اس پر میں حجر کیسے کر سکتا ہوں؟ (یعنی پابندی لگانا مناسب نہیں)۔“

(۲)

دوسرا واقعہ امام مالکؒ کی مشہور کتاب موطا امام مالکؒ میں مذکور ہے اور ابن ابی شیبہ اور سعید بن منصور نے بھی اس کو نقل کیا ہے۔

..... عن محمد بن یحییٰ بن حبان قال کانت عند جدی حبان امرأتان

ہاشیة والنصاریة فطلق الانصاریة وہی توضع فمرت بہا

سنۃ ثم ہلک ولم تحض فقالت انا ارثۃ لمرحض فاخصا

الی عثمان بن عفان فقضی لہا بالمیراث فلامت النہاشمیة

عثمان فقال هذا عمل ابن عمك هو اشارة علينا بهذا يعنى على  
بن ابى طالب -

(۱) مؤرخ الامام مالک ص ۲۰۸، باب طلاق المرض مطبوعہ مجتبائی دہلی  
(۲) المصنف لابن ابی شیبہ ج ۵، ص ۲۱۰، باب ما قالوا فی الرجل  
یطلق امرأته، فترفع حیضتها - طبع حیدرآباد دکن -

(۳) کتاب السنن لسعید بن منصور، ص ۳۰۸ - القسم الاول من المجلد  
الثالث - مجلس علمی ڈابھیل -

(۴) المؤرخ الامام محمد، ص ۲۶۹، طبع مصطفائی قدیم - باب المرأة  
یطلقها زوجها طلاقاً... الخ -

حاصل یہ ہے کہ :

محمد بن یحییٰ فرماتے ہیں کہ میرے دادا حبان بن منقذ کے نکاح میں  
دو عورتیں تھیں، ایک ہاشمیہ دوسری انصاریہ۔ حبان نے انصاریہ کو طلاق  
دے دی۔ وہ منعمہ تھی، یعنی بچہ کو دودھ پلاتی تھی۔ حبان اندرین خالات  
فوت ہو گئے۔ انصاریہ کو ایک سال تک حیض نہ آیا۔ اس نے اپنے  
متوفی خاوند کے مال میں میراث کا دعویٰ دائر کر دیا۔ ہاشمیہ و انصاریہ  
دونوں یہ مقدمہ حضرت عثمان کی عدالت میں لے گئیں۔ انصاریہ کو میراث  
سے حضرت عثمان نے حصہ دے دیا تو ہاشمیہ حضرت عثمان کو ملامت کرنے  
لگی۔ حضرت عثمان نے فرمایا کہ تیرے چچا زاد بھائی علی بن ابی طالب نے  
اس میں اسی طرح راستے دی، یہ ان کا فیصلہ ہے جس کو نافذ کیا گیا۔

تنبیہ - اس ہاشمیہ عورت کا نام ہند بنت ربیعہ بن سارث بن عبدالمطلب  
تھا۔ اس کا تذکرہ الاستیعاب جلد چہارم میں اور الاصابہ میں بھی درج ہے۔ وہاں



یہ قصہ بھی منقول ہے اور اُسدا الغابہ میں ہند بن ربیعہ بن عبد المطلب کے تحت قصۂ مندرجہ بالا مذکور ہے۔

اس واقعہ کو شیعہ علماء نے بھی حسبِ عادت قطع و برید کر کے اپنی تصانیف میں ذکر کیا ہے۔ ملاحظہ ہو مناقب ابن شہر آشوب، ج ۳، ص ۱۳۔ جزعہ ثالث طبع ہند قضا یاہ (علیہ السلام) فی عہد الثالث۔

(۳)

”مصنف عبد الرزاق“ جلد سادس میں ایک واقعہ کھلے ہے کہ حضرت عقیل بن ابی طالبؓ کی اپنی زوجہ فاطمہ بنت عقبہ سے ایک دفعہ ناچاقی ہو گئی۔ بیوی عاوند سے ناراض ہو کر حضرت عثمانؓ کی خدمت میں شکایت لے کر پہنچی۔ (روایت میں ہے) کہ

فشدت علیہا ثیابہا فجاءت عثمانؓ فذکرت ذالک لہ  
فضحک فارسل الی ابن عباس و معاویۃ فقال ابن عباس  
لا فرق بینہما فقال معاویۃ ما کنت لا فرق بین شیخین  
من بنی عبد مناف فاتیا فوجد اہما قد اغلقا علیہما  
ابو ایہما و اصلحا امرہما فرجعا۔

(۱) والمصنف لعبد الرزاق جلد ۶ ص ۵۱۳۔ طبع مجلس علمی

(۲) الاصابہ لابن جریر ص ۳۴۲ ج ۲ تحت فاطمہ بنت عقبہ۔

”یعنی عقیل کی بیوی فاطمہ بنت عقبہ نے برقع پہن لیا اور حضرت عثمانؓ کی خدمت میں پہنچی۔ اپنا تمام قصہ بیان کیا۔ رسن کر حضرت عثمانؓ ذوالنورینؓ ہنس پڑے اور اس کھنگڑے کا فیصلہ ابن عباسؓ اور امیر معاویہؓ کے سپرد فرمایا۔ درمیان بیوی کے بیانات سن کر عبداللہ بن عباسؓ

نے کہا کہ میری راتے میں ان دونوں کے درمیان تفریق و بددائی کر دی جاتے۔ اور امیر معاویہؓ نے کہا کہ میں بنی عبدمناف کے دو عمر رسیدہ ہستیوں کے درمیان تفریق کرانا نہیں پاتا۔ اس کے بعد دونوں فیصل حسرات، ابن عباسؓ و امیر معاویہؓ عقیل بن ابی طالب کے گھر تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچ کر کیا دیکھتے ہیں کہ میان بیوی نے گھر کا دروازہ بند کر رکھا ہے اور باہر سے نہ آ سکتے ہیں تو یہ حسرات واپس لے آئے۔

(۴)

عبدالرزاق نے "المصنف" جلد سابع، الباب الصلح میں منورجہ ذیل واقعہ ذکر کیا ہے :-

..... عن ایوب قال کتب الولید الی الحجاج ان سل من قبلک عن المفقود اذ اجاء وقد تزوجت امراته نسأل الحجاج ایا ملیم بن اسامة فقال ابو ملیم حدتني بنیمة بنت عمر الشیبانیة انها فقدت زوجها فی غزوة غزاها فلم تدرا ملک ام لاه فتریصت اربع سنین ثم تزوجت فجار زوجها الاول وقد تزوجت قالت فربک زوجای الی عثمان فوجداه محصوراً نسألاه و ذکر الہ امرهما فقالا لعثمان اعلیٰ هذه الحال؟ قال قد وقع ولا بد قال فخیرو الاول بین امراتہ و بین صدقها قال فلم یلبث ان قتل عثمان فربک بعد حتی اتیا علیاً بالکوفة فسألاه فقال اعلیٰ هذه الحال؟ قال قد کان ما تری ولا بد من القول فیہ قالت و اخبراه بقضاء عثمان فقال ما اری لهما الا ما قال عثمان -

فانتخارا لاول الصدق قالت فاعنت نوحی الآخر بالفین كان  
الصدق اربعة آلاف -

(المصنف لعبد الرزاق، ج ۷، ص ۸۸-۸۹ - باب التي تطلق  
مملک زوجها)

... ابو یحییٰ بن اسامہ کہتے ہیں کہ ایک عورت بیہیمہ بنت عمر شیبانیہ نے  
مجھے بیان کیا، ایک غزوہ میں اس کا خاوند منفقود الخیر ہو گیا۔ پتہ نہیں چلتا تھا  
کہ مر گیا یا زندہ ہے؟ وہ عورت چار برس تک انتظار کرتی رہی تا کہ کوئی  
خبر مل سکے، اس کے بعد اس نے دوسری جگہ نکاح کر لیا (جب شادی  
ہو چکی تو) پہلا شوہر پہنچ گیا (تازہ رونما ہو گیا) بیہیمہ بنت عمر نے کہا کہ  
فیصلہ کرانے کے لیے، میرے دونوں خاوند حضرت عثمانؓ کی خدمت میں  
پہنچے۔ ان آیام میں حضرت عثمانؓ باغیوں کی وجہ سے محصور تھے۔ زوجین  
نے اپنا مسئلہ پیش کیا۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ ان حالات میں دریا  
کرتے ہو؟ انہوں نے (معذرت کرتے ہوئے) عرض کیا کہ یہ واقعہ پیش آ  
گیا اس کا فیصلہ ضروری ہے۔ تو حضرت عثمانؓ نے فیصلہ فرمایا کہ پہلے  
خاوند کو دو صورتوں میں سے ایک اختیار کرنی ہوگی، یا تو عورت کو اختیار  
کرے، یا اپنا مہر لے لے، کچھ دن گزرے تو حضرت عثمانؓ شہید کر دیتے  
گئے۔ اور (حضرت علیؓ خلیفہ مقرر ہوئے)۔

پھر دونوں خاوند حضرت علیؓ کے پاس کو فرم میں مقدمہ لے گئے حضرت  
مرفعی سے فیصلہ طلب کیا تو انہوں نے بھی فرمایا کہ ان پریشان کن حالات  
میں دریافت کرتے ہو؟ جو اب میں دونوں نے عذر خواہی کرتے ہوئے  
فیصلہ کے لیے اصرار کیا اور حضرت عثمانؓ کا سابقہ فیصلہ بھی بتایا تو اس وقت

حضرت علیؑ نے فرمایا کہ اس مقدمہ کے متعلق میرا وہی فیصلہ ہے جو عثمانؓ نے دیا۔ میری وہی راستے ہے جو عثمانؓ نے قائم کی۔ تو پہلے خاوند نے مہر لینے کو پسند کیا۔ بیہیمہ کہتی تھی کہ مہر چار ہزار درہم تھا۔ مہرا کر نے میں میں نے دو ہزار دے کر دوسرے خاوند کی اعانت کی۔“

(۴)

## امیر المؤمنین سیدنا عثمان بن عفان کا ہاشمی حضرات کی عظمت کو ملحوظ رکھنا اور ہاشمیوں کے جنازے کی نماز پڑھانا

— عنوان بالا کے سلسلہ میں چند چیزیں یہاں ذکر کی جاتی ہیں ان میں حضرت عثمان ذوالنورینؓ اور اکابر ہاشمی حضرات کے خوش ترمراسم درج ہیں اور دونوں خاندانوں کے مابین عمدہ تعلقات مذکور ہیں۔

(۱)

### حضرت عباس بن عبدالمطلب کا احترام

سیدنا عباسؓ جس طرح علی المرتضیٰ کے عم محترم ہیں اسی طرح سیدنا کنوین نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا ہیں بنی ہاشم کے اکابر بزرگ ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی حد درجہ تعظیم فرماتے تھے اور ان کے اکرام کا پورا پورا خیال رکھتے تھے چنانچہ روایات کی کتابوں میں منقول ہے کہ

(۱) — وقد كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يجده و

يعظمه وينزله منزلة الوالد من الولد ويقول هذا  
بقية آباءى“

(البدایہ لابن کثیر، ج ۷، ص ۱۶۱-تذکرہ عباس بن عبدالمطلب  
تحت سنۃ ۳۲ھ)

”یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم عباس بن عبدالمطلب کا اجلال و  
احترام کرتے تھے، جیسے اولاد اپنے والد کی عزت و توقیر کرتی ہے۔  
اور آپ فرماتے تھے حضرت عباسؓ ہمارے آباء و اجداد کے تقایا  
ہیں یہ باقی رہ گئے ہیں دوسرے فوت ہو چکے ہیں۔“

(۲) — نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت و تابعداری کرتے ہوئے حضرات  
صحابہ کرامؓ بھی حضرت عباسؓ کا اکرام و اجلال ملحوظ رکھتے تھے حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ کے  
متعلق مذکور ہے۔

— ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ و عثمان بن عفان کا نا افا  
مترا بالعباس و ہمارا کبان توجلا اکوا مالہ۔

(۱) البدایہ، ج ۷، ص ۱۶۲-تذکرہ عباس تحت سنۃ ۳۲ھ

(۲) الاستیعاب لابن عبد البر، ج ۳، ص ۹۸، معہ اصاہیہ

تذکرہ عباس بن عبدالمطلب۔

(۳) تہذیب التہذیب، ج ۵، ص ۱۲۳-تحت عباس

بن عبدالمطلب۔

یعنی سیدنا عمر فاروق و سیدنا عثمان ذوالنورینؓ جب سوار ہونے کی  
حالت میں حضرت عباسؓ کے پاس گزرتے تو سواری سے اتر جاتے اور  
پیادہ پا چلنے لگتے۔ یہ حضرت عباسؓ کے احترام کے پیش نظر کرتے تھے“

(۳) — حضرت عثمان ذوالنورین کی خلافت کے زمانہ میں ایک شخص نے حضرت عباسؓ کی توہین کی، اس پر حضرت عثمانؓ نے اس کو سزا دی تھی۔ طبری اور کنز العمال میں یہ قصہ مندرج ہے۔

— ... عن القاسم بن محمد قال كان مما احدث عثمان رضي  
 به منه انه ضرب رجلاً في منازعة استخفت فيها بالعباس  
 بن عبد المطلب فقيل له فقال ابلغهم رسول الله صلى الله  
 عليه وسلم عيته وارخص في الاستخفاف به لقد خالف  
 رسول الله صلى الله عليه وسلم من رضي فعل ذاك فوضي  
 به منه -

حاصل یہ ہے کہ قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ ذوالنورین نے ایک  
 جدید کام کیا اور وہ پسند کیا گیا۔ وہ یہ کہ ایک شخص کا عم نبوی حضرت عباسؓ  
 کے ساتھ تنازعہ ہو گیا۔ اس نے حضرت عباسؓ کے حق میں نخت آمیز کلمات  
 استعمال کیے۔ اس پر حضرت عثمانؓ ذوالنورین نے اس کو زور و کوب کیا۔ لوگوں  
 نے حضرت عثمانؓ کو کہا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ جو ابا فرمانے لگے کہ نبی  
 اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے چچا عباسؓ کی تعظیم کریں اور میں ان کے استخفاف  
 و استخفار کی رخصت دے دوں؟

جو شخص ایسے فعل پر راضی ہو اور اس کو پسند کرے اس نے نبی کریم  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کر دی۔“

(۱) تاریخ ابن جریر طبری، ج ۵، ص ۱۳۶۔ تحت ذکر بعض

سیر عثمانؓ

(۲) کتاب التہدید والبیان فی منقل الشہید عثمانؓ، ص ۸۵-۸۶

(۳) کنز العمال، ج ۷، ص ۶۹، طبع اول کتاب الفضائل -  
ذکر عباس بن عبدالمطلب -

(۲)

## حضرت ذوالنورین نے حضرت عباس کی نماز جنازہ پڑھائی

(۱) — ابن عبدالبر نے الاستیعاب میں اور ابن کثیر نے البدایہ میں مسئلہ مذکور درج کیا ہے، فرماتے ہیں:

..... "توفي العباس بالمدینة يوم الجمعة لاثنتی عشرة  
لیلة خلت من رجب وقيل بل من رمضان سنة اثنتین و  
ثلاثین (س ۳۲) قبل قتل عثمان رضی اللہ عنہ بسنتین و  
صلی علیہ عثمان رضی اللہ عنہ ودفن بالبقیع وهو ابن ثمان  
وثمانین سنة"

(۱) الاستیعاب لابن عبدالبر جلد ثالث، ص ۱۰۰،  
تذکرہ عباس بن عبدالمطلب -

(۲) البدایہ لابن کثیر، جلد ۷، ص ۶۲ تحت سنہ ۳۲ھ  
ذکر عباس -

یعنی ۳۲ھ (بتیس ہجری) ۱۲ رجب یا (عند البعض) رمضان المبارک  
بروز جمعہ مدینہ طیبہ میں حضرت سیدنا عباس بن عبدالمطلب کا انتقال  
ہوا۔ حضرت عثمان کی شہادت سے قریباً دو برس قبل یہ واقعہ پیش آیا۔  
نماز جنازہ حضرت ذوالنورین عثمان نے پڑھائی اور حنت البقیع میں مدفون

ہوتے۔ اٹھاسی سال کی عمر پائی۔“

حضرت علیؑ کے صاحبزادہ محمد بن حنفیہ کی نماز جنازہ  
حضرت عثمان غنیؓ کے صاحبزادے ابان بن عثمانؓ  
نے پڑھائی۔

(۲) — محمد بن حنفیہ کی والدہ (زور بنت جعفر بن قیس) قبیلہ بنی حنیفہ سے تھی۔ جنگ یمامہ کے قیدیوں میں قید ہو کر آئی تھی حضرت صدیق اکبرؓ کے حکم سے حضرت سیدنا علیؑ کو عطا کی گئی۔

محمد بن حنفیہ کی وفات محرم الحرام کی ابتداء ۳۱ھ میں ہوئی۔ اس وقت ان کی عمر (۶۵) پینسٹھ سال کی تھی خلیفہ وقت عبدالملک بن مروان تھا۔ خلیفہ وقت کی نجاب سے مدینہ طیبہ کے والی و حاکم حضرت ابان بن عثمان بن عفان تھے۔ جب محمد بن حنفیہ کا جنازہ لایا گیا اس وقت ابان بن عثمان غنیؓ بھی تشریف لائے۔ محمد بن حنفیہ کے بیٹے ابوشامہ عبداللہ وغیرہ موجود تھے، انہوں نے ابان بن عثمانؓ کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ:

”نحن نعلم ان الامام اولیٰ بالصلوٰۃ ولو لاذالک ما قد مناک

فقال زید بن السائب اھکذا سمعت اباہا شم یقول فتقدم

فصلی علیہ۔

(طبقات ابن سعد، ج ۵، ص ۸۶۔ طبع لیدن، تذکرہ

محمد بن حنفیہ)

» یعنی ہم کو معلوم ہے کہ (مسلمانوں کا) امام اور حاکم نماز پڑھانے کا زیادہ خدا رہتا ہے۔ اگر یہ مسئلہ اس طرح نہ ہوتا تو ہم آپ کو



مقدم نہ کرتے۔ پھر ابان بن عثمان بن عفان آگے بڑھے اور محمد بن حنفیہ کی نماز جنازہ پڑھاتی ۱۱

## تنبیہ

ناظرین کرام کی خدمت میں ہم یہاں ایک سابقہ مسئلہ کی یاد دہانی کرنا مناسب خیال کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ دین اسلام کا قاعدہ اور قانون یہ ہے کہ نماز جنازہ پڑھنے کا حق امیر المؤمنین اور حاکم وقت کو ہوتا ہے جیسا کہ یہاں یہ مسئلہ حضرت علیؑ کے پوتے اور محمد بن حنفیہ کے لڑکے بیان کر رہے ہیں یا پھر وہ شخص پڑھا سکتا ہے جسے حاکم وقت کی اجازت حاصل ہو۔ اس قاعدہ شرعی کے تحت حضرت سیدہ فاطمہ الزہراءؑ کا جنازہ حضرت سیدنا امیر المؤمنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھایا تھا اور کسی صاحب نے نہیں پڑھایا۔ اور جہاں کہیں روایات کی کتابوں میں صدیق اکبرؑ کے ماسوا اس جنازہ پڑھنے کا ذکر پایا جاتا ہے وہ راوی کا اپنا ظن و گمان ہے اور قاعدہ شرعی دمسلم بین الفرقین کے مقابلہ میں روایت کرنے والے کا اپنا گمان و ظن متروک ہوتا ہے قبل ازیں کتاب ہذا کے صدیقی حصہ (بحث جنازہ سیدہ فاطمہؑ) میں یہ مسئلہ مفصل و مدلل بیان کر دیا گیا ہے۔ رجوع فرمادیں۔

## عبداللہ بن جعفر طیار کا جنازہ حضرت ابان بن عثمانؑ نے پڑھایا

(۳) حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب حضرت علی المرتضیٰ کے حقیقی بھتیجے اور داماد تھے بنی ہاشم کے مشہور بزرگ اور نیک صالح آدمی تھے۔ اکثر مورخین اور اہل التراجم نے لکھا ہے کہ ان کا انتقال سن اسی (۶۸) ہجری میں مدینہ طیبہ میں ہوا۔ خلیفہ عبدالملک کی طرف سے اس وقت مدینہ کے حاکم اور امیر ابان بن سیدنا عثمان بن عفان تھے۔ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار فوت ہوئے تو ان کی نماز جنازہ حضرت ابان موصوف

نے پڑھائی۔ یہ اُس سال کا واقعہ ہے جس سال مکہ میں بہت بڑا سیلاب آیا تھا اور لڑے ہوئے اونٹوں کو بھی بہا کر لے گیا تھا (اس کو عام الحجات کہتے تھے)۔

(۱) الاستیعاب لابن عبدالبرء ج ۲، ص ۲۶۷ معہ الاصابہ، تذکرہ عبداللہ بن جعفر)۔

(۲) اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ لابن اثیر الجزری، ج ۳، ص ۱۳۵۔  
تذکرہ عبداللہ۔

(۳) الاصابہ فی احوال الصحابہ لابن حجر، ج ۲، ص ۲۸۱ معہ استیعاب تذکرہ عبداللہ بن جعفر طیار۔

(۵)

## خلافتِ عثمانی میں ہاشمی حضرات کا شریک جہاد ہونا

حضرت سیدنا ذوالنورین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں دیگر صحابہ کرام کی طرح ہاشمی حضرات بھی ہر مرحلہ پر امیر المؤمنین عثمانؓ کے ساتھ ہوتے تھے اور ہر مقام میں ایک دوسرے کے معاون و مددگار ہوتے تھے۔ اور ان حضرات کے درمیان قبائلی تعصب اور باہمی عصبیت کا شائبہ تک نہ تھا۔ چنانچہ اس نوع کے چند واقعات ذکر کیے جاتے ہیں جن میں حضرت علیؓ کے صاحبزادوں (سیدنا حسنؓ و سیدنا حسینؓ) و بھتیجوں و چچا زاد بھائیوں وغیرہ ہاشمی حضرات کا جنگی مواقع میں شریک کار ہونا اور شریک جہاد ہونا ثابت ہے۔

(۱)

## غزوة طرابلس وافرقيہ وغیرہ

(۲۶)

مشہور مؤرخ ابن اثیر الجزری نے اکامل میں اور ابن خلدون نے تاریخ ابن خلدون میں نقل کیا ہے کہ :

(۱) . . . . . فاستشار عثمان من عندہ من الصحابة فاشار اكثرهم بذلك فجهز اليه العساكر من المدينة وفيهم جماعة من اعيان الصحابة منهم عبد الله بن العباس وغيره فسار بهم عبد الله بن سعد الى افرقيّة فلما وصلوا الى بركة لقيهم عقبة بن نافع فيمن معه من المسلمين الخ

اکامل لابن اثیر الجزری، ج ۳، ص ۴۵۔ تحت

سنة ست وعشرين (۲۶)۔ طبع مصر

(۲) . . . . . ثم لما ولي عبد الله بن ابي سرح استأذن عثمان في ذلك واستمده فاستشار عثمان الصحابة فاشاروا به فجهز العساكر من المدينة وفيهم جماعة من الصحابة منهم ابن عباس وابن عمرو وابن عمرو بن العاص وابن جعفر والحسن والحسين وابن الزبير وساروا مع عبد الله بن ابي سرح سنة ست وعشرين وقيهم عقبة بن نافع فيمن معه من المسلمين ببرقة ثم ساروا الى طرابلس فتهيئ الروم عندها ثم ساروا الى افرقيّة وبتوا السرايا في كل ناحية۔

تاریخ ابن خلدون، ج ۲، ص ۳۰۳۔ تحت عنوان ولایت عبداللہ

بن ابی سرح علی مصر و فتح افریقیہ)

ان روایات کا مطلب یہ ہے کہ:

۲۶ھ (۶۴۷ء) میں جب عبداللہ بن سعد بن ابی سرح (مصر کے علاقے) امیر اور والی مقرر ہوئے تو (خلیفہ وقت) حضرت عثمان ذوالنورین سے (مغربی ممالک طرابلس وغیرہ) اور افریقیہ کی طرف جہاد پر جانے کے لیے اذن طلب کیا۔

صحابہ کرام سے مشورہ

حضرت عثمان نے اس معاملہ میں حضرات صحابہ کرام سے مشورہ طلب کیا۔ ان حضرات نے جہاد پر جانے کا مشورہ دیا کہ ان اطراف میں اسلامی لشکر جانا چاہیے۔ انہوں نے حالات مدینہ طیبہ سے جہاد کے لیے ایک لشکر مرتب کیا گیا جس میں صحابہ کرام کی ایک جماعت شامل ہوئی۔

عبداللہ بن العباسؓ، عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ، عبداللہ بن جعفر، الحسن بن علی المرتضیٰ، حسین بن علی المرتضیٰ، عبداللہ بن الزبیرؓ وغیرہم حضرات اس میں شریک و شامل تھے۔ اور یہ حبش اسلامی (۲۷ھ) میں عبداللہ بن ابی سرح کی نگرانی و قیادت میں جہاد کے لیے روانہ ہوا۔ اور برقعہ کے مقام پر غصبہ بن نافع سے ان کی ملاقات ہوئی اس کے ساتھ مسلمانوں کی ایک جماعت تھی۔ پھر یہ تمام حضرات طرابلس وغیرہ کی طرف چل پڑے۔ اور علاقہ روم سے ان کو عنایت حاصل ہوتے اس کے بعد (دیکھ کر) جماعت افریقیہ کی ہمہ کی طرف روانہ ہو گئی۔ اور اس ملک کے مختلف علاقہ جات کی طرف انہوں نے اپنے نجاہدین بھیلے دیتے۔“

تنبیہ :- افریقہ کی ان جنگوں کو بعض مؤرخین نے ۲۷ھ (سبع و عشرين) کے تحت درج کیا ہے۔ چنانچہ خلیفہ ابن خیاط نے اپنی تاریخ کے جلد اول میں ۲۷ھ کے واقعات میں ان کو ذکر کیا ہے۔

تاریخ خلیفہ بن خیاط، ج ۱، ص ۳۴، تحت سنۃ ۲۷ھ  
(سبع و عشرين)

(۲)

## غزوة خراسان و طبرستان و جرجان وغیرہ میں شریک ہونا (سنہ ۳۷ھ)

اس کے چند برس بعد مندرجہ ذیل ممالک کی طرف سعید بن العاص اموی کی قیادت میں ایک لشکر اسلامی کو فد سے سنتہ تیس ہجری میں روانہ ہوا۔ اس میں بھی اکابر ہاشمی حضرات پوری طرح شریک کار ہوئے، مدتوں جہاد میں شریک عمل رہے۔ فتوحات حاصل کیں، غنائم میں سے حصہ لیا اور بخیر و عافیت واپس ہوئے۔

ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں ابن اثیر جزیری نے الکامل میں اور ابن کثیر نے البدایہ میں اپنی عبارات میں ان واقعات کو درج کیا ہے اور ابن خلدون نے اپنی تاریخ میں اس کو نقل کیا ہے۔

(۱) — . . . . عن حدیث بن مالک قال غزا سعید بن العاص  
من الکوفة سنۃ ۳۷ھ یرید خراسان ومعہ حدیفة بن الیمان  
وناس من اصحاب رسول اللہ ومعہ الحسن والحسین وعبد اللہ  
بن العباس وعبد اللہ بن عمر وعبد اللہ بن عمرو بن العاص و

عبد اللہ بن الزبیر الخ

(تاریخ الامم والملوک لابن جریر الطبری، ج ۵، ص ۵۷،  
تحت سنة ثلاثین<sup>۱</sup> - طبع قدیم مصر)۔

(۲) — . . . . . فان سعیداً غزاها من الكوفة سنة ثلاثين و  
معه الحسن والحسين وابن عباس وابن عمر بن الخطاب و  
عبد الله بن عمرو بن العاص وحذيفة بن اليمان وابن الزبير  
ناس من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم الخ

(تاریخ ابن اثیر الجزیری (الکامل)، ج ۳، ص ۵۴ - ذکر  
غزوه طبرستان)

(۳) — ذکر المدائینی ان سعید بن العاص ركب في جيش فيه  
الحسن والحسين والعبادة الاربعة وحذيفة بن اليمان في خلق  
من العصابة وسار بهم فمر على بلدان شتى يعال محونة على اموال  
جزيلة حتى انتهى الى بلد معاملة جرجان فقاتلوه حتى  
احتاجوا الى صلوة الخوف ۱۱

البدایہ لابن کثیر، ج ۷، ص ۱۵۴ - تحت سنة ثلاثین من الهجرة -

(۴) تاریخ ابن خلدون، ج ۲، ص ۱۰۸ - تحت عنوان، غزوة

طبرستان، طبع بیروت -

مندرجات بالا کا حاصل یہ ہے کہ

سن تین ہجری میں کوفہ کے مقام سے جہاد کے لیے ایک جیش اسلام تیار ہو کر  
خراسان وغیرہ ممالک کی طرف روانہ ہوا۔

لشکر کی کمان اور قیادت سعید بن العاص اموی نے کی جو حضرت عثمان کی جانب

سے کوفہ کے حاکم تھے)۔ اس لشکر میں بہت سے اکابر حضرات شریک ہوئے شریک ہونے والوں میں حضرت حسن بن علی، حضرت حسین بن علی، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص، حضرت عبداللہ بن الزبیر، حضرت حذیفہ بن الیمان، وغیرہم حضرات تھے۔

مختلف مواضع اور شہروں پر ان کا گذر ہوا۔ اموال کثیرہ پر صلح و مصالحت ہوتی گئی۔ حتیٰ کہ جرجان کے علاقہ میں جا پہنچے۔

وہاں جنگ و قتال کی نوبت پیش آئی اور اس موقع پر صلوة الخوف بھی پڑھی گئی۔

(۳)

## سن ۳۲ ہجری میں شرکت جہاد کا ایک واقعہ

سن ۳۲ھ میں سیدنا عثمان بن عفان کے دور خلافت میں سعید بن العاص (اموی) کی ماتحتی میں اسلامی لشکر بلخجہ کے علاقہ میں پہنچا۔ اہل بلخجہ اور ترک قوم دونوں نے مل کر مسلمان فوجوں کا مقابلہ کیا اور شدید قتال پیش آیا۔ مسلمانوں کے ایک عظیم آدمی عبدالرحمن بن ربیعہ شہید ہو گئے۔ دوقتی طور پر مسلمانوں کو شکست کا سامنا ہوا۔

— پھر مسلمانوں نے اپنی فوج کے دو حصے کر لیے۔ فوج کا ایک حصہ بلاذخر کی طرف روانہ ہو گیا۔ اور فوج کا دوسرا حصہ علاقہ جیلان و جرجان کی جانب چل دیا۔ لشکر کے اس دوسرے حصہ میں حضرت سلمان فارسی اور حضرت ابوہریرہ شامل و شریک تھے۔

مؤرخ ابن جریر طبری اور ابن اثیر جزیری اور ابن کثیر دمشقی نے اپنے اپنے

الفاظ میں واقعہ ہذا کو نقل کیا ہے۔ اور مندرجہ ذیل عبارت البدایہ سے منقول ہے۔  
 . . . . . فقتل یومئذ عبد الرحمن بن ربیعہ کان یقال لہ  
 ذوالنور و انہزم المسلمون فافتقروا فرقتین ففرقتہ  
 ذہبت الی بلاد الخزر۔ و فرقتہ سلکو اناحیۃ جیلان و  
 جرجان و فی ہؤلاء ابوہریرۃ و سلمان الفارسی رضی اللہ  
 عنہم۔

(۱)۔ تاریخ ابن جریر الطبری، ج ۵، ص ۷۸، تحت سنۃ  
 ۳۲ھ۔ طبع مصر قیومی۔

(۲)۔ الکامل لابن اثیر الجزری، ج ۳، ص ۶۶، تحت سنۃ  
 ۳۲ھ۔ طبع مصر۔

(۳)۔ البدایہ، ص ۱۶۰، لابن کثیر، جلد سابع تحت سنۃ ۳۲ھ  
 طبع مصر۔

جہاد میں شرکت اور اس قسم کے واقعات اسلامی تاریخ میں بہت پاتے جاتے  
 ہیں۔ بڑے بڑے اکابر صحابہ حضرت عثمانؓ کی خلافت کے دور میں ہمیشہ شریک جہاد رہتے  
 تھے۔ مندرجہ واقعہ میں حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت سلمان فارسیؓ کا شریک غزوات ہونا  
 مذکور ہے۔

حضرت سلمان فارسیؓ وہ بزرگ ہیں جو شیعہ احباب کی روایات کی رو سے ہمیشہ  
 ہر کام میں حضرت علی المرتضیٰؓ کی منشا اور رضا مندی کو سامنے رکھتے تھے۔ اور ان کے مشورہ  
 کے بغیر کوئی عملی پروگرام نہیں جاری کرتے تھے۔ اور حضرت علیؓ کے خاص ہم نواؤں میں  
 سے تھے۔

مطلب یہ ہے کہ جس طرح خود ہاشمی حضرات خلافت عثمانی میں شریک جہاد



رہتے تھے اسی طرح ہاشمیوں کے ہم نوا حضرات بھی اس دورِ مبارک میں شرکتِ جہاد کو کارِ خیر جانتے تھے اور جہاد میں عملاً حصہ لیتے تھے۔

(۴)

## ۳۵ کا ایک واقعہ

— حضرت سیدنا عباس بن عبدالمطلبؓ کے ایک فرزند معبد بن العباس ہیں۔ ان کی کنیت ابو العباس ہے۔ ان کی والدہ کا نام ام الفضل ہے۔ ام الفضل حضرت یمونہ (ام المومنین) کی ہمیشہ تھیں۔

حضرت معبد بن العباسؓ حضور علیہ السلام کے عہدِ مبارک میں متولد ہوئے تھے۔ بچپنِ تھانبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث محفوظ نہیں کر سکے۔ ان کے متعلق علماء تراجم نے لکھا ہے کہ سیدنا عثمان بن عفانؓ کے عہدِ خلافت میں یعنی ۳۵ھ میں عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کی ماتحتی میں افریقیہ کے علاقہ میں شریکِ جہاد ہوئے اور وہاں شہید ہو گئے۔ بعض علماء نے معبد بن عباس کے شرکتِ جہاد کے واقعہ کو ۳۵ھ سے قبل بھی ذکر کیا ہے جیسا کہ بلاذری نے فتوح البلدان میں لکھا ہے۔

مندرجہ ذیل عبارت میں یہ واقعہ منقول ہے۔ اہل علم کی تسلی کے لیے عبارت ذکر کی جاتی ہے۔

— معبد بن العباس بن عبدالمطلب بن ہاشم القُرَشِیّی  
الہاشمی یکنیٰ ابوالعباس ولد علی عہد رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم ولم یحفظ عنہ قتل بافریقیۃ شہیداً استۃ

خمس وثلاثین فی زمن عثمان رضی اللہ عنہ وکان قد غزاها  
مع ابن ابی سرح و امہ ام الفضل لبابۃ بنت الحارث اخت  
میمونۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۱) الاستیعاب لابن عبدالبر (مصاصابہ) ج ۳، ص ۲۳۶-۲۳۷  
تحت معبد بن العباس۔

(۲) — الاصابہ لابن حجر و معہ استیعاب (جلد ثالث ص ۲۵۷)  
تحت معبد بن العباس۔

(۳) — اسد الغابہ، جلد رابع لابن اثیر الجزیری، ص ۳۹۲۔  
تحت معبد مذکور۔

(۴) — فتوح البلدان بلاذری، ص ۲۳۲۔ تحت فتح افریقیہ،  
طبع اولی، مصر۔

ناظرین کرام!

— ان تاریخی حقائق نے بتلا دیا کہ حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں  
ہاشمیوں اور امویوں کے درمیان قبائلی تعصب نہ تھا اور قبیلہ پرستی کا تصور پیش نظر  
نہ تھا اور نہ ہی ہاشمی، اموی امتیازات ان کے سامنے تھے، صرف اللہ کے دین کی  
سر بلندی کی خاطر باہم متفق و متحد ہو کر کام کرتے تھے اور اسلام کی اشاعت کے  
لیے جہاد میں شامل ہوتے تھے۔

(۶)

سید عثمانؓ کی خلافت میں نبی کریمؐ کے رشتہ داروں کے مالی حقوق  
سر دار و دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ مقدس میں حضور کے رشتہ داروں کے

مالی حقوق خمس سے - فہرک کی آمد سے - اور دیگر فتوحات و عطیات وغیرہ سے ادا کیے جاتے تھے۔ پھر سیدنا صدیق اکبرؓ کے دور میں بھی نبوی دستور کے موافق ذوی القربی کے مالی حقوق پورے کیے جاتے تھے۔ حضرت فاروق اعظمؓ کی خلافت میں بھی اقارب رسولؐ کے یہ واجبات احسن طریقہ سے پورے ہوئے۔ ان کی تفصیلات فریقین کی کتب کے حوالہ جات کے ساتھ قبل ازیں حصہ صدیقی و حصہ فاروقی میں ہم درج کر چکے ہیں۔

اب حصہ عثمانی میں "مالی حقوق" کی ادائیگی کے مسئلہ کو دہرا مناسب خیال کیا ہے تاکہ ناظرین بانگمیں پرواضح ہو جائے کہ حضرت عثمانؓ بھی اپنی خلافت میں "مالی حقوق" کو صحیح طور پر ادا کرتے تھے۔ خلفاء ثلاثہ میں سے کسی خلیفہ نے بھی یہ حقوق نہ تو ضائع کیے اور نہ غضب کیے بلکہ اموال مفتوحہ میں سے موقع بموقع ادا کرتے رہے۔

— جہدِ اہل اسلام کے نزدیک یہ چیز مسلم ہے کہ حضرات خلفاء ثلاثہ عادل اور منصف تھے، ظالم اور بغاصب نہیں تھے۔ حضرت عثمانؓ نے کسی شخص پر ظلم اور ستم روا نہیں رکھا۔ عدل و انصاف ان کی صفت تھی۔ خمداروں کا حق ادا کرنا اپنا فریضہ سمجھتے تھے۔ حق تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے ساتھیوں کی قرآن مجید میں یہ صفت بیان کی ہے کہ :

”يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا ۗ لَخ

یعنی اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رضا طلب کرنا ان کا شیوہ ہے۔“

تو یہ حضرات ایسے کام کرتے تھے جن سے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہو۔ اور جن کاموں سے حق ناراض ہوں وہ ان کے نزدیک بھی نہیں جاتے تھے۔ لہذا قرآن مجید کی ان تصریحات کے بعد واقعات اور حوالہ جات کی شکل میں چند چیزیں پیش خدمت ہیں جو اصل مضمون کے ایسے مؤید ہیں۔ اور تاریخ اسلامی کے اوراق پر ثبت ہیں۔

اس مسئلہ کے اثبات کے لیے پہلے چند ایک واقعات اپنی کتابوں سے ناظرین کی خدمت میں پیش کیے جاتے ہیں۔ اس کے بعد شیعہ احباب کی کتابوں سے اس مسئلہ کی تائید سامنے رکھی جاتے گی۔

## حضرت علیؑ کے لیے عثمانی عطیات

(۱) — سعید بن العاص حضرت عثمانؓ کی طرف سے کوفہ کے والی و حاکم تھے۔ ایک دفعہ کوفہ سے مدینہ پہنچے۔ اس موقع کا واقعہ لکھا ہے :

«تَدَامَ سَعِيدُ بْنُ الْعَاصِ الْمَدِينَةَ وَافْدًا عَلَى عِثْمَانَ فَبِعِثَ إِلَى وَجْهِ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ بِصَلَاتٍ وَكُسَىٰ وَبِعِثَ إِلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَيْضًا فَاقْبَلَ مَا بَعِثَ إِلَيْهِ -

و یعنی سعید حضرت عثمانؓ کی خدمت میں کوفہ سے مدینہ پہنچے اور ہاجرین و انصار کے سرکردہ لوگوں کی طرف عطیات بھجوائے اور کپڑے پوشنا کیں ارسال کیں اور حضرت علیؑ کی طرف بھی عطیے اور ہدیے ارسال کیے حضرت علیؑ نے ان کو قبول فرمایا «طبقات ابن سعد ج ۵، ص ۲۱ تحت سعید بن العاص»

(۲) — اسی طرح سن ۳۷ھ میں جب خراسان کا علاقہ اور آمل اور مرو وغیرہ مقامات عبداللہ بن عامر فاتح کی نگرانی کے تحت مفتوح ہوئے اور ان مہموں کے بعد عبداللہ بن عامر واپس مدینہ طیبہ پہنچے تو امیر المؤمنین عثمانؓ کی خدمت میں حاضر رہے۔ اس کے بعد اہل مدینہ کو عطیات دینے شروع کیے حضرت علیؑ کو تین ہزار درہم بھجوائے۔ حضرت عثمانؓ کو معلوم ہوا تو انہوں نے عبداللہ بن عامر کو فرمایا کہ تیرا بڑا ہوتو نے علیؑ بن ابی طالب کے لیے صرف یہ قلیل رقم ارسال کی عبداللہ بن عامر نے عرض کیا کہ ایک شخص کو زیادہ دے دینے کو میں نے ناپسند کیا اور

اس کے متعلق آپ کی رائے بھی مجھے معلوم نہ تھی۔

امیر المؤمنین عثمانؓ نے فرمایا کہ حضرت علیؓ بن ابی طالب کو زیادہ دیکھیے اس کے بعد عبداللہ نے حضرت علیؓ کی طرف بیس ہزار درہم ارسال کیے اور اس کے ساتھ دیگر اشیاء بھی بھجوائیں۔

— مسجد نبوی میں ایک حلقہ لگا ہوا تھا۔ اس کے پاس حضرت علیؓ تشریف لائے۔ وہ لوگ قریش کے متعلق عبداللہ بن عامر کے ہدایا و عطایا کا باہم تذکرہ کر رہے تھے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ عبداللہ بن عامر قریشی جوانوں کے سردار ہیں۔ ان کی بات فراحت کے قابل نہیں۔

طبقات بن سعد کی عبارت ذیل میں یہ واقعہ مذکور ہے:

..... فقال (عثمان) لابن عامر قبح الله رأيك أتوسل الى علي بثلاثه آلاف درهم قال كرهت ان اغرق ولما درما رأيك قال فأغرق قال فبعث اليه بعشرين الف درهم وما يتبعها قال فداح علي الى المسجد فانتهي الى حلفه وهم يتذكرون صلوات ابن عامر هذا الحثي من قریش فقال علي هو سيد فتیان قریش غیر مدافع۔

طبقات ابن سعد، ج ۵، ص ۳۳۔ تذکرہ عبداللہ

بن عامر، طبع لیدن۔

(۳) مطلبی ہاشمی کے لیے ایک خاص عایت

— تاریخ طبری میں لکھا ہے کہ ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب ہاشمی جاہلیت کے دور میں (اسلام سے قبل) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ تجارتی کاموں میں

شریک کار رہتے تھے جب حضرت عثمان خلیفہ ہوئے تو اس زمانہ میں ربیعہ مذکور کے لڑکے عباس بن ربیعہ نے امیر المؤمنین عثمانؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ بصرہ کے حاکم عبداللہ بن عامر بن کرینہ کو تحریر فرمادیں کہ وہ مجھے ایک لاکھ درہم قرض دے دے۔ دوسرے یہ کہ مجھے رہائش کے لیے مکان کی ضرورت ہے۔

چنانچہ حضرت سیدنا عثمانؓ نے عبداللہ بن عامر بن کرینہ کو تحریراً فرما دیا اور ابن عامر نے ایک لاکھ درہم عباس کو دے دیا۔ اور مکانات کے لیے ایک حویلی ان کے لیے متعین کر دی۔ اس کو دار عباس بن ربیعہ آج تک کہا جاتا ہے۔ یہ واقعہ عبارت ذیل میں منقول ہے :-

..... عن صحیح بن حفص قال کان ربیعة بن الحارث بن عبدالمطلب شریک عثمان فی الجاهلیة فقال العباس بن ربیعة لعثمان اکتب لی ابن عامر سیلفی مائة الف فکتب فاعطاه مائة الف وصدء بها واقطعه داراً دار العباس بن ربیعة الیوم

تاریخ الامم والملوک للطبری، ص ۱۳۸-۱۳۹ جلد ۱۱  
تحت سنة ۳۵ھ - ذکر بعض سیر عثمان بن عفان طبع مصر

## مالی حقوق کی ادائیگی کا مسئلہ

(شیعہ کتب)

حضرت عثمانؓ کے ماموں زاد برادر عبداللہ بن عامر بن کرینہ فتح خراسان کی مہم پر گئے ہوتے تھے۔ خراسان کو فتح کیا۔ غنائم حاصل ہوئے۔ اس علاقے کے بادشاہ یزید جوڑ کی دولتوں کی مال غنیمت میں مجبوس ہو کر مسلمانوں کے ہاتھ آئیں۔

پھر خلیفہ وقت حضرت عثمانؓ نے انہیں حضرات حسینؑ کو عطا فرمایا۔ یہ تمام واقعہ شیعہ علماء نے امام علی رضاؑ کی زبانی درج کیا ہے۔ ذیل میں ان کی معتبر کتاب سے نقل کیا جاتا ہے۔ اس واقعہ میں مضمون بالاکہ تائید ہے۔  
کتاب تنقیح المقال میں شہر بازو کے تحت لکھا ہے کہ :-

..... عن سهل بن القاسم البوشنجانی قال قال لي الرضا  
مخدا سان ان بيننا وبينكم نسبا قلت وما هو؟ ايها  
الامير! قال ان عبد الله بن عامر بن كويولما افتتح  
خراسان اصاب ابنتين ليزدجرد ابن شهر يار ملك  
الاعاجم فبعث بهما الى عثمان بن عفان فوهب احد لهما  
للحسن والاخرى للحسين فماتتا عندهما نفسا وبن و  
كانت صاحبة الحسين نفست بعلي بن الحسين عليهما  
السلام۔ الخ

یعنی سهل بن قاسم بوشنجانی کہتے ہیں کہ حضرت علی رضاؑ نے مجھے  
خراسان کے علاقہ میں فرمایا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان نسبی رشتہ ہے۔  
میں نے عرض کیا کہ وہ کیسے؟ تو علی رضاؑ نے فرمایا کہ جب عبد اللہ بن عامر  
نے جو حضرت عثمانؓ کی طرف سے افواج کے امیر تھے، خراسان فتح کیا  
تو عجیبوں کے بادشاہ یزدجرد بن شہریار کی دو لڑکیاں اس کو ہاتھ لگیں،  
اس نے دونوں لڑکیوں کو حضرت عثمانؓ کی خدمت میں روانہ کر دیا۔  
پھر حضرت عثمانؓ نے ایک لڑکی حضرت حسن بن علیؑ کو بخش دی اور  
دوسری حضرت حسین بن علیؑ کو دے دی۔ یہ دونوں لڑکیاں حضرت  
حسنؑ و حسینؑ کے ہاں صاحب اولاد ہو کر فوت ہوئیں۔ اور جو لڑکی

حضرت حسین کی اہلیہ تھیں ان سے حضرت علی بن حسین (زین العابدین)  
متولد ہوئے۔“

دتیقح المقال فی علم الرجال للشیخ عبداللہ المامقانی ص ۵،  
ج ۳، من فضل النساء، باب السین والشین تحت شہر بانو  
طبع طہران۔ (آخر جلد ثالث)

(۱۲) ابن اثیم بحرانی نے شرح نہج البلاغہ میں بلی کا نعت فی ایدینا فدک الخ  
میں کے ذیل میں ایک طویل بحث کی ہے۔ اٹھارہ مقاصد بیان کیے ہیں مقصد ثامن  
میں یہ روایت نقل کی ہے، اس میں حضرت سیدہ فاطمہ اور حضرت صدیق اکبرؓ

لہ قولہ اہلیہ الخ۔ کہا جاسکتا ہے کہ

شہر بانو کا یہ واقعہ قبل ازین حصہ صدیقی و حصہ فاروقی میں حضرت عمرؓ کے فتوحات و  
غنائم میں درج ہو چکا ہے یہاں حضرت عثمانؓ کے فتوحات میں نقل کرنا تضاد بیانی ہے۔ اس  
شہ کے ازالہ کے لیے صرف اتنا عرض کر دینا کافی ہے کہ ہم نے شیعہ علماء کا بیان بطور التزام  
نقل کر دیا ہے۔ اگر یہ تضاد بیانی ہے تو ان کے علماء نے ذکر کی ہے ہم متاقل ہیں۔ یہ ان کے ائمہ  
کے فرمودات ہیں۔ اگر ضرورت سمجھیں تو اس کا رفع تضاد خود ہی فرمادیں۔ ہمارے استدلال  
میں کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔ شہر بانو (نسبت نیر و جرد) کا واقعہ اگر خلافت فاروقی میں  
پیش آیا تھا تب بھی ٹھیک ہے۔ اگر خلافت فاروقی میں نہیں بلکہ خلافت عثمانی میں ہوا  
تب بھی درست ہے مقصود یہ ہے کہ خلیفہ دوم و خلیفہ سوم نے ہاشمیوں کے مالی  
حقوق غنائم وغیرہ سے ادا کیے، ضائع نہیں کیے۔ اور ان حضرات کے باہمی تعلقات و  
روابط ٹھیک طرح قائم تھے۔ لہذا ہوا المرام۔

(منہ)



کی فدک کے متعلق جو گفتگو ہوئی وہاں مذکور ہے۔

كان رسول الله صلعم يأخذ من فدك قوتكم ويقسم  
الباقى ويحمل منه فى سبيل الله ولك على الله ان اصنع  
بها كما كان يصنع فوضيت بذا لك واخذت العهد عليه  
به وكان يأخذ غلتهما فيدفع اليهم منها ما يكفيهم  
ثم فعلت الخلفاء بعدة كذا لك الخ

۱) شرح نہج البلاغہ لابن اثیر بحرانی، ج ۵، ص ۱۰

طبع جدید طہرانی۔ تخت مقصد ثامن، ذکر فدک

۲) "درة النخبة" لابراہیم بن حاجی حسین، ص ۳۲۲

طبع قدیم ایران، ذکر فدک، تخت ثمن مذکور بجلی

کانت فی ایدینا فدک۔

”یعنی ابو بکر الصدیق نے حضرت فاطمہؑ سے کلام کرتے ہوئے  
فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آپ لوگوں کے مصارف فدک  
سے لے لیتے تھے اور باقی مال کو تقسیم کر دیتے اور اللہ کی راہ میں لگا  
دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر میں آپ کے حق میں وہی صورت  
جاری رکھوں گا جو آپ کے والد شریف آپ کے حق میں جاری رکھتے  
تھے۔ حضرت فاطمہ الزہراءؑ اس بات پر رضا مند ہو گئیں، اور حضرت  
ابو بکر صدیقؓ سے اس چیز پر پختہ عہد لیا۔ حضرت ابو بکرؓ فدک کی آمدنی  
کا غلہ لے کر آل نبیؐ کو دیتے تھے جتنا قدر ان کی ضرورت کو پورا  
کر سکے اور کافی ہو جائے۔ پھر حضرت ابو بکر الصدیقؓ کے بعد خلفاء  
(عمر بن الخطاب و عثمان بن عفان و علی بن ابی طالب) اسی طرح

عمل کرتے رہے اور دیتے رہے۔“

— شیعہ احباب کی دو مقبر کتابوں کے حوالہ کے بعد شیعہ کا ایک مزید حوالہ درج کرنا ضروری خیال کیا ہے اس وجہ سے کہ مندرجہ ذیل عبارت میں ابن ابی الحدید شیعہ نے ہر ایک خلیفہ کا الگ الگ نام تحریر کر کے یہ مضمون بیان کیا ہے :-

(۳) . . . . . کان ابو بکر یا أخذ غلتها ویدفع الیہم منها ما یکفیمم ویقسم الباقی وکان عمرو کذا الگ ثم کان عثمان کذا الگ ثم کان علی کذا الگ الخ

شرح پنج البلاغہ لابن ابی الحدید ایشی، ج ۴، ص ۱۱۱۔  
طبع بیروت۔ باب ما فعل ابو بکر لفقہک و ما قالہ فی شانہا)۔

خلاصہ یہ ہے ”فدک کی آمد کا غلہ لے کر حضرت ابو بکر آل نبی کو دیتے تھے جو ان کو کافی ہوتا تھا اور باقی کو تقسیم کر دیتے تھے اور حضرت عمر بن الخطاب بھی اسی طرح کرتے تھے اور حضرت عثمان بن عفان بھی اسی طرح کرتے تھے اور حضرت علی بن ابی طالب بھی اسی طرح کرتے تھے“

(۴) — چودھویں صدی کے مشہور شیعہ عالم و مجتہد سید علی نقی فیض الاسلام

نے اپنی فارسی شرح پنج البلاغہ میں یہی مسئلہ بالفاظ ذیل درج کیا ہے :-

” . . . . . خلاصہ ابو بکر غلہ و سوداں گرفتہ بقدر کفایت باہل بیت علیہم السلام میداد و خلفاء بعد از وہم برآں اسلوب رفتار نمودند“

یعنی فدک کی آمدن (غلہ وغیرہ) بقدر کفایت اہل بیت کو حضرت ابو بکر دیا کرتے تھے اور آپ کے بعد والے خلفاء نے بھی اسی کے

موافق عمل نبی رکھنا

ترجمہ و شرح فارسی بیچ البلاغ، ج ۵، ص ۹۶۰، طبع طہرانی۔  
تحت عبارت علی کانت فی ایدینا فک من کل ما اطلت السماء الخ

## فوائد و نتائج

باب چہارم میں جو واقعات درج کیے گئے ہیں وہ حضرت علی المرتضیٰ اور دیگر ہاشمی حضرات اور حضرت عثمانؓ کے مابین تعلقات کے چند نمونے ہیں ان سے مندرجہ ذیل چیزیں ثابت ہوتی ہیں۔

(۱)

احکام خداوندی کے اجراء و نفاذ میں ان حضرات (یعنی عثمانؓ دو النورینؓ و علی المرتضیٰ) کے باہم مشورے ہوتے تھے اور اکثر اک عمل سے حدود اللہ جاری کرتے تھے۔ اسلامی احکام کے اجراء میں ایک دوسرے کے ساتھ پوری طرح تعاون کرتے تھے۔ ان بزرگوں یعنی عثمانی و ہاشمی حضرات کا آپس میں کوئی عناد نہ تھا۔ اور خلافت کے معاملات میں اور اجراء تے احکام میں کوئی اختلاف نہ تھا بلکہ باہم عملی تعاون قائم تھا۔

(۲)

جہد عثمانی میں ہاشمی احباب کو بھی حکومت میں عہدے و مناصب دیتے گئے تھے جیسا کہ بنو امیہ اور دیگر قبائل کو دیتے گئے۔ ہاشمیوں کو اس مسئلہ میں نظر انداز نہیں کیا گیا اور ان کے ساتھ خاندانی تعصب کا برتاؤ نہیں کیا گیا۔

(۳)

ہاشمی حضرات (یعنی حضرت علیؓ ابنی غالب و دیگر ہاشمی لوگ) عند الضرورة عدالت عثمانی کی طرف رجوع کرتے اور فیصلے طلب کرتے تھے۔ یہ واقعات بتلاتے

ہیں کہ بنو ہاشم کے نزدیک بھی خلافت عثمانی برحق تھی اور عدالت عثمانی صحیح تھی۔ اس کے فیصلے شریعت اسلامی کے مطابق تھے۔ نیز واضح ہو کہ نلافیت عثمانی خاصاً اور باغیانہ نہ تھی بلکہ منصفانہ اور عادلانہ تھی۔ اس کی عدالت کے فیصلے خلافت شرع نہیں ہوتے تھے۔ ان کی خلافت و عدالت کو غیر شرعی اور اسلامی قواعد کے برخلاف کہنا حقائق کو جھٹلانا اور انصاف کا خون کرنا ہے۔

(۶۴)

حضرت عثمان ہاشمی اکابر حضرت عباس بن عبدالمطلب وغیرہ کی عظمت و احترام کو پوری طرح ملحوظ رکھتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت و رشتہ داری کی بنا پر یہ سب معاملہ کیا جاتا تھا اور ہاشمیوں کے جنازے کا موقعہ آنا تو خود امیر المؤمنین حضرت عثمانؓ یا ان کے نائب نماز جنازہ پڑھانے کا حق ادا کرتے تھے۔ امامت نماز کا حق خلیفہ کو ہوتا ہے۔ اس اسلامی قاعدے کے تحت عمل ہوا کرتا تھا۔ مختصر یہ کہ ان ایام میں ہاشمیوں کے جنازوں کو ہاشمی نہیں پڑھاتے تھے بلکہ عثمانی حضرات پڑھاتے تھے جو ان کے باہمی اتحاد و مذہب و اتفاق مسلک کی بین دلیل ہے۔

(۶۵)

حضرت عثمان بن عفانؓ کی خلافت کے ایام میں کفار کے ساتھ جہاد کی ضرورت پیش آتی تو ہاشمی بزرگ اور حضرت علیؓ کی اولاد حضرت حسنؓ و حسینؓ وغیرہا خلیفہ وقت کے ساتھ جہاد میں شریک ہوتے تھے اور مہم سر کرنے میں دوش بدوش ہو کر جنگ کرتے تھے اور غنائم سے حصہ پاتے تھے۔ اس دور میں غنائم قواعد شرعی کے خلاف نہیں تقسیم ہوتے تھے بلکہ صحیح طریقہ کے مطابق ان کی تقسیم ہوتی تھی۔ اکابر ہاشمیوں کو اس تقسیم پر کوئی اعتراض نہ ہوتا تھا۔ ان حضرات کا غزوات میں یکے بعد دیگرے بار بار شرکت کرنا ہی اس مسئلہ کی صحت کے لیے نہایت عمدہ قرینہ ہے۔ اور

افرقیہ کے غنائم میں غلط تقسیم کا طعن مقررین کی طرف سے درست نہیں ہے۔ نیز ان بزرگوں کا اشتراک عمل جس طرح باہمی اتفاق و اتحاد پر دلالت کرتا ہے اسی طرح اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ خلافت عثمانی ان اکابر کے نزدیک بھی برحق تھی۔ نیز حضرت عثمانؓ کے صحیح و برحق خلیفہ ہونے میں ہاشمی حضرات کو کوئی شبہ نہ تھا۔ خلافت کے معاملات میں سب ہاشمی حضرات امیر المؤمنین عثمانؓ بن عفان کے ساتھ ہونے تھے۔ قبائلی عصبیت کا اس دور میں نام و نشان تک نہ تھا، اور خاندانی عداوتیں یکسر منقود تھیں۔ یہ چیزیں بعد کی پیدا کردہ ہیں۔

(۶)

نیز واضح ہوا کہ چاروں خلفاء (صدیق اکبرؓ، فاروق اعظمؓ، عثمانؓ و داؤد النورینؓ) حضرت علیؓ کی خلافتوں کے دور میں خمس و فدک کی آمد کی تقسیم میں کوئی فرق نہ تھا۔ آل نبیؐ و اولاد علیؓ کی ضروریات کو فدک کی آمدنی سے پورا کیا جاتا تھا۔ رشتہ داران نبوت کے مالی حقوق بشمول حضرت عثمانؓ کے کسی خلیفہ سابق نے ضائع نہیں کیے۔ حقوق مالیہ کے غصب کیے جانے کا یہ پروپیگنڈا صرف صحابہ کرامؓ کے متعلق بطنی و بدگمانی پھیلانے کے لیے کیا جاتا ہے۔ جو حقائق کے بالکل برعکس ہے۔



صدیقِ عکسِ حُسنِ کمالِ مُحَمَّد است  
مازوقِ ظلِّ جاہِ و جلالِ مُحَمَّد است  
عثمانِ ضیاءِ شمعِ جمالِ مُحَمَّد است  
حیدرِ بہارِ باغِ خصالِ مُحَمَّد است



ہیں کہ نہیں ایک ہی مشعل کی  
بُوکیرؓ و عسکرؓ، عثمانؓ و علیؓ  
ہم مشرب ہیں یارانِ نبی  
کچھ فرق نہیں ان چاروں میں



# پنجم

## محاصرہ عثمانی کے متعلقاً

(۱)

سیدنا امیر المؤمنین عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے واقعے سے قبل تمام مسلمان آپس میں متفق و متحد تھے۔ ان کے درمیان کوئی رخنہ اندازی نہ تھی بلکہ کی طاقتوں کو ختم کرنے میں ہمت نہ مصروف تھے۔ واقعہ نبردِ اپیش آنے کے بعد مسلمانوں میں اختلافات برپا ہو گئے۔ مسلمانوں کی متفقہ قوت جو ابدِ اسلام کے شانے میں صرف ہوتی تھی وہ باہمی آویزش اور نزاع میں صرف ہونے لگی۔ آپس میں جنگِ جہاد کا درازہ کھل گیا اور جو برکات نبوت مسلمانوں میں پہلے موجود تھیں وہ اس واقعہ کے بعد بطریق سابق قائم نہ رہ سکیں اور رفتہ رفتہ ختم ہونے لگیں۔

(۲)

حضرت عثمانؓ کی خلافت کے آخری ایام میں بعض لوگوں کو حضرت عثمانؓ کے چند کارندوں سے بعض انتظامی معاملات میں کچھ شکایات پیدا ہو گئیں۔ شہسپہ افراد نے جن کا سرغنہ عبداللہ بن سبا ایک یہودی بصورت نو مسلم منافق تھا، ان چیسروں کو ہوا دے کر اعتراضات اور مطاعن کی شکل دے دی پھر آہستہ آہستہ فساد یوں نے

بغاوت کا رنگ اختیار کر لیا۔ ان اشہدار کا اصل مقصد مرکز اسلام پر ضرب لگا کر اہل اسلام میں بھڑکاوٹ ڈالنا تھا جو انہوں نے خلیفہ اسلام کے قتل کے ذریعہ پورا کیا۔ چنانچہ دار الحکومت (مدینہ طیبہ) پر انہوں نے چڑھائی کر دی۔ بیتِ خلافت کا محاصرہ کر لیا۔ کچھ مدت محاصرہ رکھا۔ محاصرہ کے دوران ۸ ذوالحجہ ۳۵ ہجری کو خلیفہ ثمالت حضرت عثمان ذوالنورینؓ کو ظلماً شہید کر ڈالا۔

مضمون ہذا کی مزید تفصیل تاریخ السکامل لدین اشیر الجزیری ص ۷۷ جلد ثانیہ تحت ذکر مسیرین سارالی حصر عثمانؓ میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۲۳)

ہاشمی حضرات نے جو اس موقع پر حضرت عثمانؓ کے ساتھ رفاقت کا ثبوت دیا اور ان کی ہمدردی کی۔ اس چیز کو یہاں باب پنجم میں چند عنوانات کی صورت میں اندراج کیا جاتا ہے تاکہ قارئین کرام حضرت عثمانؓ کے آخری ایام تک موافقت اور رفاقت کے واقعات کو ایک تسلسل کے ساتھ ملاحظہ فرما سکیں۔ اور واضح ہو جائے کہ حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کے درمیان آخری مراحل تک اتفاق و اتحاد قائم تھا۔ تمام عمر ان میں کوئی عداوت و بغاوت نہیں تھی۔ خاندانی مناقشات ان میں بالکلیہ موجود نہ تھے اور قبائلی عصبیتیں یکسر منفقو و تھیں اور خاندانی نسلی تفریق اس دور میں ہرگز پیش نظر نہ تھی۔ ان چیزوں نے بعد میں جنم لیا ہے۔ مندرجہ واقعات اس چیز کی شہادت دے رہے ہیں۔

لہ انتظامی شکایات کی بنا پر بغاوت پیدا ہونے کے اسباب و علل کیا تھے؟ فتنہ و فساد اٹھانے والے کون لوگ تھے؟ اہل مدینہ نے محاصرہ کے دوران خلیفہ وقت کی حمایت کی یا مخالفت؟ یہ تمام چیزیں تفصیل طلب ہیں۔ ہمارے سابق مضمون اور کتاب کے موضوع سے یہ الگ بحثیں ہیں اس لیے ہم نے ان کو یہاں قصداً نہیں ذکر کیا۔ (منہ)



## چند عنوانات

### نیابت حج اور ابن عباسؓ کا انتخاب

باغیوں نے مدینہ شریف کی ناکہ بندی کر لی تھی اور سیدنا عثمان ذوالنورین کے مکان کا محاصرہ کر لیا گیا۔ حضرت عثمانؓ کی آمد و رفت رک گئی۔ گھر سے باہر مسجد نبویؐ تک جانا دشوار ہو گیا۔ انہی ایام میں حج کا موسم قریب آ گیا۔ باغیوں سے بچاؤ کرنے کے لیے دار عثمانی کے دروازے پر جو حضرات نگرانی کر رہے تھے ان میں ہاشمی حضرت بھی تھے (جیسا کہ تفصیل آ رہی ہے) اور حضرت علیؓ کے عم محترم سیدنا عباس بن عبدالمطلب کے صاحبزادے عبداللہ بن عباسؓ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ انہوں نے حتی المقدور فساد یوں کو باغیانہ حرکات سے سخت منع کیا اور دار عثمانی کی پوری طرح نگرانی کی۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ما زال ابن عباسؓ ینہی عن قتل عثمان و یعظم شأنہ، یعنی باغیوں کو ابن عباسؓ ہمیشہ قتل عثمانؓ سے منع کرتے رہے اور ان کی عظمت شان بیان فرماتے رہے۔ (انساب الاشراف بلاذری، ج ۵، ص ۱۰۱)۔

اسی دوران میں ایک روز حضرت عثمانؓ اپنے مکان کی چھت پر چڑھے اور آواز دے کر عبداللہ بن عباسؓ کو بلوایا، ان کو خطاب کر کے فرمانے لگے کہ حج کا موسم آ گیا ہے آپ میری طرف سے امیر حج بن کر انتظامات حج کے لیے جاتیے! ابن عباسؓ نے جواباً عرض کیا کہ اللہ کی قسم ان فساد ی باغیوں کے ساتھ جہاد کرنا میرے نزدیک حج بیت اللہ سے زیادہ پسند ہے پھر حضرت عثمانؓ نے ان کو خداوند تعالیٰ کی قسم دے کر فرمایا کہ آپ ضرور جاتیں۔ چنانچہ سن پینتیس (۳۵ھ) میں ابن عباس امیر حج بن کر روانہ ہوئے اور حضرت عثمانؓ کی جانب سے امیر حج کے فرائض سرانجام دیئے۔

یہ مضمون مندرجہ ذیل کتب میں مصنفین نے اپنی اپنی عبارات میں نقل کیا ہے  
اختصار کے پیش نظر صرف تاریخ ابن جریر طبری کی عربی عبارت لکھی جاتی ہے۔ باقی  
حضرات کا حوالہ دے دینا کافی ہوگا۔

فاشرف عثمان علی الناس فقال يا عبد الله بن عباس  
فدعني له فقال اذهب فانت على الموسم وكان صحن لزم  
الباب فقال والله يا امير المؤمنين لجهاد هؤلاء احب  
الي من الحج فاقسم عليه ليتطلق فانطلق ابن عباس على  
الموسم تلك السنة (۳۵)۔

(۱) تاریخ طبری، ج ۵، ص ۱۲۰، طبع مصری

عن ابن عباس قال دعاني عثمان فاستعملني على الحج  
مخرجت الى مكة فافتمت للناس الحج وقوات عليهم كتاب  
عثمان اليهم ثم قدمت المدينة قد بويع بعلي - الخ

(۲) - تاریخ ابن جریر طبری جلد ۵، ص ۱۵۹ تحت حالات

ستہ پینتیس (نہس و تلاثین -

(۳) - انساب الاشراف للبيلاذري، ص ۲۲-۲۴، جلد پنجم طبع جدید

(۴) الکامل لابن اثیر الجزری، جلد ۳، ص ۸۰، ذکر مقتل عثمان۔

(۵) کتاب التہدید والبیان فی مقتل الشہید عثمان المحمد بن یحییٰ اللدی

ص ۱۲۴، ذکر منع عثمان من الماء - طبع بیروت

(۶) - البدایہ لابن کثیر، ص ۱۸۰، تحت صفة قتل عثمان

(۷) - تاریخ ابن خلدون جلد ثانی ص ۱۰۵، بحث حصار عثمان و مقتله

(۸) اسد الغابہ فی احوال الصحابہ، ج ۳، ص ۱۴۵، تذکرہ

عبداللہ بن عباس -

(۹) کتاب الحجر لابن جعفر بغدادی، ص ۳۵۸ - طبع حیدرآباد دکن۔

## شیعہ مؤرخین سے تائید

مشہور شیعہ مؤرخ (یعقوبی) نے لکھا ہے کہ محاصرہ عثمانی کے دوران عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب نے ۳۵ھ میں لوگوں کو حج کرایا عبارت یہ ہے،  
والسنة التي قتل فيها فاطمة حج بالناس عبد الله بن عباس  
وهي سنة ۳۵ھ۔

(تاریخ یعقوبی، ص ۶، ۱، جلد ثانی، طبع بیروت بحث  
آخر ایام عثمان بن عفان)۔

— ابن عباسؓ سیدنا عثمانؓ کو اضطراب و پریشانی کے عالم میں چھوڑ کر سفر کے لیے  
ہرگز آمادہ نہ تھے لیکن خلیفہ برحق کی اطاعت و فرمانبرداری کو مقدم رکھتے ہوئے بطور  
نائب خلیفہ کے حج کرنے کے لیے مکہ تشریف لے گئے بعد میں باغیوں نے حضرت  
عثمانؓ کو ناحق قتل کر ڈالا۔

عبداللہ بن عباسؓ کو جب حضرت عثمانؓ مظلوم کی شہادت کی اطلاع ملی تو نہایت  
رنجیدہ خاطر اور غمناک ہوئے اور اپنے تاثرات ان الفاظ میں ظاہر فرمائے، فرمایا  
کہ لو ان الناس اجمعوا علی قتل عثمان لوموا بالمحاربا کما رھی قوم لوط۔  
(۱) طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۵۶، تذکرہ عثمان بن عفان طبع لید  
(۲) انساب الاشراف للبلاذری، ج ۵، ص ۱۰۱ - طبع جدید۔

(۳) کتاب التمهید والبیان فی مقتل الشہید عثمانؓ، ص ۲۳۴ طبع بیروت  
یعنی اگر تمام لوگ حضرت عثمانؓ کے قتل پر اتفاق و اجماع کر لیتے تو ان پر ایسی طرح  
پتھروں کی بارش برساتی جاتی جس طرح قوم لوط پر سنگباری کی گئی تھی

## حضرت علی المرتضیٰ اور ان کی اولاد کی مدافعتہ کوششیں

محاصرہ کے دوران باغیوں کی مدافعت کے لیے بار بار کوشش ہوتی رہی صحابہ کرام نے متعدد دفعہ اپنی اپنی جگہ اس شرارت کو دور کرنے کی سعی کی حضرت علیؑ اور ان کی اولاد شریفین نے مسئلہ ہذا کو حل کرنے میں بڑی ہمت صرف کی لیکن حضرت عثمان ذوالنورینؓ نے کسی فرد کو اس سلسلہ میں ہاتھ اٹھانے کی اجازت نہیں دی۔

(۱) — عبداللہ بن رباح حضرت سیدنا حسن بن علیؑ کی کوشش کا ذکر کرتے ہوئے نقل کرتے ہیں کہ :

... فَلَقِيْتُ الْحَسْنَ بْنَ عَلِيٍّ دَاخِلًا عَلَيْهِ فَوَجَعْنَا مَعَهُ لِنَسْعِ مَا يَقُولُ قَالَ أَنَا هَذَا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَأَمْرِي بِأَمْرِكَ قَالَ اجْلِسْ يَا ابْنَ أَخِي حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ فَإِنَّهُ لَا حَاجَةَ لِي فِي الدُّنْيَا أَوْ قَالَ فِي الْقِتَالِ ۝

(المستفت لعبدالرزاق، ج ۱۱، ص ۴۴، طبع مجلس علمی)

یعنی ابن رباح کہتے ہیں کہ میری حسن بن علیؑ سے ملاقات ہوتی۔ محاصرہ کے دوران وہ حضرت عثمانؓ کے پاس پہنچے ہم لوگ بھی دونوں حضرات کی گفتگو سننے کے لیے ان کے ساتھ واپس آگئے۔ سیدنا حسن بن علیؑ نے حضرت عثمانؓ کو کہا کہ اے امیر المؤمنین! آپ جو حکم مجھے فرمادیں وہ بجالاؤں گا۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ اے بھتیجے اپنی جگہ تشریف رکھیے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم تقدیر پورا فرمادیں۔ مجھے دنیا کی کوئی حاجت نہیں یا فرمایا مجھے جنگ و جدال کی کوئی حاجت نہیں۔

(۲) — اسی طرح عبداللہ بن عمرؓ کے غلام اور شاگرد مسمیٰ نافع اس موقع کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

..... "عن عبيد الله عن نافع عن ابن عمر قال اقبل هو والحسن بن علي يوم قتل عثمان فتالوا امرنا لقاتلنا ولكفة قال كفوا"

کتاب اخبار اصفہان لابن نعیم الاصفہانی، ج ۲، ص ۱۳۹

(طبع لیدن)

"مطلب یہ ہے کہ جس روز عثمان بن عفان شہید کر دیتے گئے اس روز حضرت حسنؓ و عبداللہ بن عمرؓ دونوں نے کہا کہ اگر حضرت عثمانؓ ہمیں حکم دیتے تو ہم قتال اور جنگ کرنے لیکن انہوں نے حکم دیا کہ سب اپنے ہاتھ روک لیں (اور کوئی میری خاطر جنگ نہ کرے)۔"

— سیدنا حسن بن علیؓ کی کوشش مذکورہ حضرت شیخ سید علی الہجویریؒ نے اپنی مشہور تصنیف "کشف المحجوب" باب سابع میں عبارت ذیل میں درج کیا ہے۔

..... "چوں حسن اندر آمد و سلام گفت و ویرا بدان بلیت تغزیت کرد و گفت یا امیر المؤمنین من بے فرمان تو شمشیر بر مسلمانان تو انم کشید و تو امام بر حقی مرا فرمان ده تا بلائے این قوم از تو دفع کنم عثمانؓ ویرا گفت یا ابن اخی! ارجع و اجلس فی بیتک حتی یاتی اللہ یا مرہ فلا حاجتہ لنا فی اہراق الدماء۔ ای برادرزادہ من! بازگرد و اندر خا خود بنشین! تا فرمان خداوند تعالیٰ و تقدیر وی چہ باشد؟ کہ ما را بخون ریختن مسلمانان حاجت نیست"

در کشف المحجوب از شیخ سید علی بن عثمان بن علی الغزنوی الجوری  
 اللاہوری۔ باب السابع فی ذکر ائمتہم من الصحابۃ طبع ترمذ  
 ص ۸۶۔ طبع قدیم لاہور، ص ۵۲)۔

حاصلی یہ ہے کہ :

سیدنا حسن بن علیؑ نے اندروا نزل ہو کر سلام کہا اور مصیبت پیش آمدہ پر ان  
 کی تعزیت کی اور کہا کہ اے امیر المؤمنین! میں آپ کے حکم کے بغیر تلوار بے نیام  
 نہیں کرنا چاہتا، آپ! امام و خلیفہ برحق ہیں۔ اجازت فرمائیے تاکہ ہم  
 آپ سے یہ مصیبت رفع کریں۔

حضرت عثمانؓ نے فرمایا اے برادر زادہ! آپ واپس تشریف لے  
 جائیے اور اپنے مکان پر تشریف رکھیے! حتیٰ کہ خداوند کریم کا حکم تقدیر جس  
 طاج ہو تو پورا ہو جاتے۔ مسلمانوں کی خوں ریزی کی ہم کو ضرورت نہیں۔

(م) مشہور مؤرخ خلیفہ ابن خیاط (المتوفی سنہ ۲۴۰ھ) نے اپنی سند کے ساتھ  
 محمد بن سیرین سے نقل کیا ہے کہ محاصرہ عثمانی کے موقع پر حضرت حسنؑ کے ساتھ  
 حضرت حسینؑ بن علی اور صحابہ کرامؓ اور تابعین بھی مدافعت میں شریک تھے۔ لکھتے  
 ہیں کہ :

عن یحییٰ بن عتیق عن محمد بن سیورین قال انطلق الحسن  
 والحسين وابن عمرو بن الزبير ومروان كلهم شاك في  
 السلاح حتى دخلوا الدار فقال عثمان اعزم عليكم لما رجعت  
 فوضعتم اسلحتكم ولزمتم بيوتكم۔

(تاریخ خلیفہ ابن خیاط، ص ۱۵۱-۱۵۲۔ جلد اول۔ طبع عراق)

مطلب یہ ہے کہ :

محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ حضرت حسن و حسین و عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن زبیر و مروان یہ تمام حضرات ہتھیار بند ہو کر (مدافعت کے لیے) حضرت عثمان کے مکان میں پہنچے۔ حضرت عثمان نے ان لوگوں کو فرمایا کہ میں تمہیں قسم دے کر کہتا ہوں کہ آپ واپس چلے جائیں اور اسلحہ رکھ دیں۔ اور اپنے اپنے گھروں میں جا کر بیٹھ جائیں، یعنی مدافعت کا رروائی ترک کر دیں)۔

(۴) — سندرجہ بالا روایات کے بعد اب علامہ ابن کثیر کی روایات نقل کی جاتی ہیں جن میں مضمون بالا ذرا مفصل درج ہے فرماتے ہیں کہ:

كذلك كان عثمان بن عفان يكوم الحسن والحسين ويحبهما

”یعنی حضرت عثمان بن عفان، حسین شریفین، دونوں کے ساتھ اکرام و اعزاز کے ساتھ پیش آتے تھے اور دونوں سے محبت کرتے تھے۔“

ثم قال كان الحسن بن علي يوم الدار و عثمان بن عفان محسورين عنداه و معه السيف منقلداً به يحاجف عن عثمان فخشى عثمان عليه فاقسم عليه ليرجعن الى منزلهن تطيباً لقلب علي و خوفاً عليه رضى الله عنهن :-

والبدایہ لابن کثیر، ص ۳۶-۳۷، جلد ناسم، تحت  
 مآلات امام حسن (رضی اللہ عنہ)

یعنی جس وقت حضرت عثمان محسور تھے اس وقت حضرت حسن بن علی ان کی نگہبانی اور حفاظت کرنے والوں میں موجود تھے۔ تلوار گلے میں ڈالے ہوئے حضرت

عثمان کی ڈھال بن کر ان کی مدافعت کر رہے تھے۔ حضرت عثمانؓ کو خوف ہوا کہ (تقابل و مقابلہ ہو جانے کی وجہ سے) حسن بن علیؓ کو گزند نہ پہنچ جائے۔ اس پر قسم دے کر ان کو کہا کہ ضرور بانصر و رآپ واپس گھر تشریف لے جائیں۔ یہ اقدام حضرت علیؓ کے قلب کے اطمینان کی خاطر اور راز آلہ خوف کے لیے کیا۔“

— ابن کثیرؒ نے موقعہ ہذا کی مزید تفصیل کرتے ہوئے مندرجہ ذیل وضاحت

بھی لکھی ہے۔ فرماتے ہیں کہ :

— كان الحصار مستمراً من او اخو ذی القعدة الى يوم الجمعة الثامن عشر ذی الحجۃ (۳۵ھ) للذین عند فی الدار من المهاجرین والانصار . . . . . فیدم عبد اللہ بن عمر و عبد اللہ بن الزبیر و الحسن و الحسین و مروان و ابو ہریرۃ و خلق من موالیہ و لوتو کہم لمنعویہ فقال لہم اقسام علی من لی علیہ حق ان یکف یدہ و ان ینطلق الی منزله و عندہ من اعیان الصحابة و ابنائہم جم غفیر و قال لوقیفہ من اعد سیفہ فموحو“

(البدایہ لابن کثیر، ج ۴، ص ۸۱، تحت سنۃ خمس و ثلاثین)

”یعنی او اخو ذی القعدة سے لے کر روز جمعہ ۸ ذی الحجہ ۳۵ھ تک مسلسل محاصرہ جاری رہا۔ مہاجرین و انصار میں سے ان کے مکان میں حفاظت و خیر خواہی کے طور پر موجود تھے۔“

ان حضرات میں عبد اللہ بن عمرؓ، عبد اللہ بن زبیرؓ، حسن بن علیؓ، حسین بن علیؓ، مروان، ابو ہریرہؓ اور ان کے خدام و غلام وغیرہ تھے۔



اگر حضرت عثمانؓ ان لوگوں کو نہ روکتے تو باغیوں کو منع کر سکتے تھے (لیکن عثمانؓ نے) ان لوگوں کو قسم دے کر کہا کہ جس شخص پر میرا حق ہے وہ باغیوں کے مقابلہ سے) اپنے ہاتھ کو روک لے اور اپنے گھر روانہ ہو جاتے۔ حالانکہ اکابر صحابہؓ اور ان کی اولاد کا ایک جم غفیر حضرت عثمانؓ کے ہاں موجود تھا۔ اور حضرت عثمانؓ نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ جس نے اپنی تلوار نیام میں کر لی وہ آزاد ہے، (سُحان اللہ)

## محاصرہ کے واقعات کیلئے مزید حوالہ جات ایک ترتیب سے ملاحظہ ہوں

حضرت عثمانؓ ذوالشورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہاشمی وغیر ہاشمی تمام حضرات کو اپنی حمایت کی خاطر کسی اقدام کرنے سے منع فرما دیا تھا جیسا کہ مندرجہ بالا حوالہ جات میں مذکور ہے۔ اس کے باوجود ازراہ ہمدردی وغیر خواہی یہ حضرات باغیوں کو ہٹانے اور حضرت عثمانؓ رضی اللہ عنہ کو محفوظ رکھنے کی امکانی صورتوں کو اختیار کرتے رہے۔ محاصرہ کافی ایام تک جاری رہا۔ اس کے دوران متعدد دفعہ مدافعت کی صورتیں پیش آتی رہیں۔ حضرت علیؓ اپنے عزیزوں کو بار بار بھیجتے رہے۔ اور خود بھی کئی دفعہ بنفس نفیس تشریف لے جا کر شہریوں سے مدافعت کرتے رہے۔

اس حالت میں بعض اوقات ہاشمی حضرات کو مجروح اور زخمی ہونے کی بھی نوبت آئی اور اگر بعض دفعہ پانی کی قلت واقع ہو گئی تو حضرت مرتضیٰ نے پوری قوت کے ساتھ حضرت عثمانؓ کے مکان میں پانی پہنچانے کا انتظام کیا اگرچہ اس سلسلہ میں ہاشمیوں کے خدام کو زخمی ہونا پڑا۔

باغیوں اور مُفسدین نے موقع پا کر آخر کار حضرت عثمانؓ کو شہید کر ڈالا تو یہ وحشتناک اطلاع پا کر حضرت علیؓ جمع دیگر صحابہ کرامؓ کے حسرت و افسوس کرتے ہوئے حضرت عثمانؓ کے مکان پر پہنچے۔ باب عثمانؓ پر اپنے سزیزوں کو حفاظت کے لیے کھڑا کیا ہوا تھا، ان کو غضبناک ہو کر زد و کوب کیا اور سخت نمٹناک ہوتے۔ واقعات ہذا ایک شکل میں پیش کرنے کے لیے اجمالاً درج کیے جاتے ہیں جو اہل سنت و شیعہ دونوں کی کتابوں سے منقول ہیں۔ دونوں بزرگوں کے مابین ہمدردی و تعلقات کا ایک نقشہ اس طریقہ سے ٹھیک طور پر سامنے آجاتا ہے۔

(۱)

وَقَالَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنِ اِذْ هَبَا بِسَيْفِكَ مَا حَتَّى تَقْتُلَا عَلِيَّ  
 بَابِ عَثْمَانَ فَلَا تَدْعَا أَحَدًا يَصِلُ إِلَيْهِ وَبَعَثَ الزُّبَيْرُ ابْنَ  
 عَبْدِ اللَّهِ وَبَعَثَ طَلْحَةَ ابْنَ . . . . . وَبَعَثَ عِدَّةً  
 مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَاهُمْ لِيَمْنَعُوا  
 النَّاسَ الدُّخُولَ عَلَى عَثْمَانَ ۝

کتاب انساب الاشراف بلاذری، ص ۶۸-۶۹، جلد ۵۔

طبع جدید، باب میرا اہل الامصار الی عثمانؓ۔

یعنی حضرت علیؓ نے اپنے لڑکوں حسنؓ و حسینؓ کو فرمایا کہ تم لو اہل مدینہ کے مکان کے دروازے پر کھڑے ہو جاؤ۔ کوئی شخص (اعداء میں سے) اندر نہ جاسکے۔ اسی طرح حضرت زبیرؓ نے اپنے بیٹے عبداللہؓ کو اور حضرت طلحہؓ نے اپنے لڑکے کو حفاظتی طور پر بھیجا۔ اور متعدد صحابہ کرامؓ نے اپنی اولادوں کو حکم دیا

کہ حضرت عثمانؓ کے مکان کی مدافعت کرنے کا کام سرانجام دیں۔  
 — وسار اليه جماعة من ابناء الصحابة عن امرآبائهم  
 منهم الحسن والحسين وعبدالله بن الزبير . . . . وعبدالله  
 بن عمرو وصاروا يحاجون عنه ويناضلون دونه ان يصل  
 اليه احد منهم“ (البداية)

”یعنی صحابہ کرامؓ کے لڑکوں کی ایک جماعت حضرت عثمانؓ کی طرف  
 اپنے آباء کے حکم کے موافق حفاظت کی خاطر پہنچی ہوئی تھی، ان میں حضرت  
 حسنؓ و حسینؓ، عبداللہ بن زبیرؓ، عبداللہ بن عمرؓ شامل تھے۔ اس مقصد کی  
 خاطر کہ اگر کوئی حضرت عثمانؓ کی حویلی پر حملہ آور ہو تو اس کی مدافعت و  
 فرارحمت کریں۔“

یہ مضمون مندرجہ ذیل مقامات میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

(۱) البداية لابن کثیر، ج ۷، ص ۱۷۶، ذکر حصص امیر المؤمنین عثمانؓ۔

(۲) الکامل لابن اثیر الجزری، ج ۳، ص ۸۷، ذکر مقتل عثمانؓ۔

(۳) کتاب التمهید والبیان فی مقتل عثمانؓ، ص ۷۵، طبع بیروت از

محمد بن یحییٰ بن ابی بکر اندلسی۔

(۴) کتاب التمهید لابن الشکور السالمی، ص ۱۶۴، طبع لاہور۔ بحث

القول الرابع فی خلافة عثمانؓ۔

## شیعہ کی طرف سے تائید

(۱)

محاصرہ کے دوران سیدنا عثمانؓ بن عفان سے مدافعت کے مضمون کو شیعہ

علماء و مجتہدین نے اپنے طرز بیان کی شکل میں لکھا ہے تاہم اتنی چیز انہوں نے بھی تسلیم کی ہے کہ حضرت علیؑ اور ان کی اولاد اور ان کے عزیزوں نے محاصرہ کے ایام میں حضرت عثمان بن عفان سے باغیوں کو دفع کرنے کا فریضہ بار بار سرانجام دیا اور اپنی خیر خواہی و سہمدردی کا پورا پورا ثبوت دیا۔ ہاتھ سے مدافعت کی۔ زبان سے مفسدین کو فہمائش کی۔ لیکن باغیوں نے کوئی بات تسلیم نہ کی اور شر سے باز نہ آئے۔

— ابن ابی الحدید شیعہ نے شرح نہج البلاغہ میں بہت سے مقامات پر یہ مسئلہ بیان کیا ہے چند عبارات ملاحظہ ہوں۔

(۱) . . . . . وما نعم الحسن بن علی وعبد اللہ بن الزبیر  
ومحمد بن طلحة و مروان وسعيد بن العاص وجماعة  
معهم من ابناء الانصار فزجرهم عثمان وقال انتم في حل  
من نصرتي فابوا ولم يرجعوا الخ

دشرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید، ج ۱، ص ۱۹۶۔

تحت محاصرة عثمان ومنعه الماء، طبع بیروت، جلد اول

یعنی (مصری وغیرہ مفسدین کو) حسن بن علیؑ و عبد اللہ بن الزبیرؓ و محمد بن طلحہ و مروان و سعید بن العاص نے منع کیا اور (اس منع کرنے میں) ان کے ساتھ انصار کے بیٹوں کی بھی ایک جماعت تھی حضرت عثمانؓ نے سب کو اس کام سے روک دیا اور کہا کہ تم میری نصرت و امداد کرنے سے آزاد ہو۔ لیکن ان سب حضرات نے حضرت عثمانؓ کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور ان کے مکان سے واپس نہ ہوئے۔ (یعنی حفاظت کرتے رہے)۔“

(۲) . . . . . فقد حضر هو بنفسه مواراً وطرد الناس

عنه و انفذ اليه و لدنيه و ابن اخيه عبد الله - الخ  
 یعنی (محاصرہ کے موقع پر) حضرت علیؓ، عثمان بن عفان کے ہاں کئی بار خود  
 حاضر ہوئے اور لوگوں کو دوا عثمانؓ سے ہٹایا اور اپنے لڑکوں اور بھتیجے  
 عبداللہ بن جعفر کو ان کی معاونت کے لیے بھیجا۔

دشرح پنج البلاغہ لابن ابی الحدید الشیبی المعتزلی، ج ۱۰ ص  
 ۵۸۱، جزء عاشر، طبع قدیم ایران)۔

(۳) — . . . . . وقد نهى علي أهل مصر وغيرهم عن قتل  
 عثمان قبل قتله مواراً، نابذهم بيده ولسانه و باو لاديه  
 فلم يغن شيئاً و تفاقم الامر حتى قتل - الخ

دشرح پنج البلاغہ لابن ابی الحدید شیبی، ج ۱۳، ص ۱۶۱ -  
 قدیم طبع ایرانی و طبع بیروتی، ج ۳، ص ۴۴۹ - تحت متن  
 انه بابني (قوم الذين بايعوا ابابكرؓ)

یعنی حضرت عثمانؓ کے قتل ہونے سے پہلے علی بن ابی طالبؓ نے (لوگوں کو)  
 قتل عثمانؓ سے کئی بار منع کیا حضرت علیؓ نے اپنے ہاتھ سے ان کو ہٹایا اور  
 اپنی زبان سے روکا۔ اور اپنی اولاد شریف کے ذریعہ مدافعت کرائی لیکن  
 کوئی فائدہ نہ ہوا اور معاملہ عظیم ہو گیا۔ حتیٰ کہ حضرت عثمانؓ شہید کر دیئے  
 گئے۔

— شیبی فاضل ابن میثم بحرانی نے بھی شرح پنج البلاغہ میں اس مضمون کو بعبارة  
 ذیل درج کیا ہے :-

” . . . . . لم ينقل عن علي في امر عثمان الا انه لزم بيته و انغزل  
 عنه بعد ان دافع عنه طويلاً بيده ولسانه فلم يمكن الدفع - الخ

شرح نہج البلاغہ لابن مہشم بحرانی، ج ۳۱، ص ۸۳۳ طبع  
 قدیم ایرانی و طبع جدید، ج ۴، ص ۳۵ طہرانی۔ تحت  
 عبارت نہج یا معاویہ ان نَطَرْتُ بِعَقْلِكَ دُونَ حَوَاكِنِ الْخِ  
 یعنی حضرت عثمانؓ کے معاملہ میں علی بن ابی طالب سے یہی منقول ہے  
 کہ علیؓ نے عثمانؓ کی بہت ہی مدافعت کی کوشش کی، ہاتھ سے بھی زبان  
 سے بھی، لیکن جب کوئی صورت کارگر نہ ہو سکی تو علیؓ الرضیٰ الگ ہو کر گھر  
 بیٹھ گئے۔

شیعہ علماء کے بیانات نے ہمارے مندرجات کی تائید کر دی۔ مذکورہ مسئلہ کی  
 تصدیق کی صورت میں یہ بیانات ہم نے یہاں نقل کیے ہیں تاکہ قارئین کرام کو تسلی  
 ہو جائے۔

(۲)

محاصرہ ہذا کافی طویل تھا، اس میں بعض اوقات شدتِ حالات کی صورت  
 میں سنگباری تک نوبت پہنچی۔ حضرت عثمانؓ کے صاحبزادے ابان بن عثمانؓ نے اگر  
 حضرت علیؓ کو اس چیز کی اطلاع کی۔ ذیل میں یہ واقعہ مذکور ہے۔

... عن اسحاق بن راشد عن ابی جعفر ابنا ابان بن عثمان بن  
 عفان قال کثر علینا العوی بالبحارۃ اتیت علیاً فقلت یا عم قد  
 کثرت علینا الحجارۃ فمشتی معی فرماہم حتی فتوت یدہ ثم  
 قال یا ابن ابی اجمع موالیکم و من کان منکم بسبیل ثم لتکن  
 ہذا حالکم۔

(انساب الاشراف للبلاذری، طبع جدید، ج ۵، ص ۸۷)

یعنی حضرت عثمانؓ کے لڑکے ابان نے کہا کہ جب ہم پر باغیوں کی جانب سے



دروازہ پر حضرت حسنؑ خون آلود ہو گئے اور حضرت علیؑ کے غلام قنبر کے سر پر زخم آئے۔

دیگر عبارت کا مطلب یہ ہے کہ ابو محمد انصاری کہتے ہیں کہ جس روز عثمان بن عفان قتل کیے گئے ہیں، میں اس واقعہ میں حاضر تھا۔ حضرت حسن بن علی بن ابی طالب، عثمان بن عفان کی مدافعت کرتے کرتے زخم خوردہ ہو گئے اور زخمی حالت میں میں نے انہیں اٹھایا۔“

(۳) — وَجُدَّحَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ جَرَاحَاتٌ كَثِيرَةٌ وَ كَذَلِكَ جُدَّحَ حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَمُرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ“

(البدایہ لابن کثیر، ج ۴، ص ۱۸۸، باب صفة قتله و عثمان)

”یعنی (بعض حالات میں) ابن زبیر بہت زخمی ہو گئے اور اسی طرح

حضرت حسن بن علیؑ اور مروان بن حکم بھی زخمی ہوئے۔“

(۴)

بعض دفعہ حضرت عثمانؓ کے مکان میں پانی کی قلت ہو گئی۔ سخت پریشانی کا سامنا ہوا۔ حضرت علیؑ کو اطلاع ملی کہ پانی کی کمیابی کی وجہ سے حالت دیگر گوں ہو رہی ہے۔ فوراً حضرت علیؑ نے پانی پہنچانے کا انتظام کیا، اگرچہ اس سلسلہ میں سخت دشواریاں پیش آئیں۔ بعض دفعہ ماشمی خدام زخمی ہوتے۔ حضرت رضی نے پوری پوری معاونت کی اور پانی ارسال کیا۔

بلاذری کی عبارت برائے ملاحظہ ذکر کی جاتی ہے اور طبری کے اس مقام کا صرف حوالہ ذکر کر دینا کافی ہے۔

”..... قال جبیر بن مطعم حصر عثمان حتی كان

لا يشرب الا من فقیہ فی دارہ فدخلت علی علی فقلت ارضیت



بہذا؟ ان یحصّر ابن عمّتك حتیٰ والله ما یثوب إلا من  
فقیر فی داسہا فقال سبحان الله او قد بلغوا یہ ہذہ الحال  
قلت نعم! نعمد الی روایا ماء فادخلنا الیہ فسقاہ ۛ  
رئساب الاشراف بلاذری، ج ۵، ص ۷۷ تحت  
امر عمر و بن العاص وغیرہ)

حاصل یہ ہے کہ جبیر بن مطعم نے کہا کہ حضرت عثمانؓ اس طرح محصور کر  
دیتے گئے کہ پینے کے لیے پانی ان کو نہیں ملا۔ ان کی حویلی میں ایک  
فقیر و فلاش شخص تھا۔ مجبوری کی حالت میں اس سے پانی لیتے تھے۔  
یہ حالت دیکھ کر میں نے حضرت علیؓ کے پاس جا کر کہا کہ آپ کی بھوپڑی  
بہن کے بیٹے (عثمانؓ) اس حالت میں اس طرح محصور ہیں کیا آپ  
اس حالت پر راضی ہیں؟ پانی پینے کو نہیں مل رہا۔ تو حضرت علیؓ نے  
فرمایا کہ سبحان اللہ انہوں نے یہاں تک نوبت پہنچا دی؟ میں نے کہا  
کہ بالکل! تو اس وقت حضرت علیؓ نے پانی لانے والے جانوروں  
پر پانی ارسال کر کے پلانے کا انتظام کیا ۛ  
دوسری جگہ بلاذری نے یہ روایت بھی درج کی ہے کہ:

..... فبلغ ذالک علیاً فبعث الیہ بثلاث قوَبٍ مملوءةٍ  
ماءً فما کادت تصل الیہ وجرح بسبھا عدة من موالی  
بنی ہاشم و بنی امیة حتی وصلت الیہ۔

رئساب الاشراف، ج ۵، ص ۶۸-۶۹۔ باب میر

اہل الامصار الی عثمان)

یعنی حضرت علیؓ کو پانی کی تنگی کی خبر پہنچی تو حضرت عثمانؓ کی طرف پانی

کی تین مشکیں پیر کر کے بھجواتیں۔ پانی کا پہنچانا بہت مشکل ہو رہا تھا، اس وجہ سے بنی ہاشم و بنی امیہ کے کئی خدام فراحت میں زخمی ہوتے تب جا کر پانی پہنچا۔

— تاریخ طبری و تاریخ ابن اثیر میں بھی پانی پہنچانے کی مساعی کا مضمون موجود ہے۔ ملاحظہ فرمادیں۔

(۱) تاریخ الامم و الملوک للطبری، ج ۵، ۱۲۷، تحت ۳۵ مطبوعہ مصری  
(۲) تاریخ ابن اثیر للجزیری، ج ۳، ص ۸۷، ذکر مقتل عثمانؓ۔ طبع مصر۔

## پانی پہنچانے کے واقعہ کی تائید شیعہ کتب سے

شیعہ کے مشہور مؤرخ مرزا محمد تقی لسان الملک نے نسخ التواریخ میں بعبارت ذیل اس کو دکھا ہے:

— نگذاشتند کہ کس آب بہر آتے او برد عثمان برام سر آئے آند  
نداد و داد کہ آیا علی بن ابی طالب در میان شما جائے دار گفتند غیبت  
عثمان خاموش شد و از بام فرود آمد این خبر بعلی علیہ السلام برد علی  
غلام خویش قنبر را بدو فرستاد و پیام داد کہ شنیدم مراند آکرده  
آی بگو حاجت چیست؟ گفت این قوم آب از من باز گرفتند آند  
گروہے از فرزندان و عزیزان من تشنه اند اگر توانی مرا آب فرست  
علی علیہ السلام آن جماعت را خطاب کرد فقال ایہا الناس! ان  
الذی تفعلون لایشعب امر المؤمنین ولا امر الکافرین ان الفارسی

والرؤم لتأسر فتطمع فتسقى فواللہ لاتقطعوا الماء عن الرجل - فرمود کہ آسے  
مردم کردارِ شمانہ با مسلمانان مانند دست و نہ با کافران بہمانا کافرانِ فارس  
و روم را اسیر میکند۔ لیکن آب و نال می دہند۔ و آب را ازیں مردم  
باز نگیرید۔ قوم اباد استند و رضائی دادند۔ لاجرم علی علیہ السلام تہ  
مشک آب بدست چند تن از بنی ہاشم بدو فرستاد تا ہمگاں بخورند و  
سیراب شدند“

(۱) ناخ التواریخ جلد دوم کتاب دوم، ص ۵۳۱ - طبع

قدیم طهران - تحت واقعہ ہذا -

— اور شیخ عباس قمی شیعہ نے فقہی الآمال کے حاشیہ میں مختصراً اس واقعہ  
کو عبارت ذیل میں درج کیا ہے :-

— مکشوف باد کہ عثمان بن عفان را مصریوں در مدینہ محاصره کردند و  
منع آب از دوسے نمودند خبر با امیر المؤمنین علیہ السلام رسید آنجناب  
متعیر شدند و از برائے او آب فرستادند و شرح قضیہ او در  
تواریخ مسطورست“

(۲) - حاشیہ فقہی الآمال، ج ۱، ص ۳۳۵ - تختی خورد و طبع ایران

تحت مقصد سوم فصل اول، در بیان آمد امام حسین زہین  
کر بلا و گفتگو امام با عمر بن سعد -

(۳) فوائد الرضویہ، جلد دوم، ص ۴۳۴ - طبع ایران -

خلاصہ روایت

”عثمان بن عفان کے ہاں باغی لوگ پانی نہیں پہنچنے دیتے تھے دایک  
دفعہ عثمان نے اپنے مکان کے اوپر چڑھ کر آواز دی کہ علی بن ابی طالب

موجود ہیں؟ حاضرین نے جواب دیا کہ موجود نہیں! عثمانؓ خاموش ہو کر نیچے چلے گئے۔ کسی نے اس بات کی علی المرتضیٰ کو اطلاع کی۔ حضرت علی المرتضیٰ نے اپنے قنبر غلام کو عثمانؓ کی خدمت میں بھیجا اور پیغام دیا کہ آپ نے مجھے بلایا تھا کیا ضرورت ہے؟ بیان کیجیے۔ عثمانؓ نے کہا کہ مخالف قوم نے ہمارا پانی روک رکھا ہے۔ میرے فرزند اور دیگر عزیز پیاسے ہیں، تشنگی غالب آگئی ہے۔ اگر ہو سکے تو پانی بھجوائیے حضرت علیؓ ابی طالب نے باغی قوم کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ لوگو! جو معاملہ تم کر رہے ہو نہ مومنوں کا طریق کار ہے نہ کافروں کا فارسی اور رومی قیدیوں کو قید میں کھانا دیتے ہیں، پینے کو پانی دیتے ہیں۔ اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ اس شخص (یعنی عثمانؓ) کا پانی بند نہ کرو باغیوں نے (بات تسلیم کرنے سے) انکار کر دیا۔ اور اس پر رضامند نہ ہوتے۔ بہر کیفیت حضرت علیؓ ابی طالب نے بنی ہاشم کے چند آدمیوں کے بدست پانی کی تین مشکیں حضرت عثمانؓ کی طرف روانہ کیں تب وہ سب لوگ پانی سے سیراب ہوئے۔“

— اور دوسری روایت کا حاصل یہ ہے کہ

”جب مصری وغیرہ لوگوں نے حضرت عثمانؓ کا مدینہ میں محاصرہ کر لیا اور پانی تک انہوں نے بند کر دیا تو حضرت علیؓ کو اس چیز کی خبر پہنچی، آنجناب پریشانی سے متغیر ہو گئے۔ اور حضرت عثمانؓ کے لیے انہوں نے پانی بھجوا دیا۔ اس قصہ کی تفصیل تو اربع میں لکھی ہے۔“  
 رعاشیہ غنثیہ الآمال از شیخ عباس قمی تحت مقصد سوم، فصل اول،  
 در بیان ورود امام حسینؑ کربلا۔ گفتگو مخلوون امام باقرؑ من سعد

(۵)

حفاظتی تدابیر کارگرنہ ہو سکیں، تمام مساعی بے سود ثابت ہوتے۔ آخر کار اشرار الناس باغیوں نے اپنا مقصد ایک طویل محاصرے کے بعد پورا کر ڈالا یعنی حضرت عثمان ذوالنورین کو شہید کر ڈالا۔ یہ وقتناک خبر معلوم کر کے تمام صحابہ کرام (جو مدینہ میں موجود تھے) اور حضرت علی المرتضیٰ سب مضطربانہ صورت میں دربار عثمان کی طرف پہنچے۔ حضرت علیؑ تو غصہ میں آ کر اپنیوں کو ضرب و شتم کرنے لگے کہ آپ لوگوں کی موجودگی میں یہ واقعہ کیسے پیش آگیا؟ اور حضرت علیؑ بے ساختہ روتے تھے۔

یہ المناک واقعہ مندرجہ ذیل مقامات میں دستیاب ہے۔

بلذری نے انساب الاشراف جلد خامس میں لکھا ہے کہ :

”..... وصعدت امرأته الى الناس فقالت ان امير المؤمنين قد قتل فدخل الحسن والحسين ومن كان معهما فوجدوا عثمان مذبحاً فانكبوا عليه يبكون وخرجوا و دخل الناس فوجدوه مذبحاً وبلغ الخبر علياً وطلحة و الزبير وسعداً ومن كان بالمدينة فخرجوا وقد ذهب عقولهم للخبر الذي اتاهم حتى دخلوا على عثمان فوجدوه مقتولاً فاسترجعوا وقال علي لابنائه كيف قتل امير المؤمنين وانتما على الباب؟ ورفع يده فلطم الحسن وضرب صدر الحسين وشم محمد بن طلحة وعبد الله بن الزبير وخرج علي وهو غضبان حتى اتى منزله“

(۱) انساب الاشراف احمد بن حنبل، ص ۶۹-۷۰، جلد ۵

(طبع بیروشلیم)

(۲) تاریخ الاسلام للذہبی ص ۱۳۹ تحت محاصرہ عثمانی ۳۵

(۲) تاریخ الخلفاء سیوطی بحوالہ ابن عساکر، ص ۱۱۳، طبع دہلی  
فصل فی خلافت عثمانؓ۔

(۳) عقیدۃ السفارینی للشیخ محمد بن احمد السفارینی الحنبلی  
ج ۲، ص ۳۲۶ - طبع مصر۔

خلاصہ یہ ہے کہ

شہادت کے بعد حضرت عثمانؓ کی عورت (نامہ) مکان پر چڑھ کر  
کہنے لگیں کہ امیر المؤمنین (عثمانؓ) قتل کر دیتے گئے۔ تو اس وقت حضرت  
حسنؓ و حسینؓ اور جو آدمی ان کے ساتھ (حویلی کے دروازہ پر) موجود تھے  
مکان کے اندر داخل ہوئے۔ دیکھا کہ حضرت عثمانؓ ذبح کر دیتے گئے ہیں  
غم کی وجہ سے ان پر گر گئے اور رونے لگے۔ پھر باقی لوگ اندر آئے۔  
حضرت عثمانؓ کو مذبح پایا۔ یہ خبر حضرت علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ و سعدؓ کو پہنچی،  
اور جو بھی مسلمان مدینہ میں موجود تھے سب کو معلوم ہوا۔ سب لوگ  
حیرانی کے ساتھ اپنے گھروں سے باہر نکل آئے، ہوش اڑے ہوئے  
تھے۔ سب کلمہ تہجیح (انا للہ وانا الیہ راجعون) پڑھ رہے تھے  
اور حضرت عثمانؓ مذبح ان کے سامنے تھے۔

راضی (اب کے عالم) میں حضرت علیؓ نے اپنے بیٹوں کو فرمایا کہ  
امیر المؤمنین کیسے قتل ہو گئے؟ حالانکہ تم (حویلی کے) دروازہ پر  
موجود تھے۔ اور ان کو ضرب و شتم کی۔ حسنؓ کو طمانچہ مارا اور حضرت حسینؓ  
کے سینے پر مارا۔ ابن طلحہؓ و ابن زبیرؓ کو سخت شتم کہا۔ اسی غضبناکی  
کی حالت میں عثمانؓ کے مکان سے باہر آگئے اور اپنے مکان کی طرف  
چلے گئے۔ الخ

## اس مقام کی ایک دوسری روایت

حادثہ ہذا کے واقعات کو نقل کرتے ہوئے مؤرخین لکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ بے ساختہ روتے ہوئے حضرت عثمانؓ شہید پر گر گئے۔ البدایہ میں ہے :-

— روى الديبع بن بدر عن سيار بن سلامة عن ابى العالیة ان علیاً دخل علی عثمان فوقع علیه وجعل یبکی حتی ظنوا انه سیلحق به .“

(البدایہ جلد ۷، ص ۱۹۳ تحت حالات شہادت عثمانؓ)

دو یعنی (جب عثمانؓ بن عفان شہید کر دیتے گئے) تو حضرت علیؑ ان کے ہاں پہنچے اور روتے ہوئے ان پر بے ساختہ گر گئے (ان کی وارفتگی کی حالت دیکھ کر) دیکھنے والے گمان کرنے لگے کہ علیؑ بھی عثمانؓ کے ساتھ لاشی ہوتے ہیں (یعنی ان کا بھی دم یہیں نکلتا ہے)۔

— نیز سانحہ ہذا کے بعد حضرت علیؑ کے گھرانے میں بھی حضرت عثمانؓ منظوم پر نالہ و بکا کے واقعات تاریخی کتابوں میں ملتے ہیں جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ حضرت عثمانؓ کا مظلومانہ قتل حضرت علیؑ کے نزدیک کس قدر اذیتناک و مہناک المناک تھا۔ اور حضرت علیؑ اور ان کے گھرانے کے لوگ ان کی مظلومیت پر رویا کرتے تھے۔ چنانچہ بلاذری نے اپنی سند سے واقعہ ذیل نقل کیا ہے :-

..... عن سلمة بن عثمان عن علی بن زید عن الحسن قال

دخل علی یوماً علی بناتہ وھن یمسحن عیونھن فقال ما

لکن تبکین ؟ قلن نبکی علی عثمان فبکی وقال ابکیین .“

(انساب الاشراف بلاذری، ج ۵، ص ۱۰۳۔ بحث رؤیا عثمان و مقتله)

”یعنی ایک روز حضرت علیؑ اپنی بیٹیوں کے پاس تشریف لائے تو وہ رو رہی تھیں اور آنکھوں سے آنسو صاف کر رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا کہ کیوں رو رہی تھیں؟ صاحبزادیوں نے عرض کیا کہ (مظلومیت) عثمانؓ پر رو رہی تھیں (یہ سن کر) حضرت علیؑ خود رو پڑے اور فرمایا کہ (ان پر) رو سکتی ہو“

## بخازہ عثمانی و دفن وغیرہ میں حضرت علیؑ و اولادِ علیؑ کی شمولیت

— اللہ تعالیٰ کی تقدیر بہر چیز پر غالب ہے۔ اس کی حکمت و قدرت کے تحت شہادتِ عثمانی واقع ہوگی۔ اس کے بعد بھی باغی مفسدین کی نارعداوت نہ بچھی۔ حضرت عثمانؓ مظلوم کا کفن و دفن اور بخازہ پُر امن طریق سے ہو جانا ان کے لیے ناگوار تھا۔ نامساعد حالات کے باوجود صحابہ کرام نے بڑی ہمت کر کے آخری احکام (بخازہ، کفن و دفن) کو نہایت مستعدی سے سرانجام دیا۔ ان حضرات میں حضرت علی المرتضیٰؑ اور سیدنا حسن بن علیؑ برابر کے شریک کار تھے۔

— مؤرخین نے اپنی طرزِ نگارش کے موافق اس موقع پر بھی کئی رطب و یابس مختلف قسم کی روایات جمع کر ڈالی ہیں۔ تاہم یہ چیزیں بھی ذکر کی ہیں کہ حضرت عثمانؓ مظلوم کے متعلقہ آخری مراحل میں حضرت علی المرتضیٰؑ و سیدنا حسن بن علیؑ نے شامل ہو کر حقیقی رفاقت ادا کیا۔

— غور و فکر کرنے کے بعد (بشرط انصاف) عقل اس بات کی متقاضی ہے کہ محاصرہ کی طویل میعاد میں پریشان کن حالات کے تحت جب یہ حضرات



حضرت عثمانؓ کی حمایت و معادرت برابر کرتے رہے تھے (جیسا کہ عنوانات بالا کے ذریعہ ہم نے تفصیل ذکر کی ہے) تو جنازہ و دفن جیسے ضروری معاملات میں بھی یقیناً شریک و شامل ہونگے۔

ذیل میں مقصد لہذا کو بیان کرنے والی روایات نقل کی جاتی ہیں ملاحظہ فرمادیں طبری میں ہے۔

(۱) . . . . . خرج مروان حتی اتی دار عثمان فاتا زید بن ثابت و طلحة بن عبید اللہ و علیؓ و الحسن و کعب بن مالک و عامرہ من ثم من اصحابہ فتوافی الی موضع الجنائز صبیان و نساء فاخذوا عثمان فصلی علیہ مروان ثم خرجوا بہ حتی انتھوا الی البقیع فدفنوا فیہ ما یلی حش کعب ۛ

(۱) الفتنۃ و وقعتہ المجلد ۸۴ تحت دفن عثمان

(۲) (تاریخ ابن جریر طبری، ج ۵ ص ۱۴۴ تحت ذکر الخیر

عن الموضع الذی دفن فیہ عثمانؓ)

حاصل یہ ہے کہ :

”مروان، زید بن ثابتؓ، طلحہؓ، علیؓ بن ابی طالب، حسن بن علیؓ، کعب بن مالک اور بھی جو لوگ عثمانؓ کے ساتھیوں میں سے تھے عثمانؓ کے مکان پر پہنچے اور کچھ لڑکے اور عورتیں بھی (جنازہ کے لیے) آئے۔ حضرت عثمانؓ کو گھر سے باہر لاتے۔ مروان بن حکم نے نماز جنازہ پڑھائی اس کے بعد یہ تمام احباب جنازہ کو بقیع کے مقام میں لاتے جو حش کعب کے قریب تھا وہاں دفن کر دیا۔“

کتاب التہمید و البیان میں بحوالہ امام احمدؒ مذکور ہے کہ

(۲) و خرج بہ ناس یسیر من اہلہ و الذییر و الحسن بن علیؓ

و ابوجهم و مروان بن الحكم بين العشائين فاتوا به  
حائطاً من حيطان المدينة يقال له حش كوكب خارج  
البقيع فصلى عليه جبير بن مطعم وقيل حكيم بن  
حذام وقيل مدوان وقيل صلى عليه الزبير كذا ذكره  
الامام احمد في المسند

۱) در کتاب التہید والبیان فی مقتل الشہید عثمان ص ۱۴۲  
(۲) مسند امام احمد ص ۴۴، ج ۱ تحت من اخبار عثمان - (طبع بیروت)

اور یہ روایت بھی درج کی ہے کہ

(۳) . . . . . وقيل شهد جنازته علي وطلحة وزييد بن

ثابت وكعب بن مالك وعامة من كان ثم من اصحابه

(۱) کتاب التہید والبیان فی مقتل الشہید عثمان

ص ۱۴۲، طبع بیروت -

(۲) الکامل لابن اثیر الجزری، ج ۳، ص ۹۱ - ذکر

الموضع الذی دفن فیہ ومن صلی علیہ -

(۳) تاریخ ابن خلدون، ج ۲، ص ۱۰۵۳ بحث

حصار عثمان ومقتله، طبع جدید بیروت -

البدایہ میں ابن کثیر نے نقل کیا ہے کہ

(۴) . . . . . قیل بل دفن من لیلته ثم کان دفنه ما بین

المغرب والعشاء خفیة من الخوارج وقیل بل استؤذن

فی ذاک بعض رؤسائهم - فخرجوا به فی نفر قليل من الصحابة

فیہم حکیم بن حذام و حویطب بن عبد العزی و ابو الجهم

بن حذیفہ و نیار بن مکرم الاسلمی و جبیر بن مطعم و زید بن ثابت و کعب بن مالک و طلحہ و الزبیر و علی بن ابی طالب و جماعۃ من اصحابہ و نسائہ منہن امراتاۃ نائلمۃ ربنت الفرافصہ و ام البنین بنت عبد اللہ بن حصین و صبیان . . . . . و جماعۃ من خدمہ حملوا علی باب بعد ما غسلوا و کفنوا و زعم بعضہم انه لم یغسل و لم یکنن و الصحیح الاول -

(البدایہ لابن کثیر ج ۴، ص ۱۹۱)

### خلاصہ کلام

(۲) - یعنی عثمانؓ کے گھر والوں سے کچھ لوگ اور چند مزید آدمی حضرت زبیرؓ بن عوامؓ حضرت حسن بن علیؓ حضرت ابو جہم بن حذیفہؓ مروان بن حکمؓ و غیر ہم حضرت عثمانؓ کو مغرب و عشاء کے درمیان گھر سے جنازہ کے لیے باہر لائے اور حش کو کب نامی جگہ جو باغوں میں سے ایک باغ تھا اور بقیع سے خارج تھا اس کے پاس لے آئے جبیر بن مطعم نے نماز جنازہ پڑھائی یا حکیم بن خرام نے یا مروان نے یا زبیرؓ نے، علی اختلاف الافوال نماز پڑھائی (اور وہاں دفن کیے گئے)۔

(۳) - یعنی مؤرخین کا قول ہے کہ حضرت عثمانؓ کے جنازہ میں حضرت علیؓ بن ابی طالبؓ طلحہ بن عبید اللہؓ زید بن ثابتؓ کعب بن مالکؓ اور عام لوگ جو ان کے ساتھیوں میں سے موجود تھے حاضر ہوئے (اور نماز پڑھی گئی)۔

(۴) - . . . . . یعنی اسی رات کو حضرت عثمانؓ کو دفن کیا گیا۔ باغیوں سے بچاؤ کر کے مغرب و عشاء کے درمیان دفن کیا گیا۔ بعض نے کہا ہے کہ باغیوں کے روسا سے اذن طلب کر کے حضرت عثمانؓ کے جنازہ کو لوگ باہر لائے بعض صحابہ کرامؓ

حکیم بن حزام۔ حویطب بن عبدالعزیٰ و ابوالجہم بن حذیفہ و نیار بن مکرم اسلمی و جیسر بن  
 مطعم و زید بن ثابت و کعب بن مالک و طلحہ و زبیر و علی بن ابی طالب اس موقعہ  
 پر شامل و حاضر تھے اور ان کے ساتھیوں کی ایک جماعت اور ان کی عورتوں میں  
 سے حضرت نائلہ و اُمّ البنین اور لڑکے بھی شامل تھے۔ . . . . حضرت  
 عثمان کے خدام کی ایک جماعت غسل دلانے اور کفنانے کے بعد ان کو اٹھا کر دروازہ  
 پر لائی۔ اور بعض کا خیال ہے کہ ان کا غسل و کفن نہیں کیا گیا لیکن (یہ صحیح نہیں ہے)  
 بلکہ اول بات صحیح ہے۔

## شیعہ کتب سے تائید

ابن ابی الحدید شیبی نے شرح نہج البلاغہ میں اس واقعہ کو یوں نقل کیا ہے کہ  
 . . . . . وخرج بہ ناسٌ یسیئون اہلہ و معہم الحسن بن  
 علی و ابن الزبیر و ابوجہم بن حذیفہ بین المغدب و العشاء  
 فاتوا بہ حائطاً من حیطان المدینۃ یعرف بحش کوکب و هو  
 خارج البقیع فصلوا علیہ۔ الخ

در شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید شیبی، ج ۱، ص ۹۷، طبع قدیم  
 ایرانی و طبع بیروتی، ج ۱، ص ۱۹۸۔ تحت متن من خطبتہ لہ علیہ  
 السلام فی معنی قتل عثمان بن عفان۔

دو یعنی حضرت عثمان کے گھر والے چند آدمی ان کو دفن کرنے کے لیے  
 گھر سے باہر لاتے۔ ان لوگوں کے ساتھ حضرت حسن بن علی، عبداللہ بن زبیر  
 ابوجہم وغیرہ تھے مغرب و عشاء کے درمیان درجنازہ باہر لے جانے کی  
 صورت کی گئی، جنت البقیع کے باہر حش کوکب کے نام سے ایک

مقام تھا وہاں لاکر عثمانؓ پر انہوں نے نماز جنازہ پڑھی۔

## اختتامِ بحثِ محاصرہ

— یہ تمام واقعات ایک ایک کر کے بتلا رہے ہیں کہ اس دردناک حادثہ میں حضرت علیؓ اور ان کی اولاد شریف نے کس قدر خدمات سرانجام دیں۔ اور اپنے حقوقِ مودت اور برادرانہ روابط کا کس طرح اتمام کیا، حضرت عثمانؓ ذوالنورین کے آخری ایام میں باغیوں کی مدافعت کی خاطر حضرت علی المرتضیٰؓ نے قدم قدم پر پُر زور کوشش صرف کی۔ سنگباری کا جواب سنگباری سے دیا۔ ان کی اولادِ جہابی کا ردِ روانی میں زخمی ہوتی۔ حضرت عثمانؓ کے گھر میں پانی ارسال کیا۔ اگرچہ پانی پہنچانے والوں نے زخم کھاتے۔ ان مراحل سے گزر کر جب باغی اپنے ظالمانہ مقصد میں کامیاب ہو گئے تو حضرت علیؓ سخت اندوہناک و غمناک ہوئے اور اپنے عزیزوں کو زجر و توبیخ کی اور ضرب و شتم کی۔ پھر اس کے بعد سب سے آخری مرحلہ یعنی جنازہ عثمانی و دفن وغیرہ میں برابر کے شریک کار و شامل حال رہے۔ یہ تمام چیزیں حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ کے درمیان دائمی مودت و محبت کا بین ثبوت ہیں جو آخری ایام تک قائم و دائم رہی ہیں۔

## حضرت علی المرتضیٰ کی اولاد میں سیدنا

### عثمانؓ کا نام مروج تھا

یہ ایک فطری امر ہے کہ آدمی اپنی اولاد کے نام تجویز کرتے وقت پوری احتیاط

سے کام لیتا ہے۔ اپنے بیٹے بیٹیوں کے نام اسی نوعیت کے رکھتا ہے کہ وہ اس کی زندگی میں باعثِ عزت و افتخار بنیں۔ نام تجویز کرنے سے اس کے ذہن و قلب اور فطری لگاؤ کا پتہ چلتا ہے۔ اس ضمن میں بالعموم قابلِ احترام، معزز اور معروف ایسی ہستیوں کے ناموں کو ترجیح دی جاتی ہے جن کے ساتھ اُسے انس اور محبت ہو اور انہیں مبارک و عظیم سمجھا جاتا ہو۔ اور جن لوگوں کے بارے میں دل کے اندر کسی قسم کی کدورت پائی جاتی ہو، غیظ و غضب ہو یا ان سے نفرت ہو، ان کے اسماء کو اپنی اولاد میں رواج دینا پسند نہیں کیا جاتا۔

اس نفسیاتی اصول اور قلبی لگاؤ کے آئینہ میں جب ہم حضرت علی المرتضیٰ کو دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ آپ کی اولاد میں سیدنا ابوبکرؓ، سیدنا عمرؓ اور سیدنا عثمانؓ کے مبارک اسماء ملتے ہیں۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰ خلفاء ثلاثہ یعنی حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے بارے میں دل کے کسی کونے کے اندر کسی قسم کی عداوت یا بغض نہیں رکھتے تھے۔ بلکہ انہیں معزز و محترم، اور بزرگ ہستیاں سمجھتے تھے۔ تب ہی تو آپ نے اپنی اولاد میں ان اسماء کو رواج دیا۔

کتاب کے حصہ اول (صدیقی)، اور حصہ دوم (فاروقی) میں شیعہ و سنی دونوں فریق کی مشہور و متبرک کتابوں کے حوالہ جات سے ہم نے ثابت کیا ہے کہ حضرت علیؓ اور دیگر ہاشمی بزرگوں کی اولاد میں ابوبکرؓ و عمرؓ نام پاتے جاتے ہیں۔ کتاب کے حصہ سوم (عثمانی) میں تیلایا جاتا ہے کہ ابوبکرؓ و عمرؓ کی طرح حضرت علی المرتضیٰ کی اولاد شریف میں عثمانؓ کا نام بھی پایا جاتا ہے۔ جس سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ ان بزرگوں (حضرت علیؓ اور دیگر ہاشمیوں) کو حضرت عثمان ذوالنورینؓ سے بھی صحیح عقیدت تھی۔ اور اس مبارک اسم کو مستحسن و متبرک سمجھتے تھے۔

ذیل میں اس مسئلہ پر چند حوالہ جات پیش کیے جاتے ہیں۔ پہلے اپنی کتابوں

سے درج کیے جاتیں گے۔ اس کے بعد شیعی کتابوں سے تائید پیش کی جائے گی۔

(۱) — ابو عبد اللہ المصعب بن عبد اللہ الزبیری (متوفی ۲۳۶ھ) نے اپنی کتاب ”نسب قریش“ میں حضرت علی المرتضیٰؑ کی اولاد شمار کی ہے۔ وہاں ذکر کیا ہے۔

”..... عمر بن علیؑ ورفیہ وھما توأم، امھما الصبأ  
من سبی خالد بن الولید وکان عمداً خذ ولد علی بن ابی  
طالب..... العباس بن علی..... اخوتہ لابیہ و  
امہ بنو علی، وھم عثمان وجعفر وعبد اللہ فقتل  
قبلہ۔ الخ

”حضرت علیؑ کی اولاد کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں، عمر بن علیؑ اور زرقیہؑ جڑواں تھے۔ ان کی والدہ صہبا تھیں۔ جو خالد بن ولید کے قید کردہ غلاموں (لوڈیوں) میں آئی تھیں۔ پانچویں نمبر پر عباس بن علیؑ اور ان کے حقیقی بھائیوں کو ذکر کیا ہے۔ اور وہ عثمان بن علیؑ جعفر بن علیؑ اور عبد اللہ بن علیؑ ہیں جو (میدان کربلا میں) عباس بن علیؑ سے پہلے شہید ہوئے“

دکتاب نسب قریش، ص ۴۳، طبع مصر  
ذکر اولاد علی بن ابی طالب

(۲) — ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن خرم الاندلسی (متوفی ۴۵۶ھ) اپنی معروف کتاب ”جمہرۃ انساب العرب“ میں اولاد علیؑ ابن ابی طالب کے تحت لکھتے ہیں:

”..... وانیعباس..... وابی بکر وعثمان وجعفر.....“

وقتل ابوبکر وجعفر و عثمان و العباس مع اخيهم الحسين الخ  
ترجمہ ..... چھٹے نمبر پر عباس، ساتویں نمبر پر ابوبکر، آٹھویں  
نمبر پر عثمان اور نویں نمبر پر جعفر ہیں ..... ابوبکر، جعفر، عثمان اور  
عباس اپنے بھائی حسین کے ساتھ (میدانِ کربلا) میں شہید ہوتے۔

(جمہرة انساب العرب لابن خزم ص ۳۸-۳۷)

جلد اول طبع جدید مصری ذکر اولاد امیر المومنین

(۳) — طبقات ابن سعد جلد ثالث میں سیدنا علی المرتضیٰ کی اولاد کے تذکرہ  
میں لکھا ہے :

”..... و ابوبکر بن علی قتل مع الحسين ..... و

العباس الاکبر بن علی و عثمان و جعفر الاکبر و عبد الله

قتلوا مع الحسين بن علي الخ.....

ترجمہ :- اولاد حضرت علیؑ سے ابوبکر بن علی حضرت حسینؑ کے ساتھ

رکربلا میں شہید ہوتے۔ ..... اور عباس اکبر بن علی، عثمان،

جعفر اکبر اور عبد اللہ (برادرانِ حسینؑ) اپنے بھائی حسینؑ کے ساتھ

رکربلا میں شہید ہوتے۔“

طبقات ابن سعد ص ۱۱-۱۲۔ جلد ۳۔ طبع لیدن

تحت ذکر علی ابن طالب رضی اللہ عنہ

(۴) — تاریخ تالیف بن خیاط میں سنتہ احدیٰ و ستین (۱۱ھ) کے تحت شہداء  
کربلا کے ضمن میں لکھا ہے :

..... قال ابو الحسن و قتل معه عثمان بن علی، امه

ام البنین ایضاً۔



ترجمہ :- ابوالحسن نے کہا ہے کہ حضرت حسینؑ کے ساتھ ان کے بھائی عثمان بن علی بھی شہید ہوئے۔ ان کی والدہ کا نام ام البنین تھا۔  
 تاریخ خلیفہ بن خیاط، ص ۲۲۲ طبع نجف اشرف عراق  
 تحت سنہ احدی و سنین ذکر مقتل الحسین و اصحابہ

## حضرت عثمانؓ کا نام اولادِ علیؑ میں (شیعہ کتب سے)

(۵) — احمد بن یعقوب (الشیعی) نے اپنی مشہور تاریخ یعقوبی میں حضرت علیؑ

کی زنیہ اولاد ۴ نفر ذکر کی ہے۔ ان میں عثمان نام دو بار ذکر کیا ہے۔  
 ”..... والعباس وجعفر قتلا بالطف و عثمان و عبد اللہ

امہم ام البنین بنت خدام الکلابیہ..... و عثمان

الاصغر و یحییٰ و امہما اسماء بنت عمیس الخثعمیہ۔ الخ  
 ترجمہ :- حضرت حسین کے دو بھائی عباس اور جعفر کربلا میں شہید ہوئے

اور عثمان اور عبداللہ ان چاروں کی والدہ ام البنین بنت خدام الکلابیہ  
 تھی۔..... اور عثمان الاصغر اور یحییٰ فرزندانِ علیؑ تھے۔ ان  
 کی والدہ کا نام اسماء بنت عمیس خثعمیہ تھا۔

(تاریخ یعقوبی، ص ۲۱۳، جلد ثانی، مطبوعہ بیروت)

از احمد بن یعقوب الکاتب العباسی (الشیعی)

و المتن فی ۲۵۸ھ تحت ذکر اولاد علی

(۶) — ابوالفرج اصفہانی (الشیعی) نے اپنی کتاب مقاتل الطالبیین میں کربلا کے

شہداء میں حضرت حسین کے بھائیوں کے نام الگ الگ درج کیے ہیں جن کو شہادت نصیب ہوئی۔ ان میں عثمان بن علی کا نام بھی ہے عبارت ذیل ملاحظہ فرمائیں۔

..... وعثمان بن علی بن ابی طالب علیہ السلام و امہ  
ام البنین ..... قتل عثمان بن علی وهو ابن احدی  
وعشرون سنة۔ الخ

ترجمہ: حضرت علی کے منجملہ صاحبزادوں میں سے ایک عثمان بن علی تھے ان کی والدہ کو ام البنین کہتے تھے۔ اور عثمان جس وقت (کربلا میں) شہید ہوئے ان کی عمر اکیس برس تھی۔

(مقالہ الطالبین، ص ۲۳۔ طبع قدیم ایران  
تحت شمار شہداء کربلا)

(۷) — مشہور شیعی مؤرخ مسعودی نے اپنی تصنیف ”التنبیہ والاشراف“ میں حضرت علیؑ کی خلافت کے تحت ان کی اولاد شمار کی ہے۔ وہاں حضرت علی المرتضیٰ کے گیارہ لڑکے درج کیے ہیں۔ ان میں آٹھویں نمبر پر عثمان نامی لڑکے کا ذکر کیا ہے۔

والتنبیہ والاشراف للمسعودی، ص ۲۵۸  
تحت ذکر خلافت علی بن ابی طالب،

(سن طباعت ۱۹۳۸ھ)

(۸) — اسی طرح مسعودی نے ایام یزید بن معاویہ کے تحت کربلا کے شہداء کے اسماء کی فہرست درج کی ہے۔ وہاں تیسرے نمبر پر عثمان بن علی کا نام ذکر کیا ہے۔

..... وقتل معه من ولد ابیہ سنة وهم العباس و  
جعفر و عثمان و محمد الاصغر و عبد الله و ابو بکر۔ الخ

(التبیین والاشراف، ص ۲۶۳ (المسعودی) تحت  
ذکر شہداء کربلا)

”یعنی کربلا میں سیدنا حسین کے ساتھ ان کے والد کی اولاد میں سے  
(بھائیوں میں سے) چھ بھائی شہید ہوتے تھے۔ ان کے نام یہ ہیں عباسؓ،  
جعفرؓ، عثمانؓ، محمد اصغرؓ، عبداللہؓ اور ابوبکرؓ۔ حاصل یہ ہے کہ ایک تو  
ثابت یہ ہو کہ عثمان نامی حضرت علیؓ کے صاحبزادے ہیں۔ دوسرا  
یہ کہ وہ صاحبزادے (عثمان بن علی) اپنے بھائی حسین کی معیت میں کربلا  
میں شہید ہوتے تھے۔ اسلامی تاریخ میں ان کا نام شہداء کربلا میں  
درج ہے۔“

(۹) — شیخ مفید نے اپنی کتاب ”الارشاد“ میں حضرت علیؓ کی اولاد کے  
نام لکھے ہیں۔ ان میں عثمان نام مذکور ہے۔

”..... وعثمان وعبدالله الشہداء مع اخيهم حسين بطف.

امهم ام البنين الخ.....

ترجمہ: حضرت علیؓ کے بیٹے عثمانؓ اور عبداللہؓ اپنے بھائی حسین کے  
ساتھ کربلا میں شہید ہوتے۔ ان کی ماں کا نام ام البنین تھا۔

الارشاد للشيخ المفيد (محمد بن محمد بن محمد بن عثمان

الملقب بالمفيد، ۱۶۷-۱۶۸، طبع جدید تہران.

تحت اولاد امير المؤمنين)

(۱۰) فاضل علی ابن عیسیٰ اربلی نے اپنی کتاب ”کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ“ میں

حضرت علیؓ کی زینبہ اولاد چودہ بتائی ہے۔ ان میں ساتویں نمبر پر عثمان بن علیؓ کو شمار  
کیا ہے۔

رکشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ بمعجمہ ترجمہ فارسی المناقب  
ص ۵۹۰، جلد اول، طبع جدید ایران۔ باب ذکر  
اولاد امیر المومنین)۔

(۱۱) سید جمال الدین احمد بن علی المعروف ابن عنبنہ نے اپنی کتاب ”عمد الطالب  
فی انساب آل ابی طالب“ کے فصل رابع اور خامس میں حضرت علیؑ کے صاحبزادوں کا  
ذکر کیا ہے۔

..... ائمہ (ام عباس) وام اخوتہ عثمان وجعفر و

عبد اللہ ام البنین فاطمۃ بنت حزام ابن خالد الخ۔

ترجمہ: عباس ابن علی اور ان کے بھائیوں عثمان، جعفر اور عبد اللہ سیران  
حضرت علیؑ کی والدہ کو ام البنین فاطمہ بنت خزام بن خالد کہتے تھے۔

عمد الطالب، ص ۳۵۶ طبع نجف اشرف عراق

الفصل الرابع فی ذکر عقب العباس بن امیر المومنین علیہ السلام)

(۱۲)۔ گیارہویں صدی کے مجتہد بلا باقر مجلسی مقبر تصنیف ”جلاء العیون“

میں شہداء اہل بیت کی تعداد جو یوم عاشورہ کو شہید ہوئے، ذکر کی ہے لکھتے ہیں۔

..... نونفر از فرزندان امیر المومنین علیہ السلام حضرت سید

الشہداء عباسؑ و محمدؑ و عمرؑ و عثمانؑ و جعفرؑ و ابراہیمؑ و عبد اللہ الاصغرؑ

و محمد الاصغر الخ۔

ترجمہ: یوم عاشورہ میں امیر المومنین حضرت علیؑ کی اولاد سے درج

ذیل نو افراد شہید ہوئے۔ ایک حضرت حسینؑ (سید الشہداء) دوسرے

عباسؑ، تیسرے آپ کے فرزند محمدؑ، چوتھے عمرؑ، پانچویں عثمانؑ پچھٹے جعفرؑ،

ساتویں ابراہیمؑ، آٹھویں عبد اللہ الاصغر اور نویں محمد الاصغر الخ

دجلۃ العیون از محمد باقر مجلسی، ص ۴۶۴ - طبع

پہران تحت ذکر شہداء کربلا از اولاد علی المرتضیٰ

مطلب یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کا مبارک نام حضرت علیؓ کی اولاد میں پایا جاتا ہے جس کو اہل سنت علماء و مؤرخین اور شیعہ علماء اور شیعہ مورخین نے بے شمار کتابوں میں تحریر کیا ہے جن میں سے مندرجہ بالا چند ایک حوالہ جات شیعہ دستنی کتب سے ہم نے نقل کر دیتے ہیں۔ نقل صحیح ہے، اہل علم مراجعت فرما کر تسلی کر سکتے ہیں۔

اور بے شمار مصنفین نے اس مسئلہ کو اپنی اپنی تصنیفات میں درج فرمایا ہے سب کتابوں سے نقل کرنا دشوار تھا اس لیے صرف بارہ عدد شیعہ دستنی حوالہ جات پر اکتفا کر دینا کافی سمجھا گیا ہے۔ بارہ کا عدد شیعہ احباب کے ہاں متبرک بھی ہے۔ ان کو فرحت حاصل ہوگی۔ گویا یہ مسئلہ مسلمات میں سے ہے کہ سیدنا علیؓ نے اپنے فرزندوں کا نام عثمان رکھا ہے۔ اور حضرت علیؓ کے گھر میں عثمان نام موجود تھا۔ جیسے ابو بکر و عمر نام حضرت علیؓ نے اپنے صاحبزادوں کے تجویز فرمائے تھے، اسی طرح عثمان کا مبارک نام بھی اپنے فرزندوں کے لیے منتخب فرمایا۔

حضرت علیؓ کے فرزندوں کے یہ نام تجویز ہونا خلفاء ثلاثہؓ اور ان کے درمیان اہس و محبت کی تین دلیل ہے۔ اور باہمی تعلق و ارتباط کا واضح ثبوت ہے۔ اس قسم کے روشن دلائل کا انکار کرتے چوتے پھر بھی خیال جملاتے رکھنا کہ ان حضرات کے درمیان دشمنی و عداوت تھی۔ اور قبائلی عصبیت موجود تھی یہ نام تو ویسے ہی رکھ دیئے تھے انصاف کا خون کرنا اور حق بات کو ٹھکرا دینے کے مترادف ہے۔ بلکہ نفس الامر میں واقعات سے ابا کرنا ہے جو عقلمند آدمی کے لیے زیبا نہیں۔

# خاتمہ کتاب

کتاب ”رجماء بئینہم“ کے حصہ اول (صدیقی) اور حصہ دوم (فاروقی) کے بعد اب حصہ سوم (عثمانی) بحمدہ تعالیٰ تمام ہو گیا۔

کتاب کے ہر حصہ حصص پر نظر کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ حضرات خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم اور حضرت علی المرتضیٰ (رجع ان کے خاندان کے) درمیان انہوں نے دینی و محبت اسلامی قائم تھی۔ ان میں کوئی عداوت و عناد نہ تھا نہ مسئلہ خلافت میں اور نہ غیر خلافت میں۔

— نیز ان حضرات کے لیے اچھے دین و بقائے اسلام مقصود زندگی تھا نسلی امتیازات، خاندانی عداوتیں، قبائلی تفریق و عصبیت اور حصول اقتدار وغیرہ وغیرہ جیسے حقیر نظریات ان کے پیش نظر نہ تھے۔

کتاب اللہ قرآن مجید اس پر شاہد عادل ہے اور کتاب ہذا کے ہر حصہ کے مندرجات اس مسئلہ پر مستقل گواہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

— جن لوگوں نے اسلام کے اس بہترین دور میں قبائلی تعصب کے تصورات دکھانے کی سعی کی ہے انہوں نے اپنے زورِ قلم سے حقائق و واقعات کا رنگ بدل کر از خود تاریخ سازی کی ہے اور اپنا مافی الضمیر منوانا چاہا ہے۔ ہدایہ اللہ تعالیٰ و عافا ہم۔

مالک کریم جل شانہ کا بے حد و شمار شکر ہے جس نے اپنے ناپختہ بندے کو خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے بارے میں تعلقات کے عجیب مضمون کو

مرتب کرنے کی توفیق نصیب فرمائی۔ اللہ مسلمانوں کو اس کتاب سے انتفاع کا موقعہ عنایت فرماتے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کے اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت و اطاعت نصیب فرماتے اور ان کے ساتھ حسن ظن قائم رکھنے کی عادت بنخشے اور خاتمہ بالایمان میسر فرما کر آخرت و عاقبت میں ان کی شفاعت اور معیت سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین۔ اور کتاب سے استفادہ کرنے والے احباب سے امید کی جاتی ہے کہ دعائے مغفرت سے فراموش نہیں فرمائیں گے۔

ع برکریماں کار با دشوار نیست

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ علی  
 خیر خلقہ وحبیبہ و خلیلہ و علی آلہ واصحابہ و  
 اتباعہ باحسان الی یوم الدین برحمتک یا ارحم  
 الراحمین۔

دعا جو ناچنیر محمد نافع عفا اللہ عنہ  
 جامعہ محمدی۔ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ  
 (مارچ ۱۹۷۸ء)  
 (پاکستان)

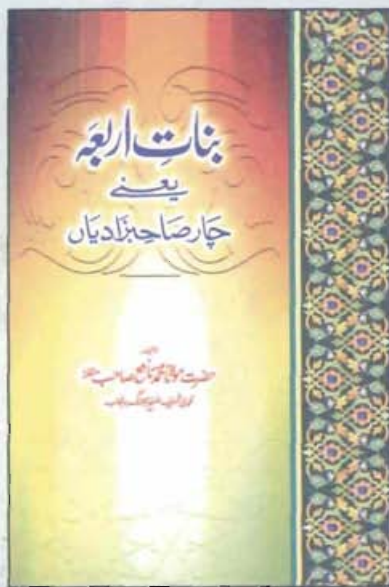
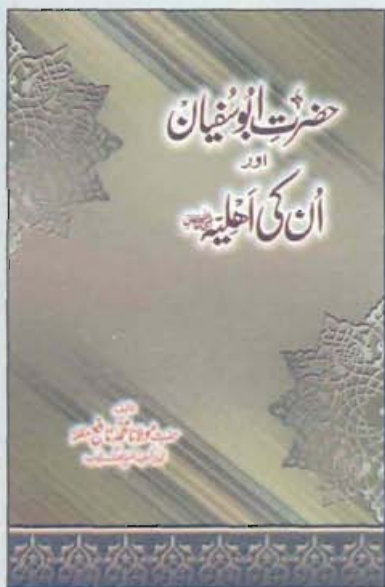
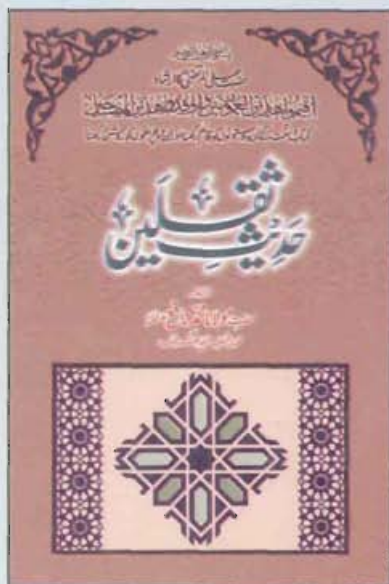
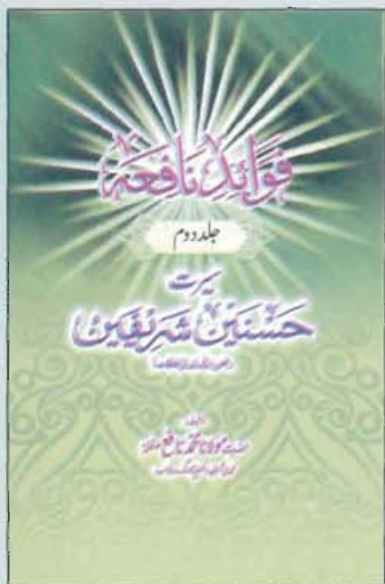
# مراجعات کے کتاب "حمازینہم" حصہ سوم عثمانی

نمبر شمار	نام کتاب	سن وفات صاحب کتاب
۱۔	الموطا لامام مالکؒ	۱۶۹ھ
۲۔	المصنف لعبدالرزاق بن ہمام (۱۱جلد)	۲۱۱ھ
۳۔	کتاب السنن لسعید بن المنصور (مجلس علمی)	۲۲۴ھ
۴۔	طبقات ابن سعد از محمد بن سعد ۸ جلد - طبع لیدن	۲۳۰ھ
۵۔	المصنف لابن ابی شیبہ (قلمی پیرچھنڈا سندھ)	۲۳۵ھ
۶۔	ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان بن ابی شیبہ کتاب نسب قریش لمصعب الزبیری (ابو عبداللہ المصعب بن عبداللہ بن مصعب الزبیری)	۲۳۶ھ
۷۔	تاریخ خلیفہ ابن خیاط (ابوعمر و خلیفہ ابن خیاط) طبع نجف اشرف عراق۔	۲۴۰ھ
۸۔	مُسند امام احمد بن حنبل اشیبانی معہ منتخب کنز العمال (۷جلد)۔ طبع قدیم مصر	۲۴۱ھ
۹۔	کتاب الحجراتی جعفر بغدادی از محمد بن حبیب بن امیہ طبع حیدرآباد دکن	۲۴۵ھ
۱۰۔	صحیح بخاری شریف امام محمد بن اسمعیل البخاریؒ	۲۵۶ھ
۱۱۔	تاریخ کبیر لامام بخاری محمد بن اسمعیل البخاریؒ (۸جلد)	۲۵۶ھ



- ۱۲- السنن لابن داود سليمان بن اشعث سبختانی
- ۱۳- المعارف لابن قتیبه دینوری (ابو محمد عبد اللہ بن مسلم الکاتب الدینوری -
- ۱۴- انساب الاشراف للبلاذری (از احمد بن یحییٰ طبع بغداد) ۲۶۹
- ۱۵- فتوح البلدان للبلاذری (احمد بن یحییٰ بلاذری) ۲۶۹
- ۱۶- کتاب قیام اللیل و قیام رمضان والنور از محمد بن نصر المروزی ۲۹۲
- ۱۷- التاریخ لابن جریر الطبری ابو جعفر محمد بن جریر ۳۱۰
- ۱۸- المصاحف لابن بکر عبد اللہ بن ابی داؤد سجستانی ۲۱۶
- ۱۹- کتاب الجرح والتعديل از ابو محمد عبد الرحمن بن ابی حاتم الرازی (۲ جلد) ۳۲۷
- ۲۰- المستدرک للحاکم ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ النیشاپوری، طبع دکن - ۴۰۵
- ۲۱- تاریخ جویان لابن القاسم حمزة بن ابی یوسف السہمی - ۴۲۷
- ۲۲- کتاب اصفہان و یا تاریخ اصفہان، لابن نعیم الاصفہانی ۴۳۰
- ۲۳- حلیۃ الاولیاء لابن نعیم الاصفہانی ۴۳۰
- ۲۴- کتاب کشف المحجوب للشیخ علی سجوری لاہوری (علی بن عثمان بن علی غزنوی الجوری) } ۴۵۶
- ۲۵- جمہرۃ انساب العرب لابن خزم، طبع جدید - ابو محمد علی بن احمد بن سعید المعروف ابن خزم الظاہری اندلسی - } ۴۵۶
- ۲۶- السنن الکبریٰ للبیہقی ابی بکر احمد بن حسین ۴۵۸
- ۲۷- الکفایہ فی علم الروایۃ خطیب بغدادی ۴۶۳
- ۲۸- تاریخ بغداد للخطیب بغدادی (۲ جلد) ۴۶۳
- ۲۹- الاستیعاب معہ الاصابۃ لابن عبد البر (طبع مصری) } ۴۶۳
- ابو عمر ویوسف بن البرائتمری الاندلسی

- ۳۰۔ ابوالقاسم علی بن حسن بن مہتہ اللہ المعروف ابن عساکر (تاریخ ابن عساکر) ۵۷۱ھ
- ۳۱۔ اسد الغابہ لابن اثیر الحزرمی (طبع طهران) از محمد بن محمد بن عبد الکریم الشیبانی الشہیر عز الدین الجزری۔ ۶۳۰ھ
- ۳۲۔ الکامل لابن اثیر الجزری ۶۳۰ھ
- ۳۳۔ ریاض النضرہ فی مناقب العشرہ ابو جعفر احمد الحب الطبری ۶۹۲ھ
- ۳۴۔ منہاج السنۃ لابن تیمیہ احمد بن عبد الحلیم الحرانی الدمشقی الحنبلی ۶۲۸ھ
- ۳۵۔ کتاب التہمید والبیان از محمد بن یحییٰ بن ابی بکر الاندلسی ۷۲۱ھ
- ۳۶۔ تذکرۃ الحفاظ للذہبی (ابو عبد اللہ بن عثمان شمس الدین الذہبی) ۷۴۸ھ
- ۳۷۔ البدایہ لابن کثیر عماد الدین ابو الفدا الدمشقی۔ ۷۴۲ھ
- ۳۸۔ تاریخ ابن خلدون (عبد الرحمن بن محمد بن خلدون الحضرمی) سن تالیف ۷۷۹ھ
- ۳۹۔ مجمع الزوائد بشیخ نور الدین الہیثمی (۷ جلد) ۸۰۶ھ
- ۴۰۔ الاصابہ فی تمیز الصحابہ لابن حجر (معہ الاستیعاب) ۸۵۲ھ
- ۴۱۔ تہذیب التہذیب ابو الفضل احمد بن علی اعستقلانی المعروف ابن حجر ۸۵۲ھ
- ۴۲۔ تاریخ الخلفاء جلال الدین السیوطی، طبع مجتہبائی دہلی۔ ۹۱۱ھ
- ۴۳۔ الصواعق المحرقة لابن حجر الملکی شہاب الدین احمد حجر البہتمی الملکی ۹۴۳ھ
- ۴۴۔ کنز العمال از علی متقی الہندی (۸ جلد) طبع اول دکن ۹۴۵ھ
- ۴۵۔ شرح مواہب اللدنیہ لمحمد بن عبد الباقی الزرقانی المالکی سن تالیف ۱۰۱۵ھ
- ۴۶۔ لوائح الانوار البہیمیہ شیخ محمد بن احمد السفارینی الحنبلی المعروف بعقیدۃ السفارینی ۱۱۴۳ھ
- ۴۷۔ ازالۃ النفا عن خلافة الخلفاء شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ۱۱۶۴ھ



غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

